مخدوم العالم، قطبِ بنگال، گنجِ نبات، مرشدِ مخدوم اشرف سمنانی

حضرت شیخ عمر علاء الحق والدین خالدی پنڈوی بنگالی

پر بزبانِ اردو پہلی تفصیلی تحقیقی سوانحی کتاب

حیاتِ مخدوم العالم

تصنیف

علامہ مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی

ناشر

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدر آباد دکن

مخدوم العالم، قطب بنگال، گنج نبات، مرشد مخدوم
اشرف سمنانی، حضرت شیخ علاء الحق والدین پنڈوی بنگالی
علیہ الرحمہ پر بزبان اردو پہلی تفصیلی تحقیقی سوانحی کتاب

حیات
مخدوم العالم

تصنیف
عبد الخبیر اشرفی مصباحی
صدر المدرسین، مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام
التفات گنج، امبیڈکر نگر

ناشر
اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن
حیدرآباد، دکن

بفیضِ روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلۂ اشاعت بزبان اردو: 76(4)

❁......نام کتاب : **حیات مخدوم العالم**- گنج نبات علاء الحق پنڈوی قدس سرہ
❁......مصنف : علامہ مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی-
❁......تحریک واہتمام : محمد بشارت علی صدیقی اشرفی، جدہ، حجاز مقدس-
❁......پروف ریڈنگ : بشارت صدیقی اشرفی و محمد ساجد حسین اشرفی، ایتھری سہرسہ-
❁......اشاعت اول : 1438ھ/ 2017ء (عرس مخدوم العالم حضرت علاء الحق گنج نبات پنڈوی)
❁......ناشر : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن-
❁......برائے ایصال ثواب: مرحومہ ھوابی اشرفیہ زوجۂ جناب عبدالعزیز اشرفی ڈوڈمنی، انکولا-
❁...... بتعاون : عالی جناب اشفاق احمد اشرفی صاحب، جدہ- حجاز مقدس-
❁......صفحات : 160-
❁......ہدیہ :

❁ ملنے کے پتے ❁

☆......دارالعلوم جائس، قصبہ جائس، امیٹھی- 09621956628
☆......سُنّی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی- 09867934085
☆......اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد- 09502314649
☆......مکتبہ انوار مصطفیٰ، مغلپورہ، حیدرآباد- 09966352740
☆......مکتبہ نورالاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدرآباد- 09966387400
☆......مکتبہ شیخ الاسلام، احمد آباد، گجرات- 09624221212
☆......عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد- 09440068759
☆......مدنی فاؤنڈیشن، ہبلی، کرناٹک- 08147678515
☆......حافظ جنرل بک اسٹور، اسلامپور، اتر دیناجپور- 09753077836

آئینہ کتاب

انتساب

امام اعظم
ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی

❁

غوث اعظم
سید محی الدین عبد القادر جیلانی

❁

ہم شبیہ غوث اعظم
سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

❁

مجدد اعظم
امام احمد رضا خان قادری بریلوی

❁

محدث اعظم
سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی

❁

سرکار کلاں
سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

❁

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے- بعد حمدِ خدائے تعالیٰ، بے شمار درود وسلام شاہِ لولاک، رسول پاک حضرت محمد ﷺ پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور ائمہ شریعت وطریقت پر-

حیات مخدوم العالم- علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی مدظلہ العالی کی ایک علمی وتحقیقی تصنیف ہے جس میں انھوں نے قطب بنگال، گنج نبات، مرشد مخدوم سید اشرف سمنانی، حضرت شیخ علاء الحق والدین پنڈوی خالدی لاہوری ثم بنگالی قدس سرہ کی حیات وخدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ الحمد للہ اس کتاب کو یہ اعجاز بھی حاصل ہو رہا ہے کہ تقریباً 600 سال بعد پہلی بار اردو زبان میں اس طرح کی تفصیلی تحقیقی سوانحی کتاب حضرت شیخ علاء الحق والدین پنڈوی قدس سرہ پر منظر عام پر آ رہی ہے، گویا کہ مفتی صاحب نے ہم اہل سلسلہ چشتیہ سراجیہ علائیہ کی طرف سے ایک قرض ادا کر دیا، جس کے لیے وہ تمام محبان اولیاء بالخصوص وابستگان سلسلہ اشرفیہ علائیہ نظامیہ کی جانب سے شکر وسپاس کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی مدظلہ العالی کی یہ کاوش اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرے گی اور مولانا اپنا یہ علمی سفر جاری رکھیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی انہیں جزائے خیر سے ہمیشہ نوازتے رہے۔ آمین!

میں بے حد مشکور وممنون ہوں کنزی، سندی، مرشدی حضرت شیخ الاسلام علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی؛ حضرت ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی (صدر شعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد)، حضرت علامہ سید محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی معروف بہ قادری میاں مدظلہ العالی (صدر وسربراہ اعلی- مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال)، اور حضرت علامہ ومولانا سید محمد قسیم اشرف اشرفی جیلانی جائسی معروف بہ حسن میاں مدظلہ العالی (صدر

وسربراہ اعلی- دارالعلوم جائس، زیرانتظام ادارہ احمدیہ اشرفیہ، جائس شریف، ضلع امیٹھی) کا جنہوں نے اس کتاب پر اپنے گراں قدر تاثرات اور کلمات لکھ کر کتاب کی علمی شان میں مزید اضافہ فرمادیا ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت **"اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن"** کے حصہ میں آرہی ہے، جواب تک تقریباً 100 سے زائد مختلف عنوانات پر تحقیقی کام کرواچکی ہے، جن میں کئی ایک نایاب اور مفید کُتب ورسائل شائع ہوچکے ہیں۔ یہ کتاب **عرس مخدوم العالم** علیہ الرحمۃ والرضوان کے حسین موقع پر شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں کی زینت بن رہی ہے۔

"اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن" نے اپنے اشاعتی منصوبوں کے تحت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی کی موجودہ عمر مبارک کی نسبت سے اتنے ہی علمی وتحقیقی رسائل وکتب شائع کرنے کا عزم کرچکی ہے۔اور الحمد للہ کئی نئے عنوانات پر بہت سی عربی کتب کو اردو میں ترجمہ کرواچکی ہے، اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔جن کی رونمائی سے اہل محبت کی نگاہیں شادکام ہوتی رہیں گی۔ان شاء اللہ عزوجل!

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس خدمت کو قبول فرمائے، ہر کام کو پائے تکمیل تک پہنچائے، ناشرین واراکین "اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن" کومزید دینی وعلمی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور احباب اہل سنت کے لیے اس کتاب کو نفع وفیض بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر غوثِ جیلاں وسمناں

محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

جدہ شریف، حجاز مقدس-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

غالباً ۱۸ جنوری ۲۰۱۱ء کی بات تھی، سوشل میڈیا پر ایک اجنبی سے علیک سلیک ہوئی، میں نے اس کو مثبت انداز میں نہیں لیا۔ پھر اس نے مئی ۲۰۱۴ میں اسی ذریعہ سے رابطہ کیا اور سیدی محدث اعظم ہند سید محمد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے تعلق سے کچھ مواد طلب کیا۔ اس بار بھی ہم نے اسے کوئی خاص اہمیت نہیں دی، پہلی بار نظر انداز کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ذریعۂ رابطہ قابل اعتماد نہیں تھا اور دوسری بار صرف نظر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ہم نے بعض ناگفتہ حالات کی وجہ سے شکستہ دل ہوکر تحریری کاموں سے اپنے آپ کو آزاد کرلیا تھا۔ اب اس میدان میں ہماری کوئی دل چسپی باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن وہ ہم سے مسلسل رابطہ کرتے رہے۔ ہمیں دوبارہ پٹری پر لانے کے لیے مناتے رہے۔ آج حال یہ ہے کہ ایک دوسرے سے بالمشافہ ملاقات نہ ہونے کے باوجود وہ ہماری ضرورت بن چکے ہیں۔ ۲۰۱۶ء میں ہمارا ایک رسالہ وہ شائع کر چکے ہیں۔ تین کتابیں اپنے لیپ ٹاپ پر سجا چکے ہیں اور چوتھی کتاب وہ شائع کرکے آپ کے ہاتھوں تک پہنچا رہے ہیں۔

یہ نوجوان ایک اسلامی اسکالر ہیں، متحرک وفعال ہیں، ان کی فکر صالح اور ذہن تعمیری ہے، ان کی نظر عالمی مذہبی مسائل پر گہری ہے، علماء ومشائخ سے رابطہ رکھنا ان کا مشغلہ ہے، ان کے نوک قلم سے اردو وانگریزی زبانوں میں وجود پانے والی کتابوں، رسالوں اور ترجمے ومضامین کی تعداد سو سے زائد ہیں، نام ہے بشارت علی صدیقی حیدرآبادی، ان کے شکریہ کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

زیر نظر رسالہ ''حیات مخدوم العالم'' کی جمع وترتیب کے محرک بھی وہی ہیں۔ اس

عنوان پر لکھنے کی خواہش تو برسوں سے تھی۔مگر انھوں نے روغن وفیتہ لگے چراغ پہ دیا سلائی کا کام کیا اور بہت قلیل مدت یعنی دو مہینہ میں یہ رسالہ مکمل ہو گیا۔

ہوا یوں کہ انھوں نے مخدوم الملت محدث اعظم ہند سید محمد اشرف جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے دو رسالے **''تذکرۂ پیران پیر''** (مختصر سوانح حیات آئینۂ ہند شیخ سراج الدین عثمان خلیفۂ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ) اور **''تذکرۂ شیخ العالم''** (مختصر روداد زندگی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی خلیفۂ آئینہ ہند علیہ الرحمہ) ہمارے پاس حاشیہ،ضمیمہ اور پروف ریڈنگ کے لیے بھیجے۔رسالہ تذکرۂ شیخ العالم پر ضمیمہ لکھنا شروع کیا اور یہ ضمیمہ بڑھتے بڑھتے کتاب کی شکل اختیار کر گیا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ہم نے زیر نظر رسالہ میں جہاں تک ممکن ہو سکا ہے،حقیقت نگاری کی کوشش کی ہے، حالات واقعات، کشف وکرامات ، آثار وملفوظات اور مریدین وخلفا کے تعلق سے جو کچھ بھی لکھا ہے اس کی اصل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔جہاں کہیں سے بھی کوئی بات نقل کی ہے اس کا حوالہ درج کر دیا ہے۔ہمیں یہ دعوی نہیں ہے کہ ہم نے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ حیطۂ تحریر میں لایا ہے،ہم کیا اور ہماری حیثیت کیا!تقریبا ساڑھے چھ سو سال کے بعد اس طرح کا کام کرنے والا کوئی بھی مؤلف ومرتب شاید ایسا دعوی نہ کر سکے۔لیکن اس بات سے ضرور ہمیں خوشی حاصل ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ پر اردو زبان میں اس طرح کا یہ پہلا کام ہے اور اللہ عزوجل نے یہ شرف ہمیں عطا فرمایا۔**فللّٰہ الحمد و لا فخر۔**

بعض معاصر وغیر معاصر دانشوروں نے بنگلہ وانگریزی اور اردو فارسی زبانوں میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی روداد زندگی پر بتوفیق الہی جو کچھ بھی لکھا تھا، ان میں بعض باتیں ایک دوسرے کی تحریر سے متضاد تھیں ۔مثلاً مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی جائے پیدائش، جائے بیعت وارادت ، پنڈوہ شریف سے جلاوطن کئے جانے کے اسباب وعلل اور خاص طور سے تاریخ وصال اور مخدوم شیخ جہانیاں جہاں گشت سید شاہ جلال الدین سہروردی

بخاری ثم اوچی علیہ الرحمہ کی امامتِ نمازِ جنازہ وغیرہ کے سلسلے میں کافی اختلاف تھا۔ہم نے ان حضرات کے اقوال وآثار میں ممکنہ حد تک تطبیق کی صورت نکالنے کی کوشش کی ہے۔اور جہاں تطبیق کی صورت پیدا نہیں ہوسکی وہاں ان علما ومشائخ کی ذات وصفات پر کسی قسم کی تنقید وتبصرہ سے بالاتر ہوکر حقیقت کو ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔اس سلسلے میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں،اس پر قارئین کا فیصلہ ناطق ہے۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی کتابیں مثلاً بخاری ومسلم وغیرہما کے مطالعہ اور ان کے معانی ومفاہیم پر نظر رکھنے والوں پر عیاں ہے کہ تکرار نصوص کے فوائد ورموز کیا ہیں؟ حیات مخدوم العالم میں بھی بعض نصوص وواقعات کا تکرار دلائل وفوائد کے طور پر کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے امید کی جاتی ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے دوران اگر تکرارِ کلام سے طبیعت میں گراں باری کا احساس ہو تو اسے وہ کسی نہ کسی دلیل وفائدہ کے طور پر قبول کرلیں گے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم محب گرامی محمد ساجد حسین اشرفی ،ایٹہری-ضلع سہرسہ، مقیم حال جے پور،راجستھان ،محمد شاہ عالم اشرفی جد وپور ضلع مالدہ بنگال ،عزیز القدر محمد ندیم خان اور عزیز القدر محمد تبریز خان متعلّمان مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام کا شکریہ ادا نہ کریں کہ اول الذکر دونوں صاحبوں نے حوالے کی کتابیں فراہم کرنے میں ہمارا تعاون کیا اور ثانی الذکر دونوں طالب علموں نے بعض حوالوں کی تلاش وجستجو میں ہمارا ساتھ دیا۔اللہ عزوجل ان سبھوں کو دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائے۔

عبد الخبیر اشرفی مصباحی
صدر المدرسین
مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام
التفات گنج ،امبیڈکر نگر۔یو۔پی

❁❁❁

تقدیم

جامع معقول ومنقول ماہرلسانیات حضرت علامہ

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

صدرشعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

حمدا لله و صلاة و سلاما علی رسول الله و علی آله و صحبه و من والاه في مبدأ الأمر و منتهاه

سپاہ تازہ برانگیزم از ولایت عشق
کہ درحرم خطرے از بغاوت خرد است

سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہندوستان جنت نشان سے قدیم اور گہرا تعلق رہا ہے۔ ملک عزیز میں اس سلسلے کا باقاعدہ آغاز اگرچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء) کی ذات بابرکات سے ہوا لیکن اس سلسلے کی بنیاد خواجہ بزرگ سے تقریبا تین سو سال پہلے حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی (متوفی: ۳۲۹ھ/۹۴۱ء) کے دست مبارک سے رکھی جا چکی تھی اور یہ روئے زمین پر موجود ومعروف سلاسل تصوف میں سب سے قدیم سلسلہ ہے۔ او رتقریبا اتنا ہی قدیم اس سرزمین سے اس کا تعلق بھی ہے۔ موسس سلسلہ کے خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ ابو احمد چشتی (متوفی: ۳۵۵ھ) کے صاحبزادے خواجہ ابومحمد چشتی سلطان محمود غزنوی (متوفی: ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء) کے لشکر کے ساتھ اس ملک میں قدم رنجہ فرما چکے تھے، حضرت خواجہ مودود چشتی کے خلفاء ومریدین کے ذریعے افغانستان اور اس سے متصل ہندوستانی خطوں میں یہ سلسلہ معروف ومنتشر ہو چکا تھا۔ اور عہد غزنوی (۳۸۷-۵۸۲ھ) میں سندھ و پنجاب میں بھی چشتی صوفیہ کی آمدرفت

عام تھی۔اوراس طرح یہ زمین پانچویں صدی کے اوائل سے ہی اس سلسلے سے واقف ہو چکی تھی۔حسان الہند غلام علی چشتی واسطی بلگرامی (متوفی:۱۲۰۰ھ) اپنی کتاب مآثر الکرام میں اسی تاریخی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:''لاشک بزرگان چشت عنبر سرشت راحقے است قدیم بر ولایت ہند۔''

اگر چہ اس سلسلہ کی ابتدااور تنظیم ہندوستان سے باہر ہوئی تھی لیکن ہندوستان پہنچ کر یہ سلسلہ یہاں کی آب وہوا،مٹی اور ماحول سے اس قدر ہم رنگ وآہنگ ہو گیا گویا اس کا خمیر اسی زمین سے اٹھا ہے اور یہ سلسلہ اسی ملک میں معرض وجود میں آیا ہے۔اس سلسلے نے طبقاتیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس ملک کو توحید کے ساتھ ساتھ سماجی ہم آہنگی، انسانیت اور مساوات کے حقیقی تصور سے بھی روشناس کرایا،اسے اردو زبان،گنگا جمنی تہذیب اور بھکتی تحریک جیسے نادر وبیش قیمت تحفوں سے بہرہ ور کیا۔جہل وتخلّف،جمود وتعطّل اور عنصریت وطبقاتیت کے خلاف اٹھارویں اور انیسویں صدیوں میں اٹھنے والی تحریکوں کے لئے زمین بھی ہموار کی۔

صوفیہ چشت اہل بہشت نے ''التصوف کله أخلاق''کا عملی نمونہ پیش کیا۔اپنی نرمی و رواداری،دردمندی وغم گساری اور انسانیت وحسن سلوک کے سبب اس ملک کے ہزاروں بندگان خدا کے قلوب کو مسخر کیا اور حظیرہ اسلام تک ان کی رہنمائی کی۔دارہ شکوہ قادری (متوفی:۱۶۵۹ء) نے سکینۃ الاولیاء میں ابوجعفر حداد کا قول نقل کیا ہے کہ:''عقل اگر مرد کی صورت میں ہوتی تو جنید کی صورت میں ہوتی۔''راقم کے خیال میں خلق خدا کے تئیں ہمدردی و غمگساری اگر انسان کی شکل میں ہوتی تو متقدمین صوفیہ چشت کی صورت میں ہوتی۔

ڈاکٹر رام اودھ دیویدی اپنی انگریزی کتاب'ہندی لٹریچر'میں لکھتے ہیں کہ:''جو لوگ فاتحین کی تلوار سے سہم گئے تھے انھیں ان بزرگوں کے کردار واخلاق میں روحانی سکون ملنے لگا۔''وحدت وجود صوفیہ کرام کا عمومی مذہب رہا ہے لیکن اس نظریہ کو جو قبولیت سلسلہ چشتیہ میں حاصل ہوئی وہ اس کے امتیازات کا حصہ ہے،دراصل نخلستان سلسلہ چشتیہ کا یہی وہ چشمہ حیواں ہے جہاں سے امن پسندی،صلح جوئی،خدمت خلق،جذبۂ انسانیت،رواداری،

یکجہتی اور ہم دردی وہم آہنگی کی نہریں نکلتی ہیں۔

سلسہ چشتیہ میں عشق محرکِ سلسلہ ہے چنانچہ اس سلسلے میں محبت، انسانیت اور خدمت کے فروغ میں یہ محرکِ سلسلہ بھی ایک بڑا محرک ثابت ہوا ہے۔سلسلہ چشتیہ میں موجود ان انسانی اقدار اور اخلاقی کردار کے پس پشت ایک اور عالم انسانی وحدت کا تصور تھا جسے اس سلسلے میں خوب فروغ حاصل ہوا اور اس کا مصدر کتاب وسنت تھے۔حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ: "**الخلق کلھم عیال اللہ و أحب خلقه اِلیه أنفعھم لعیاله**" چشتی صوفیہ کے یہاں یہ حدیث بے حد مقبول ومتداول رہی ہے۔محدثین نے اس پر کلام کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے لفظ کے اعتبار سے کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہو معنی کے اعتبار سے اس کی صحت میں کوئی شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔بے شمار آیات واحادیث اس کی معنوی صحت پر گواہ ہیں۔صوفیہ اصحاب معنی تھے لہذا انھیں یہ حدیث بہت خوش آئی۔اس کو امام طبرانی، امام بزار اور امام ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی تائید بہت ساری صحیح اور حسن احادیث سے ہوتی ہے لہذا اس کے راویوں کا ضعف اس کے معنی کی صحت وقوت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا ہے۔

اسی شجرہ چشت (**أصلھا ثابت و فرعھا فی کل بیت من بیوت مسلمی الھند**) کے ایک گل سرسبد مخدوم العالم شیخ علاء الحق گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جن کی ذات بابرکات وستودہ صفات پیش نظر کتاب کا موضوع ہے۔اور جن کے دم قدم سے نہ صرف مشترکہ بنگال بلکہ مشرقی اتر پردیش سے لے کر آسام اور اڑیسہ تک اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے فضا کی سازگاری ہوئی۔اور جن کے خلفاء و مریدین کے ذریعے اس پورے خطۂ ارض میں توحید کی آبیاری ہوئی، اور جن کی شعلہ نفسی سے پورب میں تصوف کی گرم بازاری ہوئی۔چشتیت کا جو پودا حضرت آئینہ ہند شیخ اخی سراج رحمہ اللہ (متوفی: ۷۳۰ھ) نے سرزمین بنگال میں لگایا تھا اسے آپ نے اپنے علم وفضل سے ایک عظیم الشان شجر سایہ دار وثمر بار بنا دیا۔

حضرت مخدوم العالم کی شخصیت ایک جامع الکمالات شخصیت تھی، علم ظاہر و باطن کا

ایسا سنگم تھی جس کی کشش حضرت سید اشرف سمنانی (متوفی: ۸۲۸ھ) جیسے متبحر عالم کو بنگال کھینچ لائی اور سمنان کے سلطان نے اقلیم معرفت کے اس شہنشاہ کی چوکھٹ پر جبیں سائی کو اپنی منزل تک رسائی کا ذریعہ بنایا۔مخدوم اشرف کی آپ سے ارادت آپ کی علمی وروحانی عظمت کی ایسی دلیل ہے جس کے بعد کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔لیکن چشتیت کے اس گنج گرانمایہ کی مبسوط تو کیا مختصر سوانح حیات بھی دستیاب نہیں ہے۔اخبارالاخیار سے خزینۃ الاصفیاء تک ایک ہی طرح کی باتوں کی تکرار ملتی ہے۔آپ کی زندگی کے بیشتر گوشوں پر تذکرے کی یہ کتابیں کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہیں۔بعد کی تحریروں میں بھی ان تذکروں کے معدودے بیانات کا ہی اعادہ ملتا ہے بلکہ ان میں موجود خطابیات نے تاریخی حقائق کو اور بھی دھندلا و پژمردہ کردیا ہے۔لہذا اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ حضرت شیخ علاء الحق والدین کی شخصیت اور خدمات پر ایک ایسی جامع کتاب تحریر کی جائے ،جس میں آپ کی زندگی کے تمام گوشوں کو تحقیق کی روشنی سے منور کیا جائے اور انھیں باہم مربوط و مدون کیا جائے۔

الحمدللہ یہ سعادت عزیز القدر مولانا مفتی عبدالخبیر صاحب کے حصے میں آئی اور پیش نظر کتاب ان کی اسی فیروز بختی اور سعادت مندی کا مظہر ہے۔غالبا یہ کتاب اردو بلکہ کسی بھی زبان میں حضرت مخدوم العالم کی سوانح حیات پر پہلی کاوش ہے۔اور اس کے ذریعے ایک دینی ،اخلاقی اور مشربی ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ کتاب نقش اول کی حیثیت رکھتی ہے۔قاری کو اول وہلہ میں اس امر کا احساس ہوجائے گا کہ فاضل مصنف نے اس نقش اول کی تیاری میں کس قدر عرق ریزی اور جگرسوزی سے کام لیا ہے۔لیکن ہر نقش اول کی طرح اس میں بھی بہتری کی بڑی گنجائش ہے۔اس سوانحی خاکے کے بعض پہلو ہنوز منت پزیر تحقیق ہیں ،اور ان میں آپ کی ذات سے وابستہ کئی ایسے بیانات ہیں جن کی تاریخیت قابل مراجعہ ہے،کئی ایسی باتیں ہیں جنکا بیک وقت درست ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔دراصل یہ ساری دشواریاں فارسی تذکروں کی دین ہیں۔اور فاضل مصنف کو بھی ان کا پورا ادراک ہے جس کا اظہار انھوں نے راقم سے بھی کیا ہے اور کتاب میں بھی اس کی طرف اشارہ

کیا ہے۔لیکن عربی مثل ''مالا یدرک کله لا یترک جله'' پرعمل کرتے ہوئے انھون نے اس کام کوسرانجام دیا ہے جس کے لئے وہ تمام محبان اولیاء بالخصوص وابستگان سلسلہ اشرفیہ علائیہ نظامیہ کی جانب سے شکرو سپاس کے مستحق ہیں۔

جن علاقوں کی زبان اردو تھی وہاں فارسی تذکروں کے مشتملات کو آگے بڑھانے کا عمل جاری رہا لیکن یہاں مقامی زبان اردو نہ ہونے کے سبب آپ کی سوانح میں فارسی کے اہم تذکروں کے بعد کوئی اضافہ نہیں ہوا، متاخر اور مقامی فارسی مصادر ضائع ہو گئے جس کے باعث اب یہ کام دشوار تر ہو گیا ہے، لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سرکاری گزیٹیر اور حکومتی وثائق کے ساتھ ساتھ انگریزی اور بنگالی مصادر و مراجع سے بھی رجوع کیا جائے تا کہ حضرت مخدوم العالم کی سوانح کو مربوط انداز میں اور علمی تسلسل کے ساتھ قلمبند کیا جا سکتا ہے۔امید ہے کہ یہ کام بھی فاضل مصنف کے ذریعے ہی پایہ تکمیل کو پہنچے گا اور اس کتاب کا طبع ثانی ''نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول'' کا مصداق ہوگا۔میں صمیم قلب سے مفتی عبدالخبیر صاحب کو ان کے اس کام بلکہ کارنامے پر مبارکباد دیتا ہوں اور مزید توفیقات کے لئے دعا گو ہوں۔

خاکپائے صاحبدلاں

سید علیم اشرف جائسی

صدر شعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

۱۳ مارچ ۲۰۱۷ء

❁❁❁

دعائیہ کلمات

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامدا و مصلّیا و مسلّما

اہل اللہ کے حالات وواقعات پڑھنے اور سننے سے قلب مضطر کوسکون ملتا ہے، روح کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے، فکر ونظر کا انتشار دور ہوتا ہے، عقل آوارہ کا زور ٹوٹتا ہے، روحانیت کوترقی ملتی ہے اور معرفت الٰہی کا راستہ آسان ہوتا ہے، اس لیے زمانۂ قدیم ہی سے عرفائے حق کے تذکرے لکھنے اور شائع کرنے کا معمول رہا ہے۔ اور مشائخ طریقت اپنے وابستگان سلسلہ کو اولیائے کاملین کے حالات ومعمولات اور تعلیمات وارشادات بار بار پڑھنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را　　　گاہے گاہے بازخواں ایں قصۂ پارینہ را

ان ہی عرفائے حق اور مقربین بارگاہ الٰہی میں ایک ممتاز اور نمایاں ذات حضرت مخدوم العالم، قطب بنگال، گنج نبات حضرت مولانا ومخدومنا شیخ علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کی بھی ہے جو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے نہایت بافیض اور صاحب روحانیت شیخ اور غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرشد برحق ہیں۔

رب کریم جزائے خیر دے عزیز گرامی مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی زیدہ مجدہ کو جنھوں نے تفصیل وتحقیق کے ساتھ حضرت مخدوم العالم قدس سرہ کے تذکرے میں یہ کتاب

مدون کی ، اورفرزندگان اسلام کے لیے عموماً اور وابستگان سلسلہ کے لیے خصوصاً آپ کے احوال وکوائف ،ملفوظات وفرمودات اورتعلیمات وارشادات سے آگاہی اوران کے پیروی کی راہ آسان کردی-

مولانا موصوف ایک اچھے قلم کارہیں، تحقیق اورتلاش وجستجو کے ساتھ لکھنے کے عادی ہیں،اس سے پہلے ان کی کئی کتابیں منظرعام پرآچکی ہیں-

رب کریم اپنے محبوبان بارگاہ کے صدقے ان کی تمام خدمات قبول فرمائے ، ان سے اپنی رضااورخوشنودی کے کام لے اورانھیں دارین کی سعادتوں اور برکتوں سے ہمکنار فرمائے!

انہ الموفق والمعین، وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدناومولانامحمدوآلہ وصحبہ أجمعین وعلی من اتبعھم باحسان الی یوم الدین-

ابوالحمزہ محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ
جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ
کچھوچھا شریف

۱۰ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۸ھ
۱۰ مارچ ۲۰۱۷ء

تقریظ جلیل

پیر طریقت تاج الاولیا جانشین اشرف الاولیا
حضرت علامہ سید محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی معروف بہ قادری میاں مدظلہ العالی
صدر و سربراہ اعلی-مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال

محب الفقرا عزیز القدر علامہ مفتی عبد الخبیر اشرفی صاحب زید مجدہ علاقۂ اسلام پور، اتر دیناج پور، بنگال سے تعلق رکھتے ہیں، ماشاء اللہ اپنی عملی اور علمی خدمات کی وجہ سے اہل علم میں اپنا مقام رکھتے ہیں، بحمدہ تعالیٰ کئی کتابوں کے مؤلف اور مترجم ہیں۔ کچھ سالوں تک مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف میں بحیثیت صدر المدرسین رہے اور اسی زمانے میں کئی کتابیں تحریر کرڈالیں جو مقبول عام ہو چکی ہیں۔جن میں قابل ذکر انیس الغربا تصنیف لطیف زبدۃ العارفین نور قطب عالم شیخ نور الحق والدین کا فارسی سے بزبان اردو ترجمہ مع تخریج وتحشیہ ان کا شاندار علمی کارنامہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان تعلق سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علمی رسالہ ''التعظیم و المنة فی أن أبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الجنة'' کی تخریج، تحشیہ اور ترجمہ ان کی بہترین یادگار ہے۔

آج کل مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام التفات گنج میں منصب صدارت پر فائز ہیں لیکن روحانی طور پر پنڈوہ شریف سے ایسی انسیت اور لگاو رکھتے ہیں جس کی بنا پر مرشد غوث العالم مخدوم العالم حضور شیخ علاء الحق والدین گنج نبات ابن اسعد لاہوری پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عملی اور روحانی زندگی کی تلاش رکھتے ہوئے اس مقام تک پہنچے کہ آج الحمد للہ حیات مخدوم العالم کی صورت میں ایک مبسوط کتاب میری نگاہوں کے سامنے ہے۔جس میں موصوف نے ان پوشیدہ اوراق کو جو تقریبا کالعدم ہو چکے تھے انھیں جمع فرما کر قارئین پر ایک

عظیم احسان فرمایا ہے۔اس کتاب میں موصوف نے صرف عقیدت سے کام نہیں لیا ہے بلکہ ان ہی پوشیدہ اوراق کو یکجا کر کے ایک تحقیقی کارنامہ انجام دیا ہےاور کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کی اس کاوش کومقبول عام فرمائے اور ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے اور ساتھ ہی ساتھ فروغ عمر عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

سید محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی

درعلاقۂ باگ ڈوگرا، دارجلنگ

۲۳ فروری ۲۰۱۷ء

مطابق ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ

❁❁❁

کلمات حسن

منبع جود وسخا تاج الصوفیا

حضرت علامہ ومولانا سید محمد قسیم اشرف اشرفی جیلانی جائسی معروف بہ حسن میاں مدظلہ العالی

صدر وسربراہ اعلی- دار العلوم جائس، زیر انتظام- ادارہ احمدیہ اشرفیہ، جائس شریف، ضلع امیٹھی

نقیب مشائخ اشرفیہ علائیہ سراجیہ مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی صاحب حفظہ اللہ جن سے ان کے دار العلوم جائس کے دوران قیام برسوں پر محیط ملاقتیں رہیں۔ حصول علم کی تڑپ اور اس کے لیے حضور بھائی جی قبلہ (حضرت مولانا ڈاکٹر علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی، صدر شعبۂ عربی، مولانا آزاد اردو یونیورسٹی، حیدر آباد) سے اکتساب کی دھن بے شمار بار دیکھی، بلاشبہ نوجوان علما کے لیے وہ ایک بہترین مثال ہیں۔

حیات مخدوم العالم میں انھوں نے جس عرق ریزی سے کام کی تکمیل کی ہے وہ ایک بڑی سعادت ہے۔ جدید اور قدیم اسلوب کا سنگم بنا دیا ہے۔ درحقیقت کتاب راہ سلوک کے متلاشیان کی رہنما اور تاریخ صوفیا وسوانح مشائخ کے شائقین کے لیے سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آئینۂ کتاب میں مضامین کا انتخاب ہمارے تاثرات کی دلیل ہے۔ کتاب میں حوالہ جات کے ذکر نے ہم اہل ارادت ہی نہیں بلکہ تمام طرح کے قاریوں کو شیخ العالم علیہ الرحمہ کی سیرت پر گراں مایہ تحفہ دیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

سید محمد قسیم اشرف حسن جیلانی

بوقت روانگی سفر گجرات

۲۱ فروری ۲۰۱۷ء

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ

❁❁❁
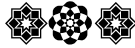
فصل اول

نام ونسب اور القاب وآداب

جائے پیدائش

خاندانی پس منظر

تعلیم وتربیت

جاہ وحشمت

فصل اول

نام والقاب

آپ کا نام عمر بن اسعد ہے۔ علاء الدین، علاؤ الحق، شیخ العالم، سلطان المرشدین، مخدوم العالم، گنج نبات، مرید و خلیفۂ اخی سراج آئینہ ہند آپ کے مشہور القابات ہیں۔

صاحب مرأۃ الاسرار نے آپ کو ان القابات سے یاد کیا ہے:

''آں مقتدائے ارباب ولایت، آں گنجینۂ علم و ہدایت، آں ناطق بلسانِ حالی پیشوائے وقت مخدوم شیخ علاء الحق قدس سرہ۔''(۱) مخدوم علاء الحق قدس سرہ ولیوں کے مقتدا ہیں، علم و حکمت کا خزانہ ہیں، زبانِ حال سے بولنے (اشاروں ہی سے انجام کارفرمانے والے) ہیں اور وقت کے پیشو و امام ہیں۔

صاحب بحر ذخار نے اس طرح توصیف کی ہے:

''آں پیشوائے ارباب ہدایت، آں مقتدائے اصحاب ولایت، آں تخت نشین اقلیم فضل و کمال، آں تاجدار وادیِ وصال، آں از معظم اولیائے عالی، قطب الافراد حضرت شیخ علاء الحق والدین بنگالی۔''(۲) حضرت شیخ علاء الحق والدین بنگالی ارباب ہدایت کے پیشوا و امام ہیں، اصحاب ولایت کے مقتدا و قائد ہیں، سلطنتِ فضل و کمال کے بادشاہ ہیں، وادی وصال کے تاجدار ہیں، اولیائے عالی مرتبت میں عظمت والے اور ''قطب الافراد'' منصب والے ہیں۔

شیخ المشائخ، مجدد سلسلۂ اشرفیہ، اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ، حضرت خضر علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

''گروہ اخیار ان کو ''صاحب قدم'' کہتے ہیں اور گروہ ابرار ان کو ''واجب قدم''

۱۔ شیخ عبدالرحمان چشتی، مرأۃ الاسرار، ص: ۱۰۱۳، مطبوعہ مکتبہ جام نور ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۸ھ۔

۲۔ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر ذخار، ص: ۵۰۱، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔

کہتے ہیں اور اوتاد ان کو ''یحییٰ صادق'' کہتے ہیں اور ابدال ان کو ''عیسیٰ نفس'' کہتے ہیں اور اصحابِ وجدان اور اربابِ عرفان ان کو شیخ ''علاء الحق والدین گنج نبات'' اور بعض آدمی شیخ ''علاء الدین تل'' کہتے ہیں، عالم ملکوت میں ان کو ''موسیٰ آثار'' کہتے ہیں اور عالم جبروت میں ان کو ''خلیل انوار'' کہتے ہیں اور عشاق ان کو ''یوسف ثانی'' کہتے ہیں کہ میں خضر ہوان کو ''خلق محمد'' کہتا ہوں۔''(۱)

ولادت و پدری نسب

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی پیدائش سن ۷۰۱ھ مطابق ۱۳۰۲ء میں ہوئی۔(۲)

مصنف تواریخ آئینہ تصوف نے ۷۰۳ھ سال ولادت لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

''تاریخ ۱۲ شعبان ۷۰۳ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۳۰۴ء بروز یکشنبہ وقت مغرب پنڈوہ شریف میں آپ پیدا ہوئے، راوی اس کے میاں شفیع احمد آپ کے والد ہیں۔''(۳)

مصنف موصوف نے مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے والد کا نام میاں شفیع احمد لکھا ہے جو تاریخی دستاویز کے خلاف ہے اور جائے پیدائش پنڈوہ شریف بتایا ہے جو درست نہیں ہے۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا نسب صحابی رسول حضرت خالد بن ولید

۱۔ شیخ المشائخ علی حسین اشرفی میاں، صحائف اشرفی، حصہ اول، ص:۷۱، ۷۲، مطبوعہ دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد ممبئی۔ ان بلند وبالا القابات کو لطائف اشرفی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ دیکھیے: لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ص:۴۰۰، ترجمہ ایس۔ ایم۔ لطیف اللہ، ناشر شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سال اشاعت ندارد۔

۲۔ محدث عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۳۱۰، دانش بک ڈپو دیوبند، سن اشاعت ندارد۔ اخبار الاخیار میں صرف سن ہجری درج ہے، سن عیسوی مؤلف غفرلہ نے درج کیا ہے۔

۳۔ شاہ محمد حسن صابری، تواریخ آئینہ تصوف، ص:۱۳۰، مطبوعہ مطبع حسنی رامپور، کتاب بوسیدہ ہونے کی وجہ سے سن اشاعت پڑھنے میں نہیں آیا۔ حوالہ کی کتاب میں صرف سن ہجری درج ہے، سن عیسوی مؤلف نے نکالا ہے، ۱۲ شعبان ۷۰۳ کو یکشنبہ [اتوار] کا دن نہیں بلکہ جمعہ کا دن پڑتا ہے۔ ممکن ہے کلنڈروں کی ترتیب میں ایسا ہوا ہو۔ شاہ صاحب کی اس کتاب میں مشہور شخصیتوں کے تعلق سے بہت سی معلومات شہرت کے خلاف ہیں۔ مؤلف غفرلہ

رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔(۱)

خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ:

''معارج الولایت کے مصنف لکھتے ہیں کہ: علاء الدین صحیح النسب قریشی تھے۔ آپ کا نسب نامہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔''(۲)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد کے نام میں مؤرخین کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ زیادہ صحیح اور راجح یہ ہے کہ آپ کے والد کا نام اسعد ہے۔ اخبار الاخیار، خزینۃ الاصفیا اور دیگر معتبر کتابوں میں یہی نام لکھا ہے۔ محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے بھی یہی نام لکھا ہے۔ صاحب گلزار ابرار محمد غوثی شطاری ماندوی نے عمر اسعد، مصنف آئینۂ اودھ شاہ سید محمد ابوالحسن مانک پوری، صاحب مرأۃ الاسرار شیخ عبد الرحمان چشتی اور مصنف Memoirs of Gaur and Pandua محمد عابد علی خان مالدوی نے عمر ابن اسعد تحریر کیا ہے۔ صاحب بحر ذخار علامہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی نے عمر سعد لکھا ہے۔ مولانا عبد الحئ لکھنوی نے نزھۃ الخواطر میں، مولانا عزیز یعقوب ضیائی بنارسی نے مقدمۂ لطائف اشرفی میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ہی کا اصل نام عمر بتایا ہے اور والد کا اسعد! فقیر کی رائے بھی یہی ہے کہ: حضرت شیخ علاء الحق والدین علیہ الرحمہ کا اصلی نام عمر تھا، والد کا نام اسعد۔ علاء الحق، علاء الدین آپ کے القابات تھے۔ قدیم فارسی کتابوں سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔

مادری نسب

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی ماہ نور خاتون تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ عارفہ وصالحہ تھیں۔ آپ کے نانا ایران کے رہنے والے تھے، بہت

۱۔ صحابی رسول حضرت خالد بن ولید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپہ سالار تھے، آپ کا لقب سیف اللہ تھا، ۵۹۲ء میں مکہ میں پیدا ہوئے، یکم صفر ۸ھ میں اسلام لائے، ۱۲۵ جنگوں میں حصہ لیا، کمانڈر ان چیف، سپہ سالار، سالار گشتی دستہ، فوجی گورنرِ عراق اور آزاد گورنرِ شام کی حیثیت سے مختلف عہدوں پر فائز رہے، ۶۴۲ء میں شام کے شہر حمص میں وفات پائی۔

۲۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج: ۲، ص: ۲۴۶، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

پایہ کے ولی تھے۔ ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، آپ بڑے عابد وزاہد، منکسر المزاج، صاحب فضل وکمال اور سخاوت کے دریا تھے۔(۱)

جائے پیدائش پنڈوہ یا لاہور؟ ایک تحقیقی جائزہ

مخدوم العالم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کی جائے پیدائش لاہور ہے یا پنڈوہ شریف؟ سیرت نگاروں کا اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ آئینہ تاریخ تصوف کو اگر قدیم کتابوں میں شمار کیا جائے تو اس میں جائے پیدائش پنڈوہ شریف لکھا ہے، مگر اس کتاب کو بعض مصنفین نے تاریخ کی کتاب گردانتے سے انکار کیا ہے۔ اس میں بہت سی باتیں خلاف حقیقت درج ہیں جیسا کہ مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے والد گرامی قدر کا نام خلاف حقیقت وشہرت درج ہے۔ بنگلہ زبان کے مصنفین میں خانقاہ کرمانیہ بیربھوم کے سجادہ نشیں شاہ بجل رحمان کرمانی بیربھومی کو اپنے مریدین کے حلقہ میں اعتبار حاصل ہے۔ انھوں نے گوڑ و پنڈوہ کے مشائخ پر اچھا کام کیا ہے۔ ان کی کتابیں بنگلہ زبان سے واقف قارئین کے درمیان شہرت کا درجہ رکھتی ہیں، وہ اپنی کتاب تین پیر پراتیہاس میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت علاء الحق پنڈوی اتر بنگال یعنی موجودہ ضلع مالدہ کے پنڈوہ شہر میں پیدا ہوئے۔''

پھر چند سطور کے بعد آپ کے والد گرامی کے بارے میں مصنف موصوف نے لکھا ہے کہ:

۱۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی والدہ اور نانا کے سلسلے میں مذکورہ معلومات، حضرت قاری عبدالرقیب مالدوی مرحوم سے حاصل ہوئی تھیں، قاری صاحب مرحوم نے ایک رسالہ حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی کی سیرت پر مرتب کیا تھا، اس میں بھی انھوں نے یہ باتیں لکھی تھیں، یہ رسالہ بغرض اصلاح مرحوم قاری صاحب ہمارے پاس لائے تھے، خط شکستہ اور عکس تحریر صاف نہ ہونے کی وجہ سے کمپوزنگ کے بعد دیکھنے کا وعدہ کر کے رسالہ انھیں واپس کر دیا گیا تھا، ان کے وصال سے چند دن پہلے فون پر ان سے بات ہوئی تھی، خبر ملی رسالہ اشرف الاولیاء انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (کمپیوٹر سینٹر زیر انتظام مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ) میں کمپوز ہو چکا ہے۔ مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے ننہالی حالات کی تفصیل اور حوالہ طلب کرنے پر انھوں نے انوار الاصفیا مصنفہ غلام علی کراچوی اور ہدی ڈائجسٹ کا عظیم اولیا نمبر، جلد ۸ میں علامہ تسلیم رضا بلگرامی کا مضمون دیکھنے کے لیے کہا تھا، افسوس تلاش بسیار کے بعد بھی ان مراجع تک ہماری رسائی نہیں ہو پائی۔

''حضرت خالد بن ولید کے بعد کی نسلوں میں حضرت عمر بن اسعد لاہوری پیدا ہوئے۔حضرت عمر بن اسعد اور آپ کے بہت سے اباواجداد لاہور میں سکونت پذیر تھے، پھر حضرت عمر بن اسعد لاہور سے گوڑ پنڈوہ آ گئے، انھوں نے اپنی محنت وایمانداری کی بنیاد پر تجارت میں خوب ترقی کی اور بہت قلیل مدت میں گوڑ پنڈوہ کے امیر ترین تاجروں میں شمار کئے جانے لگے، انھوں نے گوڑ پنڈوہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔گوڑ بنگال کے سلطان شاہ سکندر[۹۲-۱۳۵۹ء] نے ان کو حکومتی امور میں شامل کر لیا، پھر وہ اپنی قابلیت وصلاحیت کے بل بوتے سکندر شاہ کے وزیر خزانہ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔''(۱)

تین پیر یرا اتیہاس کی اس عبارت سے چند باتیں سامنے آئیں:

(۱) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد کا نام عمر تھا۔

(۲) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد تنہا پنڈوہ تشریف لائے تھے۔

(۳) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد نے شروعاتی دور میں پنڈوہ میں تجارت کی اور خوب دولت وشہرت کمائی۔

(۴) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد کے سیاسی کیریئر کی ابتدا سلطان سکندر شاہ کے دور حکومت سے ہوئی، ابتداء میں وہ سلطان سکندر شاہ کے حکومتی اہل کاروں میں شامل تھے بعد میں اپنی محنت وکاوش اور قابلیت وصلاحیت کی بنیاد پر وزیر مالیات کے عہدہ پر متمکن ہوئے۔(۲)

محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''شاہی اصرار ودعوت سے مجبور ہو کر لاہور کا مذکورہ خاندان (مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کا خاندان) سلطنت کے اعلیٰ عہدوں پر پنڈوہ آ کر بسا تھا، مولانا اسعد خزانہ

۱۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوا ر تین پیر یرا اتیہاس، ص:۱۱۵،۱۱۶، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱ء۔

۲۔ ڈاکٹر محمد شہید اللہ صاحب نے اپنی بنگلہ کتاب، اسلام پَرسنگ، میں غلام ثقلین صاحب نے اپنی بنگلہ کتاب بنگلہ دیشیر صوفی سادھک میں اور ان کے علاوہ بھی کئی ایک مؤرخین نے شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد کو سلطان سکندر شاہ کا وزیر خزانہ لکھا ہے۔

شاہی کے وزیر تھے، وہ بھی مع اپنے بلند رتبہ فرزند مولانا علاء الحق کے پنڈوہ آ گئے تھے۔"(۱)

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مذکورہ عبارت سے یہ باتیں واضح ہوئیں:

(۱) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد کا نام اسعد تھا۔

(۲) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد تنہا پنڈوہ شریف نہیں آئے تھے بلکہ آپ کا کنبہ آپ کے ساتھ تھا۔ اس خاندان عالی کو پنڈوہ آنے کی شاہی دعوت ملی تھی بلکہ اس کے لیے اصرار ہوا تھا۔

(۳) حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کے والد اور افرادِ خاندان حکومت کے اعلی عہدوں پر پنڈوہ شریف تشریف لائے تھے۔ ان میں اکثر عہدہ دار اور شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کے والد گرامی قدر وزیر مالیات تھے۔ عبارت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کے والد پنڈوہ آنے سے پہلے ہی وزیر مالیات تھے۔

(۴) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنے والد کے ہمراہ پنڈوہ شریف تشریف لائے تھے۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد کے نام کا اختلاف ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں ہے۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ننہال کے بارے میں بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ آپ کی والدہ کا نام ماہ نور خاتون تھا جو ایک ایرانی ہاشمی خاندان کی نیک سیرت، پاک باز اور تقوی شعار خاتون تھیں اور

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴ء۔ گیارہویں صدی عیسوی میں محمود غزنوی نے اپنے پسندیدہ غلام ملک ایاز کو لاہور کا گورنر بنایا اور اس نے لاہور میں اسلام کو خوب متعارف کرایا۔ شہاب الدین غوری نے ۱۱۸۶ء میں لاہور کو فتح کیا بعدازاں لاہور خاندان غلامان کے ہاتھوں میں آ گیا۔ مملوک سلاطینِ دہلی کے بعد ہندوستان میں خلجی خاندان کی حکومت رہی، خلجی خاندان کی بنیاد جلال الدین خلجی نے رکھی اور اس کے بعد ان کا بھتیجا علاء الدین خلجی تخت نشیں ہوا۔ خلجی خاندان کی حکومت بشمول لاہور ہندوستان پر ۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۰ کے درمیان رہی۔ یہی دور حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی پیدائش، نشو ونما اور علمی و سیاسی کمالات حاصل کرنے کا دور تھا۔ تاریخ یہ بتانے سے خاموش ہے کہ آپ یا آپ کے وزرائے خاندان نے کبھی دہلی کا سفر کیا۔ اس لیے یہ واضح نہیں ہو پایا کہ خانوادۂ علائیہ کو یہ سیاسی مناصب جلیلہ کس بادشاہ کے دور حکومت میں حاصل ہوئے اور سلطنت دہلی سے ان حضرات کا رابطہ رہا یا نہیں رہا۔

نانا اپنے وقت کے جلیل القدر صوفی بزرگ تھے۔لہذا اقرین قیاس یہی ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد کی شادی لاہور میں ہو چکی تھی کیوں کہ اس دور میں لاہور و ایران کا تعلق بہت گہرا تھااور ہندوستان میں وارد ہونے والا مسافر لاہور کے راستے ہندوستان آیا کرتا تھا۔مزید یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی تاریخی شہادت موجود نہیں ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا ننہال بنگال میں تھا بلکہ حقائق اس کے برخلاف ہیں جن سے غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت لاہور میں ہوئی تھی اور آپ اپنے والد کے ہمراہ سرزمین بنگال میں قدم رنجہ ہوئے تھے جیسا کہ حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔

آیئے !روزن تاریخ سے جھانک کر صرف دو باتوں کا صاف چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پہلی بات: والد گرامی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کا سیاسی کیریئر کب شروع ہوا؟ اور آپ کس عہد سلطنت میں وزیر مالیات رہے؟

دوسری بات: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی پیدائش کہاں ہوئی ؟

ان دونوں باتوں کی نقاب کشائی سے پہلے ہم قارئین کرام کو وادی تاریخ کا مختصر سیر کرانا چاہتے ہیں،امید واثق ہے کہ یہ سیر متلاشیان حقیقت کو گراں بار نہیں ہوگی بلکہ ان کے خاطر عاطر کے لیے سامان لطف پیدا کرے گی۔

تاریخی حقائق کہتے ہیں کہ:

[الف] حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ولادت ۷۰۱ھ مطابق ۱۳۰۲ء میں ہوئی۔(۱)

[ب] سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کا وصال ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۳۲۵ء کو ہوا۔یعنی اسلامی کلینڈر کے اعتبار سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی ولادت کے ۲۴ سال بعد حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہوا۔

۱۔ دیکھئے: محدث عبد الحق دہلوی، اخبار الاخیار، ص: ۳۱۰، دانش بکڈ پو دیوبند، سن اشاعت ندارد۔

[ج] آئینۂ ہند اخی سراج الدین عثمان خلیفۂ سلطان المشائخ مرشدِ مخدوم العالم حضرت علاء الحق پنڈوی اپنے شیخ سلطان المشائخ کی حیات طیبہ ہی میں ان کی دعائے خاص اور بشارت عظمی لے کر بنگال تشریف لائے، اس تشریف آوری کا مقصد صرف یہ تھا کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی اصلاح حال کی جائے، آئندہ صفحات میں ہم اس پر تفصیلی گفتگو کریں گے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) جب مقصد آمدِ بنگال حاصل ہو گیا اور مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر دے دیا تو آپ پھر دہلی تشریف لے گئے اور اپنے شیخ سلطان المشائخ علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مزید تین سال یعنی ۱۳۲۷ء تک دہلی میں قیام پذیر رہے۔ جب محمد بن تغلق شاہ [1325 تا 1351ء] نے دِلّی کی بجائے دولت آباد (دیوگیر) کو پایۂ تخت بنانے کا ارادہ کر لیا اور دلّی والوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد دلّی خالی کر کے دولت آباد میں جا بسیں، دلّی والوں نے لیت ولعل سے کام لیا تو حکم ہوا کہ تین دن کے اندر اندر دلّی خالی کیا جائے، اس کے بعد جو شخص بھی دلّی میں ملے گا اس کو قتل کر دیا جائے گا تو آئینہ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ بنگال تشریف لائے۔ حضرت آئینۂ ہند علیہ الرحمہ کی بنگال تشریف آوری محمد بن تغلق شاہ کے زمانہ میں ہوئی تھی۔

اس سلسلے میں سیر الاولیا کے مصنف سید محمد مبارک میر خورد جو اخی سراج آئینہ ہند کے ہم سبق و ہمدرس ہیں، لکھتے ہیں کہ:

''جب سلطان المشائخ جنت میں تشریف لے گئے تو [اخی سراج] اس کے تین سال بعد تک بھی تعلیم و تعلّم میں مستغرق رہے اور سلطان المشائخ جعل اللہ الجنۃ مثواہ کے حظیرۂ اقدس میں گنبد کے اندر رہے، جب مخلوق دیار دیوگیری کی طرف جلاوطن کی گئی تو مولانا آئینہ ہند اخی سراج الدین لکھنوتی میں تشریف لے گئے۔(۱)

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے سابق استاذ جناب خلیق احمد نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''شیخ آئینہ ہند اخی سراج الدین المعروف بہ اخی سراج اپنے شیخ کے وصال کے

۱۔ سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد، سیر الاولیا، ص: ۴۰۵، ناشر مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور، سن اشاعت ندارد۔

بعد کچھ عرصہ تک دہلی ہی میں مقیم رہے۔ جب محمد بن تغلق نے مشائخ کے وصال کو جبراً دیوگیر بھیجنا شروع کیا وہ تو اپنے وطن لکھنوتی چلے گئے اور کچھ کتابیں محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانے سے بجہتِ مطالعہ و بحث ساتھ لے گئے، شیخ اخی سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے بزرگ تھے جنھوں نے سرزمین بنگال پر چشتیہ سلسلہ کی تنظیم کی اور یہ چھوٹا سا کتب خانہ بنگال میں چشتیہ سلسلہ کا پہلا کتب خانہ تھا۔''(۱)

[ج] سکندر شاہ ابن حاجی الیاس سلطان شمس الدین بھنگڑہ ۷۵۹ھ/ ۱۳۵۹ء بعہد سلطان فیروز شاہ تخت نشین بنگال ہوا تھا۔(۲) یعنی ولادتِ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ۵۸ سال کے بعد اور آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت وارادت کے تقریبا ۳۰ سال بعد، سکندر شاہ تخت نشین بنگال ہوا تھا۔

[د] سارے محققین مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے والد گرامی، آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین کے بنگال میں خانقاہ چشتیہ کی بنیاد رکھنے اور مخدوم العالم علیہ الرحمہ کو اپنے دامن سے وابستہ کرنے سے پہلے ہی شاہی خزانہ کے وزیر تھے اور ان کی بیعت وارادت کے بعد بھی اس خاندان کے افراد وزرائے مملکت رہے۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا علمی غلغلہ، آپ کی شاہانہ زندگی کا کروفر اور اپنے آپ کو گنج نبات کہلانے کا شہرہ اس وقت پھیل چکا تھا جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا باحیات تھے، آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ بنگال تشریف نہیں لائے تھے اور سکندر شاہ تخت نشین بنگال نہیں ہوا تھا۔ آنے والے صفحات پر اس پر مزید روشنی ڈالی جائیگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حاصل کلام

مذکورہ تاریخی حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آئینہ ہند شیخ اخی سراج الدین

۱۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، ص: ۲۱۸، ۲۱۹، مطبوعہ مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، سال اشاعت ندارد

۲۔ دیکھئے: ندیم فرشتہ مؤرخ، تاریخ فرشتہ، ج: ۴، ص: ۶۳۴، ناشر ایوب پبلی کیشنز دیوبند، سن اشاعت ۲۰۰۹، وغیرہ۔

علیہ الرحمہ اپنے شیخ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے سن وصال ۱۳۲۷ء سے پہلے بنگال تشریف لائے تھے۔ان کی تشریف آوری سے پہلے ہی مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے رشتہ دار امرائے سلطنت تھےاور بعد میں بھی حکومت کے اعلی عہدوں پر فائز رہے۔اوراس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آئینہ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کی اقامتِ بنگال کے وقت یعنی ۱۳۲۷ء میں سلطان سکندر شاہ کی حکومت بنگال میں نہیں تھی۔ لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے والد اور ان کے رشتہ دار یا تو براہ راست حکومت دہلی کے وزراء میں سے تھے یا بنگال کے کسی گورنر کے ساتھ حکومتی عہدہ دار کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھےاور سکندر شاہ کی دور حکمرانی میں بھی ان کے والد وزیر مالیات اور دیگر افراد خاندان اعلی عہدوں پر فائز رہے۔ **واللہ تعالی اعلم بحقیقة الحال۔**

مذکورہ دلائل کی روشنی میں ہم یہ بھی برملا اظہار کر سکتے ہیں کہ مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی جائے پیدائش پنڈوہ شریف نہیں لاہور ہے۔ آپ کی تعلیم وتربیت بھی لاہور میں ہوئی بلکہ قیام لاہور کے دوران ہی آپ کا علمی شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا،شاہی محلوں اور مجلسوں میں بھی آپ کے علم کا چرچا عام ہو چکا تھا،اسی شہرت ومقبولیت کی بنیاد پر آپ کو اور آپ کے اہل خاندان کو شاہی دعوت پر بنگال کا رخ کرنا پڑا۔حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے الفاظ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں جن سے ہمارے دعوی کو بھرپور تقویت ملتی ہے۔

سیدی محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''ساتویں صدی ہجری میں لاہور میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسل سے ایک مشہور خاندان آباد تھا،قدرت نے اس خاندان کو اپنی نعمتوں کے لیے منتخب فرما لیا تھا اور خاندان کا ہر فرد اسلام کا نمونۂ حسنہ بنا ہوا تھا، ہر خاص و عام ان گھرانوں کا دلدادہ تھا اور بڑے بڑے سلاطین زمانہ علمی مجلس کی زینت کے لیے اسی خاندان کو مدعو کرتے تھے۔اس برگزیدہ خاندان میں مولانا اسعد کا طوطی زیادہ بولتا تھا،مولانا اسعد کے صاحبزادہ کا علمی تبحر اور

دینی بلندی کا ارتقاء اس درجہ پہونچ گیا تھا کہ لوگ ان کو **علاء الحق والدین** کہتے تھے اور آپ کی قدم بوسی کی آرزو شاہان زمانہ کرتے تھے، غرض کہ پورا لاہور مولانا علاء الحق کے عزت وفضل کی آواز بازگشت سے گونج رہا تھا۔ اور آپ کا زہد وتقوی ضرب المثل ہو رہا تھا چونکہ آپ کا گھر اسلامی سلطنت کے قیام کا زیب ورکن تھا لھذا سامان دنیا اللہ کا دیا بہت کچھ تھا اور خدا کے فضل سے امیرانہ وشاہانہ زندگی بسر ہوتی تھی اسی لیے کسب کمال میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ تھی اور ہر طرح سے دن دونی رات چوگنی ترقی بڑھتی جاتی تھی!"(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی جائے پیدائش کے تعلق سے مذکورہ حقائق ہم لکھ چکے تھے۔ پھر مکتوبات غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی ایک عبارت نظر سے گذری۔ وہ عبارت بھی ہم نذر قارئین کر رہے ہیں جس سے ظاہر و باہر ہو جائے گا کہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ لاہور سے پنڈوہ شریف آئے تھے اور آپ علیہ الرحمہ کے ہمراہ ایک قافلہ موجود تھا جس میں سادات کرام بھی شامل تھے۔

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرتے ہیں کہ:

"دار الخلافت جنت آباد عرف گور میں سادات عالیہ رہتے ہیں جو قطب الاولیائے محققین ولُبُّ الاصفیائے مدققین مخدومی مولائی سندی حضرت شیخ علاء الحق قدس اللہ روحہ کے ہمراہ ولایت لاہور وملتان سے آئے تھے۔"(۲)

بحث کی ابتدا میں جو ظن غالب تھا، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ اور محدث اعظم ہند سید محمد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی مذکورہ عبارتوں سے اب یقین میں تبدیل ہو گیا کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ولادت لاہور میں ہوئی تھی اور آپ لاہور سے پنڈوہ شریف مع اہل خاندان وشاگردان اور سادات کرام تشریف لائے تھے۔

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/جون ۱۹۲۴ء۔

۲۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی، مکتوبات اشرفی، ترجمۂ سید شاہ ممتاز اشرفی، مکتوب ۳۲، ص: ۳۳۸، ناشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی ٹاؤن، کراچی، پاکستان، سال اشاعت ندارد۔

خانوادۂ علائیہ کا سیاسی پس منظر

محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی مذکورہ عبارت سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے خاندان کی علمی و مذہبی حیثیت ظاہر و باہر ہے، اور اس خاندان والا تبار کی مقبولیت اور شہرت سے بھی پردہ اٹھ چکا ہے۔ اب اس پر مزید کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، یہاں ہم اس خاندان عالی کی سیاسی حیثیت اور اس کی دنیاوی شان و وجاہت کا تعارف کرانا چاہتے ہیں۔

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''ذرا حضرت مولانا علاء الحق والدین کو دیکھو، والد ماجد سلطنت غوریہ کے مالیات کے وزیر اعظم ہیں۔ برادران خاندانی میں کوئی وزیر، کوئی امیر اعلیٰ، اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، اس عظیم الشان اسلامی دولت کے ارکان اسی خاندان کے افراد ہیں، اُن کے محل سرا تک کسی کے سلام کی بھی رسائی نہیں ہے، اُن کے چشم و آبرو کے اشاروں پر ہزاروں سر قربان ہونے کو تیار ہیں، وہ خود ظلِ سلطانی کے نیچے اور اُن اور اُن کے سایہ کے نیچے انسان کا ایک جم غفیر، وہ جس کے سلام کو قبول کرلیں اُس کی سات پُشت اس پر ناز کرے، وہ جس کی بات کو سن لیں چودہ پُشت اُس کی فخر کرے، وہ جس راستہ پر نکلیں وہاں آنکھیں فرش راہ ہو جائیں، وہ جس گلی میں چلیں وہاں اقرار اطاعت کے دامن بچھ جائیں۔ غرض وہ گھرانا جس کے لیے وعدہ فرما دینا نقد ہے۔ اُس میں مولانا علاء الحق والدین پیدا ہوئے اور پرورش پائی اور زندگی کا کل حصّہ آج تک گذارا۔''(۱)

سبحان اللہ، کیا عظیم خانوادہ تھا! کتنے عظیم لوگ تھے! کتنی بلند تھیں ان کی دینی و دنیاوی عظمتیں! ایسے عظیم خانوادہ میں آنکھیں کھولنے والا شہزادہ کیسا رہا ہوگا؟ کون کون سے علم و ہنر اس کو سکھائے گئے ہوں گے؟ اور کس کس انداز سے اس کی تعلیم و تربیت ہوئی ہوگی؟ کسی زیرک و دانا انسان سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/ شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔

حضرت مخدوم العالم کا سیاسی کردار

مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا حکومتی امور میں بہت بڑا عمل دخل تھا۔ مؤرخین نے وزرائے حکومت میں آپ کا نام نامی اسم گرامی بھی شامل کیا ہے۔ آپ کا منصب وزارت کیا تھا؟ اس سلسلے میں مؤرخین نے الگ الگ رائیں پیش کی ہیں۔ کسی نے محض وزیر لکھا ہے اور کسی نے وزیر اعظم لکھا ہے۔ سید شاہ محمد ابوالحسن مانک پوری نے آئینہ اودھ میں آپ کا خطاب ''عمید الملک'' لکھا ہے۔ اس عظیم حکومتی خطاب سے میدان سیاست میں آپ کے قد کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ البتہ آپ کس عہد سلطنت میں اس عظیم منصب پر فائز تھے؟ کس بادشاہ کے دور میں یہ عالی رتبہ خطاب آپ کو دیا گیا تھا؟ اور کس نے دیا تھا؟ تاریخ کی قدیم کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا اور جدید کتب نویسوں اور مضمون نگاروں نے بھی اس کی کوئی تفصیل نہیں دی ہے۔ ہاں، اتنا ضرور ہے کہ آپ سکندر شاہ کے دور حکومت میں منصب وزارت میں نہیں تھے۔ اس دور میں آپ درویشی اختیار کر چکے تھے۔ آپ کی فیاضی وسخاوت سے خائف ہو کر سکندر شاہ نے آپ کو جلاوطن کر دیا تھا۔ قارئین کی خدمت میں آئینۂ اودھ کا ایک اقتباس پیش ہے۔

سید شاہ محمد ابوالحسن مانک پوری لکھتے ہیں کہ:

''مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی چشتی مرید شیخ سراج الحق عثمانی کے ہیں، اور والد آپ کے عمر بن اسعد لاہوری ہیں، بعہدۂ وزارت بخطاب عمید الملک سرکار بادشاہ بنگالہ مامور تھے اور کل اقربا واعزا آپ کے امرائے سلطنت بنگالہ سے تھے، جب آپ مرید وخلیفہ اخی سراج الحق خلیفۂ سلطان نظام الدین کے ہوئے، عہدۂ وزرات کو چھوڑ دیا اور بجائے آپ کے اعظم خان پسر بزرگ حضرت مامور ہوئے۔''(۱)

۱۔ سید شاہ ابوالحسن، آئینۂ اودھ، ص:۱۶۹، مطبوعہ مطبع نامی کانپور، سن اشاعت ۱۳۰۳ھ۔ اعظم خان/محمد اعظم شاہ شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحب زادے ہیں، آپ سکندر شاہ کی حکومت میں چیف کمانڈر تھے۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ولادت ۷۰۱ھ میں ہوئی۔ انھوں نے آئینہ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ سے ماقبل ۷۲۵ھ شرف بیعت حاصل کیا اور اسی کے ساتھ دنیاداری سے مکمل دست بردار ہو گئے۔ یعنی اپنی عمر کی زیادہ سے زیادہ چوبیس منزلیں طے کی تھیں کہ درویشی اختیار کر لی۔ اس قلیل مدت میں آپ نے کمالاتِ دینی و دنیاوی حاصل کئے، شادی ہوئی، صاحب اولاد ہوئے اور آپ کا صاحبزادہ حکومتی عہدہ کا اہل بھی ہو گیا!؟ اتنی قلیل مدت میں یہ سب کچھ کیسے ہو گیا! اہل فکر وبینش کو دعوت فکر دے رہا ہے۔

محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ جب لاہور سے پنڈوہ منتقل ہوئے تھے اس وقت آپ وزیر نہیں تھے۔ ورنہ آپ نے جہاں مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے والد گرامی اور برادران کے مناصب وزارات کا ذکر کیا ہے وہیں حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی وزارت کا بھی ذکر فرما دیتے۔ سید شاہ محمد ابو الحسن مانک پوری کی عبارت سے ظاہر ہے کہ مخدوم العالم بادشاہ بنگالہ کے وزیر تھے۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے میدان سیاست وحکومت میں سرزمین بنگال تشریف لانے کے بعد قدم رکھا، آپ کی سیاسی کیریئر کی ابتدا بنگال سے ہوئی۔

مولانا عزیز یعقوب ضیائی لکھتے ہیں کہ:

''آپ (مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی) کے والد گرامی اسعد لاہوری ثم بنگالی منصب وزارت کے عظیم عہدہ پر فائز تھے اور آپ خود بھی حاکم بنگالہ کے وزیر اعظم تھے۔''(۱)

کہتے ہیں کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو فن سپاہ گیری وشمشیر زنی میں مہارت تامہ حاصل تھی، بڑے سے بڑا شمشیر زن آپ کا مقابلہ کرنے سے کتراتا تھا، آپ جس فوج کی کمانڈ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تھے اس کی فتح یقینی ہو جاتی تھی۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ مخدوم العالم علیہ الرحمہ کا حکومت بنگالہ میں وزارتِ دفاع کا عہدہ رہا ہوگا۔ اس پر قرینہ یہ بھی ہے کہ بقول سید شاہ ابو الحسن مانک پوری آپ کے صاحبزادے اعظم شاہ آپ کے عہدۂ حکومت سے مستعفی ہونے کے بعد وزیر بنے تھے اگرچہ یہ طے نہیں ہے کہ مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی وزارت کس حاکمِ بنگال کے دور حکمرانی میں رہی تھی اور کتنے دنوں کے لیے رہی تھی؟ مگر ان کے صاحبزادے اعظم شاہ کو حکومتِ شاہ سکندر ابن شمس الدین بھنگڑہ کی طرف سے کمانڈران چیف کا عہدہ دیا گیا تھا۔ اس کا حوالہ آنے والے صفحات میں درج کیا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ لطائف اشرفی ترجمہ سید عبد الحئی اشرف، مقدمہ ص: ۲۶، مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔

حضرت مخدوم العالم کا تبحر علمی

علم وعرفان ہمیشہ مخدوم العالم حضرت علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے خاندان کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ دنیاوی مال ومنال اور علمی جاہ وجلال ہی کی وجہ سے یہ خاندان شاہانِ زمانہ کا نورنظر رہا ہے، ایسے خاندانوں کے بچے بھی یکتائے روزگار اور نابغۂ وقت ہوتے ہیں۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ بھی اسی خاندان کے فرد فرید تھے اور علم وفضل میں ایسا کمال رکھتے تھے کہ صاحبان علم وفضل اور اہل جبہ ودستار اس در کی جبہ سائی کرنا اپنی فیروز بختی سمجھتے تھے، وہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم وفاضل، مفتی وفقیہ، مفسر ومحدث، نحوی وصرفی، اور خطیب وداعی تھے۔ اللہ تعالی نے انھیں علم ظاہری کے ساتھ علم لدنی (۱) بھی عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ ۱۰۱۴ھ میں لکھی گئی کتاب گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔

شیخ محمد غوثی شطاری ماندوی نے لکھا ہے کہ:

''علاء الحق، مخدوم العالم، علاء الدین تل بنگالی آپ کا لقب ہے، آپ دونوں جہان کے امام تھے اور درسی ولدنی دونوں علم آپ کو حاصل تھے۔'' (۲)

مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو اصولی، فقہی اور عربی علوم پر مہارت تامہ حاصل تھی۔

مصنف نزھۃ الخواطر نے لکھا ہے کہ:

۱۔ علم لدنی اس علم کو کہتے ہیں جو بغیر کسب محض وحی یا الہام سے حاصل ہو۔ علم لدنی کی دو قسم ہیں رحمانی اور شیطانی، ان کے پہچاننے کا معیار وحی الہی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے، رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہے، شیطانی ہے۔ علم لدنی رحمانی عبادتِ خدا اور طاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثمرہ ہے جس سے قرآن وحدیث کی ایک خاص سمجھ حاصل ہوجاتی ہے۔ [مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: المواہب اللدنیۃ المقصد السابع، الفصل الاول علامات محبۃ الرسول، المکتب الاسلامی، بیروت، ۳/ ۲۹۶،۹۷۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، الفصل الاول علامات محبۃ الرسول، دار الفکر بیروت، ۶/ ۳۱۰،۱۱]

۲۔ محمد غوثی شطاری ماندوی ترجمہ فضل احمد جیوری، اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، ص: ۱۰۴، ناشر دار النفائس کریم پارک، لاہور، سن اشاعت ۱۴۲۷۔

”الشیخ العالم الکبیر عمر بن اسعد اللاھوری الشیخ علاء الدین البنڈوی أحد العلماء المبرزین فی الفقه والاصول العربیة، کان والدہ وزیرا لبعض الملوک فی بنگالة ولذالک حصل له الجاہ العظیم عند الملوک والأمراء وصار کبیر المنزلة عندھم وطار صیته فی الآفاق، وکان یدرس ویفید، أخذعنه کثیر من الناس۔“

عالم کبیر شیخ عمر بن اسعد لاہوری معروف بہ شیخ علاء الدین پنڈوی فقہ، اصول اور عربی ادب کے علمائے کاملین میں سے تھے، ان کے والد شاہِ بنگال کے وزیر تھے، اس لیے امراء وسلاطین کے نزدیک ان کی بڑی وجاہت اور قدر ومنزلت تھی، ان کی شہرت پوری دنیا میں تھی، وہ درس دیتے اور فائدہ رسانی کرتے تھے، کثیر لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا۔(۱)

آپ کا سینہ علم سے اتنا لبریز تھا جس کا اندازہ لگانا مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے۔کبھی کبھی اپنے چہیتے اور محبوب مرید وخلیفہ سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ (جو دسوں قرأتوں کے قاری وحافظ اور جملہ علوم معقول ومنقول کے عالم بن کر آپ کی خدمت میں آئے تھے) سے فرماتے تھے کہ: غرائب اسرار کے اثمار اور عجائب آثار کے انوار یعنی آیات قرآنیہ کے نکات اور فصوص وفتوحات کے حقائق مجھ سے حاصل کرلو۔

سید وحید اشرف کچھوچھوی لکھتے ہیں کہ:

”آیات قرآنی کی تفسیر اور فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے نکات مجھ سے حاصل کرلو، میں ایک پرُ باردرخت ہوں جسے ہلاؤ تو تمھیں عجیب وغریب پھل ملیں گے۔“(۲)

اہل علم وفضل پر آپ کی علمی سطوت وجلالت کا دبدبہ اس قدر چھایا ہوا تھا کہ افلاطون زمانہ اور فارابیِ وقت بھی آپ کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے، جید علما ومشائخ

۱۔عبد الحئ لکھنوی، نزھة الخواطر وبھجة المسامع والنواظر، ج:۲،ص:۱۸۱، ناشر دار ابن حزم بیروت، لبنان، سن اشاعت ۱۹۹۹/۱۴۲۰۔

۲۔سید وحید اشرف، حیات مخدوم اشرف سمنانی، ص:۵۷، ناشر مصنف خود، سن اشاعت ۱۹۷۵ء، بحوالہ مکتوبات اشرفی ہفتاد وپنجم۔

آپ کے سامنے پر باندھے کھڑے رہتے تھے، کسی بھی مسئلہ میں آپ کا فیصلہ حتمی سمجھا تھا۔حضرت آئینہ ہنداخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ جب خانقاہ نظامیہ دہلی سے فارغ ہوئے ، ظاہری و باطنی علوم سے اس قدر آراستہ ہو چکے تھے کہ حضرت شیخ نظام الاولیاء علیہ الرحمہ نے اظہار اطمینان واعتماد فرمایا تھا اور آپ کو خلافت کے ساتھ ساتھ'' آئینہ ہند'' کا خطاب عطا فرمایا تھا وہ بھی آپ کے علم سے حراساں تھے اور آپ کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے۔

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری نے لکھا ہے کہ:

''جن دنوں شیخ آئینہ ہنداخی سراج الدین حضرت خواجہ محبوب الٰہی سے خرقۂ خلافت پا کر جدا ہونے لگے تو آپ نے آپ کی خدمت میں استدعا کی کہ یہاں ایک عالم دین اور دانشور مفکر ہے جس سے ہمیں تاب بحث ومناظرہ نہیں ہے ، وہ عام طور پر مسائل دینیہ پر گفتگو کرنے آجاتا ہے۔آپ نے فرمایا: فکر نہ کرو، وہ ایک دن آپ کا مرید ہو جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔''(۱)

خزینۃ الاصفیاء کی اسی بات کو مولانا عزیز یعقوب ضیائی بنارسی نے یوں الفاظ کا جامہ پہنایا ہے:

''سند علم کے حصول کے بعد سیدنا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیار حمۃ اللہ علیہ نے آپ (آئینۂ ہنداخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ) کو کلاہ درویشی اور خرقۂ خلافت عطا کیا اور بنگال کی مسند ارشاد وتبلیغ تفویض کی، فرط تواضع میں آپ بارگاہ خواجہ میں عرض رسا ہوئے کہ: مخدومی ومولائی! پنڈوہ میں تو ایک بہت بڑے عالم، فاضل، امیر کبیر، صاحب عز و رسوخ رہتے ہیں، جن کے اثر اقتدار سے پورا شہر زیر بار ہے اور جن کی چادرِ عظمت دلوں کے آفاق پر سایہ فگن ہے، ایسے عالی جاہ کے سامنے میری آواز صدا بصحرا ہو جائے گی، سیدنا خواجہ کے قلب کشف زار کی آواز نوک زبان سے آشنا ہوئی اور عالم اطمینان واعتماد میں فرمایا: فکر فردا کی ضرورت نہیں ہے، جاؤ، جاؤ! وہ تمہارا حاشیہ بردار ہوگا، اس کا گلوئے ناز تمہارے طوق

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۴۶، مکتبہ نبویہ، لاہور۔

منت سے گراں بار ہوگا ،اس کا سرغرور تمہاری چوکھٹ پہ جبہ سا ہوگا، اس کی مژگان چشم تمہارے آستانے پر مروحہ جنبانی کرے گی، اس کا دست عظمت تمہارے در کا جاروب کش ہوگا، اس کا ساغر دل تمہاری شراب روحانیت سے لبالب ہوگا، اس کے قدم شوکت میں تمہاری محبت کی بیڑیاں ہوں گی، اس کا ہیکل جسم تمہارے جلال عشق کے تیور سے لرزیدہ ہوگا۔ سیدنا اخی سراج قدس سرہ کو انشراح صدر میسر ہوا، شہر لکھنوتی میں مسند تبلیغ وارشاد پر جلوہ افروز ہوئے ،جس وقت آپ کا ورود مسعود لکھنوتی میں ہوا اس وقت سیدنا علاء الحق والدین قدس سرہ مبتلائے عوارض تھے، زندگی کی خیرات مانگنے کے لیے در عثمانی میں آئے، دیکھا کہ جبین اقدس نور ولایت سے چمک رہا تھا اور چہرۂ مقدسہ پر فقر وعرفان کا جلوہ جگمگا رہا تھا، پس چشمہائے وارفتہ محو نظارہ ہوگئیں، آنکھیں عالم سرخوشی وسرمستی میں جام محبت پی پی کر اور بھی مخمور ہوگئیں، دل کی انگیٹھی میں عشق کی آگ روشن ہوگئیں، اور آن واحد میں اس کی سوزش وتپش دنیوی حرص وآز کے قلعے اور فانی عزت وشوکت اور جاہ وجلال کے تاج محل کو خاکستر کرگئی، کائنات وجود میں ایک زبردست انقلاب برپا ہوا اور پیشانی مبارک جس کو کبھی محل وزارت کی عظمتیں سلام کرتی تھیں اب وہ ایک گدائے بےنوا کے قدموں پر خم تھیں، اور وہ سر اقدس جو کبھی نرم وگداز سجادے کی زینت تھا اب وہ ایاغ بیعت میں سجا کر درویش جہاندیدہ کے دل مصفّٰی میں ڈال دیا گیا، اور وہ جسم اطہر جو کبھی لباس فاخرہ سے آراستہ تھا، اب وہ گدڑی میں ملبوس ودلق پوش تھا، اور وہ زبان مزکیٰ جس پر کبھی شہرت وناموری کے ترانے تھے اب اس پر فقر وانکساری کے زمزمے جاری تھے۔''ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں۔''(۱)

نازش علم وفن

مخدوم العالم حضرت علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے علم وفضل کی صرف شہرت ومقبولیت ہی نہیں تھی بلکہ خود انھیں بھی اس کا احساس تھا اور وہ اس پر نازاں بھی تھے۔ خزینۃ

۱۔ لطائف اشرفی ترجمہ سید عبدالحئی اشرف، مقدمہ، ص: ۲۷، ۲۸، مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی، کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔ ملخصاً۔

الاصفیا کی مذکورہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسائل دینیہ میں علمائے وقت سے بحث ومناظرہ کرنا ان کی عادت تھی، وہ طرح طرح سے علمائے وقت کا امتحان لیتے تھے، کبھی قول وقرار سے تو کبھی عمل وکردار سے آزماتے تھے، بسا اوقات اپنے مخصوص حوض سے وضو کراتے تھے تو بسا اوقات وضو کے لیے کھولتا ہوا گرم پانی پیش کرتے تھے، جو کھرا اترتا وہ ''دل ماشاد اور چشم ماروشن'' کا مصداق بنتا اور جو امتحان میں فیل ہوجاتا وہ علم وعمل سے عاری ہوکر ''اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی'' کا مصداق بن جاتا۔

مولانا عزیز یعقوب ضیائی لکھتے ہیں کہ:

''سید العارفین شیخ التارکین سیدنا علاء الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم فاضل یگانہ تھے، عوام الناس دینی مسائل میں آپ کی طرف مراجعت کرتی تھی، علماء علمی مباحث پر آپ سے تبادلۂ خیال کیا کرتے تھے، اس کی وجہ سے آپ کے اندر عجب پیدا ہوگیا تھا۔'' (۱)

ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنی خانقاہ میں آنے والے ہر شیخ وفقیر اور عالم وفاضل کو اپنے تالاب میں وضو کراتے تھے، (یہ تالاب آج بھی اندرون خانقاہ علائیہ میٹھا تالاب کے نام سے موجود ہے) اعضائے وضو دھلتے ہی ان کا علم بھی دھل جاتا تھا، اس طرح علمائے کرام وفضلائے انام کی کثیر تعداد اپنا سینۂ علم سے خالی کرکے خانقاہ علائیہ سے جا چکے تھے، اور اپنی حرماں نصیبی پر ماتم کناں تھے، جب آئینہ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ خانقاہ علائیہ میں تشریف لائے اور اپنے پیر ومرشد سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ کا دیا ہوا لوٹا آبِ وضو لینے کے لیے تالاب میں ڈالا تو مخدوم العالم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کا سینۂ علم سے خالی ہوگیا، انھوں نے احساس ہوتے ہی منت وسماجت شروع کردی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ: پہلے تم ان کا علم لوٹا دو جن کا تم نے چھینا ہے، حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ نے عاجزی کرتے ہوئے کہا کہ: لوٹنا میرا کام تھا اور لوٹانا آپ کا کام ہے۔ پھر آئینہ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کی دعا سے سب

۱۔ لطائف اشرفی ترجمہ سید عبدالحئی اشرف، مقدمہ ص:۲۶، مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی، کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔

کاعلم واپس ہو گیا۔ واللہ اعلم ۔(۱)

اس حکایت کا ذکر ہم نے اگلے صفحات میں بھی کیا ہے۔ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ حکایت کس حد تک محققین کا اعتبار حاصل کر پائے گی مگر سینہ بہ سینہ روایات کا اگر کچھ اعتبار ہے تو باب فضائل میں اس قسم کے حکایات وواقعات کے ذکر کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

۱۔سلب نور کا یہ واقعہ قاری عبدالرقیب مرحوم نے اپنی مطبوعہ کتاب سیرت آئینۂ ہند،ص:۴۵،مطبوعہ مسلم بکڈ پو،چاندنی مارکیٹ کلیا چک،مالدہ میں درج کیا ہے اور پنڈوہ شریف کے عوام وخواص کی زبانی بھی سنا گیا ہے۔

فصل دوم

حیات طیبہ کا پہلا دور

لقب گنج نبات اور اسکے اسباب

لقب گنج نبات پر سلطان المشائخ کے تاثرات

پیر و مرشد آئینہ ہند اخی سراج الدین قدس سرہ

جائے بیعت و خلافت کا تجزیاتی جائزہ

فصل دوم

حیات طیبہ کا پہلا دور

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کو دو دَوروں میں بانٹا جاسکتا ہے؛ دوراول ماقبل وابستگیِ دامن مرشداور دورثانی مابعدوابستگیِ دامن مرشد۔

شان زندگی

مرشد برحق آئینہ ہنداخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستگی سے پہلے مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی زندگی بڑی شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ گذرتی تھی،افراد خاندان وزرائے مملکت تھے،والد بزرگوار وزیر مالیات تھے،شاہی شہزادوں کی طرح ان کی پرورش وپرداخت ہوئی تھی،علوم وفنون میں وہ یکتائے روزگار ہوچکے تھے،فن حرب وضرب میں وہ کمال حاصل کرچکے تھے،دنیاوی جاہ وحشمت ان کو حاصل ہوچکی تھی اور دینی کمال وفضیلت تک ان کی رسائی ہوچکی تھی،گویا دین ودنیا کی کل نعمتیں انھیں حاصل تھیں، دنیادار طبقہ دنیاوی وجاہت کی وجہ سے رجوع کرتا تھا اور دین دار طبقہ دینی برتری کی بنیاد پر سرنگوں رہتا تھا،علمی جلالت شان کی وجہ سے اکابر علما وفضلا بھی زانوے ادب تہ کرتے تھے۔ بڑی شان کی زندگی تھی،عیش وآرام اور شہرت ونام کے سارے اسباب مہیا تھے۔ دنیاوی دولت وحشمت سے زیادہ علمی جلالت وفضیلت پر انھیں ناز تھا،شاہی رعب ودبدبہ سے زیادہ علمی شہرت وغلغلہ پر انھیں فخر تھا،علما وفضلا سے بحث ومناظرہ کرنا ان کی عادت تھی۔ چنانچہ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ:

"شیخ رضی (۱) سراج الدین قدس سرہ کے یہاں آنے سے پہلے بڑے متکبرانہ انداز میں رہا کرتے تھے اور دولت واحتشام میں گذر کیا کرتے تھے۔"(۲)

۱۔ یہاں پر شیخ رضی کی جگہ پر شیخ اخی ہونا چاہئے۔خزینۃ الاصفیا میں متعدد جگہ رضی ہی لکھا ہے جو ناسخ کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ مفتی غلام سرور لاہوری،خزینۃ الاصفیا،ج:۲،ص:۲۴۶،مکتبہ نبویہ،لاہور۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''ابتدائے زمانہ میں مالدار اور غنی ہونے کی وجہ سے نہایت شان وشوکت سے رہا کرتے تھے مگر جب سراج اخی کے مرید ہوئے تو سب چھوڑ کر فقیرانہ اور مستانہ وار گوشہ نشینی اختیار کر لی۔''(۱)

مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی شاہانہ زندگی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ موجودہ دور کے شہزادگانِ سلطنت کی طرح عیش وعشرت میں زندگی بسر کرتے تھے بلکہ آپ میدان علم وفضل کے تاجدار تھے، عبادت وبندگی میں فوقیت رکھتے تھے، صوم وصلاۃ کے پابند تھے، فرائض کے ساتھ نوافل کی کثرت کرتے تھے، مجاہدہ وریاضت کی وجہ سے مستجاب الدعوات بن چکے تھے، حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی رعایت کرتے تھے۔ جسے چاہتے تھے شرف تلمذ بخش کر اسے علم سے نواز دیتے تھے اور جسے چاہتے تھے ابتلا وآزمائش میں ڈال کر اس کا علم سلب کر لیتے تھے۔ ابتلا وآزمائش کا یہ عمل صرف اہل لوگوں کی شناخت کے لیے کیا کرتے تھے۔

اور یہ بھی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اندر ایک درد مند دل تھا جو ہمیشہ بیدار رہتا تھا۔ غریبوں، مسکینوں اور بے سہاروں کے لیے یہ دل بہت بڑا سہارا تھا۔ عالموں، فاضلوں، متقیوں اور صوفیوں کے لیے یہ دل بحر ناپیدا کنار تھا۔ چنانچہ محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مولانا علاء الحق تھے تو امیر گھرانا کے مگر طبیعت کا میلان بچپن ہی سے فقر ودرویشی کی طرف تھا، گھر میں کسی بات کی کمی نہ تھی۔ آپ بڑے خوش وضع اور خوش غذا تھے مگر آبادی سے زیادہ جنگل اور قصر امارت سے بڑھ کر بیابان آپ کو پسند تھا۔ ایک طرف آپ کا محل سرا اور باورچی خانہ دیکھو تو وہ شان وشوکت تھی کہ بادشاہوں کو رشک آتا تھا تو دوسری طرف آپ کی عزلت پسندی اور عابدانہ زندگی کا یہ حال تھا کہ پنڈوہ جیسے علمی مرکز میں آپ کی ولایت کی دھوم مچ گئی تھی اور ادنیٰ اعلیٰ سر نیاز مندی جھکا چکا تھا اُسی غیر معمولی شہرت کا نتیجہ تھا

۱۔ محدث عبدالحق دہلوی، اخبارالاخیار، ص: ۳۱۰، مطبوعہ مکتبہ دانش، دیوبند، سن اشاعت ندارد۔

کہ دور دور سے لوگ قدم بوسی کے لیے شدّ رحال کر کے حاضر ہوتے تھے اور آپ کا مہمان سرا ہمیشہ آبادہی رہتا تھا اور بڑے بڑے اکابر روزگار، اولیاء دیار کا دونوں وقت دسترخوان پر مجمع رہتا تھا۔''(۱)

لقب گنج نبات کا پس منظروپیش منظر

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنے آپ کو گنج نبات (مٹھائی کا خزانہ) کہلاتے تھے، اس لقب کو اختیار کرنے کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما تھے؟ آپ نے اس لقب کو کیوں اختیار کیا تھا؟ اس سلسلے میں مؤرخین نے الگ الگ وجوہات لکھی ہیں:
کسی نے آپ کی دولت وحشمت اور شاہانہ عظمت ورفعت کو وجہ قرار دیا ہے۔ کسی نے علم وفضل میں اعلی کمال وجلال کو وجہ بتایا ہے۔ کسی نے زہد وورع اور تقوی وپرہیزگاری کو سبب مانا ہے اور بعض سیرت نگاروں نے دوسرے واقعات کو اس لقب کا پس منظر قرار دیا ہے۔
اس لقب کا داعیہ وسبب جو بھی ہوا تنا تو طے ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنی ہمہ جہت شخصیت پر نازاں وفرحاں تھے، انھیں اپنے علم وفضل، شان وشوکت اور جاہ وحشمت پر ناز تھا۔ وہ کسی عالم وزاہد اور غنی وسخی کو اپنا ہم پلہ خیال نہیں فرماتے تھے۔ مسائل شرعیہ اور امور دینیہ میں علماء وفضلا سے بحث ومباحثہ کرنا ان کی عادت بن چکی تھی۔ وہ اپنی جلالت علم، شاہانہ شان وشوکت، عالمانہ زہد وتقوی اور امیرانہ سخاوت وفیاضی پر پھولے نہ سماتے تھے۔ ہم ذیل میں اس لقب کے اختیار کرنے کے تعلق سے مختلف روایتوں کو درج کر رہے ہیں جن سے ہمارے دعوی کو تقویت ملتی ہے۔
پہلی روایت: مخدوم العالم اپنے وفور علم، کثرت اطلاع، اپنی جاہ ومنزلت اور احتشامِ دولت کی وجہ سے اپنے آپ کو گنج نبات کہلاتے تھے، چنانچہ مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں:
''شیخ علاء الدین بہت متکبر تھے، بوجہ احتشامِ دولت کے اپنے کو گنج نبات کہلاتے تھے۔''(۲)

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/جون ۱۹۲۴ء۔
۲۔ مرزا محمد اختر دہلوی، تذکرۂ اولیائے برصغیر، ج:۱، ص: ۱۹۴، ناشر ملک اینڈ کمپنی اردو بازار، لاہور، سن اشاعت ندارد۔

صاحب مرأۃ الاسرار لکھتے ہیں:

''اخی سراج کے مرید ہونے سے پہلے آپ علم وزہد اور جاہ ومنزلت کی وجہ سے اپنے آپ کو گنجینۂ نبات کہلاتے تھے۔''(۱)

صاحب بحر ذخار نے لکھا ہے کہ:

''ولقب علاء الدین از جہت کثرت وفور علم گنج نبات است۔'' وفور علم کی کثرت کی وجہ سے شیخ علاء الحق کا لقب گنج نبات ہے۔(۲)

دوسری روایت: بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے گنج نبات کہلانے کا پس منظر حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کے ایک مرید کی ملاقات ہے۔ یہ مرید صادق شوقِ دیدارِ مشائخ میں یا کسی مقصد کے حصول میں پنڈوہ شریف وارد ہوا، اس کی ملاقات حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ سے ہوئی، حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے اس سے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنے آپ کو گنج نبات بتایا، وہ کبیدہ خاطر ہوکر وہاں سے اٹھا اور اپنی راہ چل دیا۔ اس واقعہ کو بعض سیرت نگاروں نے بڑی اہمیت واہتمام کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے۔ ان سیرت نگاروں میں محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ، شاہ بجل رحمان کرمانی بیر بھومی مؤلف گوڑ پنڈوار تین پیر را تیہاس، عبدالصمد مؤلف ضلع مالدار پیر فقیر دیر کتھا وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ ہم یہاں حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے الفاظ نذر قارئین کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

''بیعت وارادت سے پہلے اس زمانہ میں جب کہ لوگ پنڈوہ کے نام سے ڈرتے تھے اتفاقاً حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کے ایک مرید کا وہاں پہونچنا ہوا، آپ نے سوال کیا کہ: تم کس کے مرید ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ: حضرت گنج شکر کا۔ آپ نے فرمایا: وہ گنج شکر ہیں تو میں گنج نبات ہوں! یہ سن کر مرید کو بڑا صدمہ ہوا، بابا صاحب کی

۱۔ شیخ عبدالرحمان چشتی، مرأۃ الاسرار، ص: ۱۰۱۳، مطبوعہ مکتبہ جام نور، ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۸ھ۔

۲۔ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر ذخار، ص: ۵۰۱، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔

خدمت میں شکایت کرنے چلا گیا، راستہ میں وفات شیخ کی خبر سنی تو دہلی گیا اور حضرت محبوب الٰہی سے اس کی شکایت کی۔'' (۱)

تیسری روایت: محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اس مقام پر ایک اور روایت بیان فرمائی ہے۔ اس روایت کو بھی یہاں پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''بعضوں کے خیال میں آپ کو گنج نبات سب سے پہلے آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اظہارِ عقیدت کے طور پر کہا تھا جس کو غیبی قبولیت کا تاج عطا ہوا اور آپ کا یہ لقب زبان زد ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال!'' (۲)

گنج نبات لقب پر سلطان المشایخ کے تأثرات

سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کو جب علم ہوا کہ سرزمین بنگال میں شیخ علاء الحق پنڈوی اپنی جلالت علم، شاہانہ شان وشوکت، زہد وتقوی اور

۱۔ دیکھئے: محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، قسط سوم، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۸؛ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ/ اگست ۱۹۲۴ء۔؛ سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوار تین پیر یرا تیہاس، ص: ۱۱۵، ۱۱۶، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱؛ عبد الصمد، ضلع مالدار پیر فقیر دیر کتھا، ص: ۶۳، ناشر ابن آدم پرکاشنی حسین پور گوال پارہ، مالدہ۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کی وفات، محدث عبد الحق دہلوی علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق ۶۶۸ھ کو ہوئی اور مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ولادت ۷۰۱ھ کو ہوئی۔ یعنی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کے وصال کے تقریبا ۳۱ سال بعد مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی اس دنیائے رنگ وبو میں تشریف لائے۔ انھوں نے گنج نبات کا لقب کس سن میں اختیار کیا؟ یہ طے نہیں ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب وہ علم وفضل اور عبادت وریاضت میں کامل ہو چکے تھے تو اپنے آپ کو گنج نبات کہلانے لگے تھے، لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ بابا فرید الدین گنج شکر کے وصال کے تقریبا نصف صدی کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو گنج نبات کہلایا۔ اس لئے مجھے محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی یہ عبارت ''باباصاحب کی خدمت میں شکایت کرنے چلا گیا، راستہ میں وفات شیخ کی خبر سنی'' اضافی معلوم ہوتی ہے۔ مؤلف غفرلہ۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے جس شخص سے پوچھا تھا کہ تم کس کے مرید ہو؟ اس شخص کا تعلق سلسلۂ سہروردیہ سے تھا اور وہ کسی سہروردی بزرگ کے مرید تھے۔

۲۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۸؛ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ/ اگست ۱۹۲۴ء۔

سخاوت وفیاضی پرخوب نازاں ہیں اوراپنے آپ کوگنج نبات کہلاتے ہیں توآپ کو بہت ناگوار گذرااورآپ نے مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے حق میں بددعا فرمائی، کیوں کہ آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ بابافرید الدین مسعود علیہ الرحمہ کا لقب گنج شکر تھااور کوئی ان سے بڑالقب اختیار کرے یہ آپ کو پسند نہیں تھا۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاعلیہ الرحمہ کی ناگواری وبددعا کی ایک دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ گنج نبات کالقب، گنج شکر کے بالمقابل اختیار کیا گیا تھا جو کسی بھی طرح سے مناسب نہیں تھا۔ کیوں کہ گنج شکر حضرت مسعودفریدالدین باباعلیہ الرحمہ کا مقام ومرتبہ نہایت بلند وبالا تھا ایسی عظیم ہستی سے اپنا موازنہ کرنا بلکہ اپنے آپ کوان سے ارفع واعلی ثابت کرنا مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی شایان شان نہیں ۔ بہر حال حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کی بددعا کا اثر یہ ہوا کہ مخدوم العالم شیخ علاءالحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی زبان میں لکنت آگئی اورآپ مسائل دینیہ ونکات علمیہ بیان کرنے سے عاجز ہوگئے، چنانچہ مصنف بحر ذخارتحریر فرماتے ہیں کہ:

''چوں ایں خبر بحضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیااحمد رسید کہ از وفور علم دیگر دوست لقب گنج نبات برآمدہ، ازسرغیرت فرمود: ایشاں گنج نبات وپیرمن گنج شکر! زبانش تل باد، فی الفور زبانش تل شد، بعداز مدت کہ بحلقۂ ارادت شیخ سراج خلیفۂ سلطان المشائخ درآمد شفایافت۔'' جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیااحمد کو یہ خبر پہنچی کہ کسی دوست نے وفورعلم کی وجہ سے گنج نبات لقب اختیار کیا ہواہے تو آپ نے غیرت میں آکرفرمایا: میرا پیر گنج شکر اور یہ گنج نبات! اس کی زبان گنگ ہوجائے! فوراً مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کی زبان گنگ ہوگئی، جب خلیفۂ سلطان المشائخ حضرت اخی سراج کے مرید ہوئے تو شفامل گئی۔(۱)

صاحب خزینۃ الاولیانے لکھاہے کہ:

''آپ کی یہ بودوباش اور جاہ وجلال کی خبریں حضرت خواجہ نظام الدین اولیااللہ کو

۱۔شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر ذخار، ص:۵۰۱، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔

پہنچیں تو آپ نے غصے میں فرمایا کہ: میرا پیر گنج شکر ہے اور وہ مصری کا خزانہ! مگر (میرے پیر کے اندر) تکبر کی بوتک نہیں ، یہ شخص اپنے آپ کو گنج شکر سے بھی اعلی اور برتر خیال کرتا ہے، یااللہ! اس کی زبان کولگام دے، کہتے ہیں کہ: یہ بات کہتے ہی علاء الدین کی زبان گنگ ہوگئی، لیکن جب سراج الدین رضی سے بیعت ہوئے تو زبان کھل گئی۔'' (۱)

بشارت مرشد

بعض سوانحی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ:

سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ نے جب اظہارِ ناراضگی کیا، مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے حق میں بددعا کی اور اس بددعا کے اثر سے آپ علیہ الرحمہ کی زبان گنگ ہوگئی تو آپ کو احساس ہوا کہ: بڑوں کے مقابل بڑی بات کہنے کی یہ سزا ہے، برسوں آپ گریہ وزاری کرتے رہے، ندامت کے آنسو بہاتے رہے، مخدوم شیخ فریدالدین گنج شکر کی روحانیت سے معافی مانگتے رہے، بالآخر خواب میں بشارت ہوئی کہ ایک فقیر آئے گا جن کے اندر کھولتے پانی سے وضو کرنے کی صلاحیت ہوگی، ان ہی کی دعا سے تمہیں شفا ملے گی، تمہارے درد کا درماں وہی ہوں گے۔(۲)

چنانچہ اسی دن سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے خانقاہ علائیہ میں آنے والے علما و مشائخ کو آزمانا شروع کیا۔ آزمائش و امتحان کا طریقہ عجیب وغریب اختیار کیا گیا تھا، ہم اس طریقہ کا بیان حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے الفاظ میں کررہے ہیں: '' کہتے ہیں کہ آپ کی یہ عجیب وغریب عادت تھی کہ جو خدا رسیدہ آپ کو ملتا سب سے پہلے وضو کے لیے آپ گرم پانی رکھواتے، پانی اس قدر کھولتا ہوا ہوتا تھا کہ بشری قوت جس کے تحمل کی طاقت نہیں رکھتی، اگر آنے والا ہاتھ پر پانی لیتے ہی بمقتضائے فطرتِ بشریہ ہاتھ کو کھینچ لیتا تو آپ اُس کے ملکوتی نور قلب کو سلب فرمالیتے اور وہ کورا ہو کر روتا پیٹتا اپنا راستہ

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۴۶، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: شاہ نجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوار تین پیر یر اتیہاس، ص:۱۱۸، ناشر خوشتی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔

لیتا۔آپ کواس مشغلہ سے اس قدر دلچسپی تھی کہ سرحد پنڈوہ سے گذرنے والا ولی کبھی اپنے مال اور کمائی کی حفاظت نہیں کرسکتا تھا، اوراہل اللہ نے پنڈوہ کا راستہ خوف سے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو بنگالی ڈاکو کہنا شروع کر دیا تھا۔''(۱)

ابتلاوآزمائش کا یہ سلسلہ عرصۂ دراز تک جاری رہا، علماومشائخ ،صلحاوصوفیا اپنے متاع حیات گنواتے رہے، ہر طرف ہائے ہائے کی چیخ وپکار سنائی دینے لگی، چاروں طرف کہرام برپا رہا، آخر کار مشیت الٰہی کا ابر کرم سایہ فگن ہوا، آزمائش کرنے اور اس میں مبتلا ہونے والوں پر سحاب رحمت کی گھٹا چھائی، پنڈوہ شریف اور خانقاہ علائیہ کے ہر عام وخاص نے'' برستانہیں دیکھ کر ابر رحمت'' کا نظارہ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا، سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاعلیہ الرحمہ کا پروردہ وفرستادہ آئینہ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کے اندر یہ صلاحیت پائی گئی اور بدرجۂ اتم پائی گئی ،آپ نے کھولتا ہوا گرم پانی سے صرف وضو ہی نہیں بلکہ غسل فرمالیا۔

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

'' کہتے ہیں کہ جب آپ پنڈوہ پہونچے تو حسب معمول مولانا علاء الحق نے کھولا ہوا پانی وضو کے لیے رکھ دیا۔حضرت مخدوم نے فرمایا کہ فقیر دور کا مسافر ہے اور بڑی لمبی مسافت طے کر کے آرہا ہے صرف وضو سے تھکان سفر میں کوئی کمی نہ ہوگی ۔یہ فرمایا اور دست اقدس سے گرم دیگ کو آتشدان سے اٹھا کر سراقدس پر اُنڈیل لیا۔پانی ایسا تھا کہ عام بشری قوت سے دیگ کا چھونا ہی دشوار تھا،سارے بدن کی کھال اُتر آتی مگر حضرت مخدوم نے غسل فرمایا اور ایک رونگٹا بھی متأثر نہ ہوا۔مولانا علاء الحق کی زندگی میں اس منظر کے معاینہ کا پہلا واقعہ تھا انگشت بدنداں ساری کیفیت دیکھتے رہے اور بے اختیار مخدوم کے قدم پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ میرا گذشتہ مشغلہ اِسی دن کے لیے تھا کہ آپ کے قدم یہاں آئیں۔ میں سمجھتا تھا کہ میری اصلاح کے لیے آپ کو آنا پڑے گا،اب میں اُس شغل کو ہمیشہ کے لیے

۱۔ماہنامہ اشرفی،جلد ۲ /شمارہ نمبر ۶؛ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴ء۔

چھوڑتا ہوں اور قدم مخدوم کو اپنے گذشتہ کا شفیع اور آیندہ کا ضامن بناتا ہوں۔‘‘(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے جب آئینہ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کو گذشتہ کا شفیع اور آئندہ کا ضامن بنالیا تو آئینہ ہند علیہ الرحمہ نے بھی انھیں لاتثریب علیک الیوم کا مژدۂ جانفزا سنایا اور اپنی مخصوص دعاؤں سے سرفراز کیا۔’’اس طرح مخدوم شیخ سراج الدین کی دعا سے شیخ علاء الحق کو لکنتِ لسان کے مرض سے شفائے کامل ملی اور آپ ہمیشہ کے لیے ان ہی کے ہو کر رہ گئے‘‘۔(۲)

گنج نبات کا مفہوم و محمل

کہتے ہیں کہ: سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ نے آئینہ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کو سرزمین بنگال پر خود روانہ فرمایا تھا، اس کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کے مقابل اپنا لقب گنج نبات رکھ لیا تھا، چنانچہ آئینہ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ نے جب مخدوم العالم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کو اپنے دامن سے وابستہ اور حلقۂ ارادت میں شامل کرلیا تو آپ نے گنج نبات لقب اختیار کرنے کی وجہ پوچھی، اپنے پیر ومرشد کے استفسار پر مخدوم العالم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ نے جو وضاحت فرمائی تھی وہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے الفاظ میں پڑھیے:

’’حضور میں نے جو کہا تھا، وہ اب بھی کہتا ہوں! وہ مرید (حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کا مرید) میری مراد کو نہ سمجھ سکا! نبات (مصری، مٹھائی) کی اصل شکر ہی ہے، بابا صاحب گنج شکر تھے اور میں اُنھیں سے بنا ہوا گنج نبات ہوں۔اس جواب کو حضرت مخدوم نے قبول کرلیا اور اُسی دن سے آپ کا یہ مشہور لقب ہوگیا۔‘‘(۳)

۱۔محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/ شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴ء۔

۲۔اس واقعہ کی تفصیل دیکھیے: شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوا رتین پیر یراتیہاس، ص:۱۱۸، ناشر خوشتی گیری درگاہ شریف، باتیکار ضلع بیر بھوم، اشاعت ۲۰۱۱۔

۳۔محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، قسط، جلد ۲/ شمارہ نمبر ۸؛ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ/ اگست ۱۹۲۴ء۔

مرشد مخدوم العالم شیخ عثمان اخی سراج الدین

مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے پیر ومرشد کا اصل نام عثمان عرفی نام سراج الدین ہے ۔آپ اخی سراج الدین اودھی سے مشہور ومعروف ہوئے، ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء میں اودھ (موجودہ اجودھیا) میں پیدا ہوئے ،نہایت کم عمری میں اپنی والدہ کے ساتھ ہجرت کر کے لکھنوتی بنگال تشریف لائے ،داڑھی کے بال بھی نہ نکلے تھے کہ حضرت نظام الدین اولیا کے مرید ہوئے ،(۱) علامہ زرادی اور علامہ رکن الدین سے علم حاصل کیا، جملہ علوم وفنون کے متبحر تھے،آپ کی لکھی ہوئی قواعد عربی ادب کی کتابیں آج بھی مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں، اپنے پیر ومرشد حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ سے خرقۂ خلافت پانے کے بعد بنگال تشریف لائے ، پیرومرشد نے ''اخی'' اور ''آئینہ ہند'' کا خطاب دیا۔مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کو بنگال میں اپنا مرید وخلیفہ بنایا، یکم شوال ۷۳۰ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۳۳۰ء میں وصال فرمایا۔ بنگال میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی بنیاد آپ ہی نے رکھی اور اسے فروغ دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔سعد اللہ پور ضلع مالدہ میں آپ کا مزار پیران پیر کے نام سے مشہور ہے۔(۲)

مرشد مخدوم العالم کی بنگال تشریف آوری

مرشد مخدوم العالم آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ جب تک حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہے،سال میں ایک بار اپنی والدہ کی زیارت کے لیے

۱۔ایک روایت یہ ہے کہ: آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ، حضرت مخدوم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مرید تھے۔ عمر بہت کم تھی اور علم ظاہری سے بھی عاری تھے اس لیے وقت وصال حضرت مخدوم نے اپنے مرید وخلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ سے کہہ دیا تھا کہ جب لائق ہوجائے تو خلافت سے نواز دے۔

۲۔ دیکھئے: اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبد الحق دہلوی، مرأۃ الاسرار مصنفہ شیخ عبد الرحمان چشتی، سیر الاولیا مصنفہ سید محمد مبارک کرمانی میر خورد، خزینۃ الاصفیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری وغیرہ۔مزید حالات زندگی کے لیے محدث اعظم ہند حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کا رسالہ'' تذکرۂ پیران پیر شیخ عثمان اخی سراج الدین آئینۂ ہند'' مع ضمیمہ وحاشیہ مؤلف غفرلہ دیکھئے۔

لکھنوتی بنگال آیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے ہم سبق و ہمدرس حضرت سید محمد مبارک کرمانی میر خورد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''(اخی سراج) سلطان المشائخ کی خدمت و ملازمت میں ہمیشہ زندگی بسر کرتے تھے، جب سال تمام ہوجاتا تو اپنی والدہ مکرمہ کو دیکھنے لکھنوتی چلے جاتے اور پھر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے۔''(۱)

آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ عنفوان شباب سے وصال شیخ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ بلکہ اس کے تین سال بعد تک آستانۂ شیخ ہی میں رہے۔ جب سلطان محمد بن تعلق شاہ [1325 تا 1351ء] نے ۱۳۲۷ء مطابق ۷۲۷ھ کو دِلّی کی بجائے دولت آباد (دیوگیر) کو پایۂ تخت بنایا اور رعایا کو دِلّی خالی کرنے کا حکم دیا تو آپ بنگال تشریف لائے۔ سیر الاولیا کے مصنف، آپ علیہ الرحمہ کے ہم سبق ساتھی سید محمد مبارک کرمانی میر خورد لکھتے ہیں:

''جب سلطان المشائخ جنت میں تشریف لے گئے تو (اخی سراج) اس کے تین سال بعد تک بھی تعلیم و تعلّم میں مستغرق رہے اور سلطان المشائخ جعل اللہ الجنة مثواہ کے حظیرۂ اقدس میں گنبد کے اندر رہے، جب مخلوق دیار دیوگیری کی طرف جلاوطن کی گئی تو مولانا سراج الدین لکھنوتی میں تشریف لے گئے۔(۲)

دہلی سے لکھنوتی (موجودہ ضلع مالدہ بنگال) آنے میں کتنا وقت لگا؟ آپ کس سن و تاریخ میں بنگال پہنچے؟ کسی سیرت نگار نے اس کی نشاندہی نہیں کی ہے، البتہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کے تبرکات آپ کے ساتھ تھے اس کی برکت سے یہ سفر با آسانی اور بہت جلد طے ہوگیا چنانچہ حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

''حضرت مخدوم اخی سراج الحق نے بنگال کا سفر فرمایا اور تبرکات اور دعائے شیخ کی

۱۔ سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد، سیر الاولیا، ص: ۴۰۴، ناشر مشتاق بک کارنر اردو بازار، لاہور، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد، سیر الاولیا، ص: ۴۰۵، ناشر مشتاق بک کارنر اردو بازار، لاہور، سن اشاعت ندارد۔

بدولت یہ مسافت بعیدہ بہت جلد طے ہوگئی۔''(۱)

لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت آئینۂ ہند علیہ الرحمہ بنگال میں ۱۳۲۷ء مطابق ۷۲۷ھ یا ۱۳۲۸ء مطابق ۷۲۸ھ کو تشریف لائے اور مستقل سکونت پذیر رہے۔

مرشد مخدوم العالم آئینۂ ہند علیہ الرحمہ بذات خود دہلی سے بنگال تشریف لائے تھے یا حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ نے آپ کو بنگال بھیجا تھا؟ مؤرخین وسیرت نگاروں کی کتابوں کے مطالعہ سے دونوں رخ سامنے آتے ہیں:

پہلا رُخ: محققین مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ حضرت آئینۂ ہند علیہ الرحمہ خرقۂ خلافت سے نوازے جانے کے بعد تین سالوں تک دہلی ہی میں تحصیل علم کرتے رہے، آپ کا قیام اپنے پیرو مرشد کے روضۂ پاک کے اندر ہوتا تھا وہیں رات ودن کتابوں کے مطالعہ میں مستغرق رہتے تھے۔ جب دہلی میں سلطان محمد بن تغلق کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے قیام مشکل ہوگیا تو بنگال تشریف لائے۔ یہ رائے مصنف سیر الاولیا سید محمد مبارک کرمانی میر خورد، مصنف بحر ذخار شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، مصنف تاریخ مشائخ چشت محمد حسن نظامی، مصنف نزھۃ الخواطر عبدالحئ لکھنوی وغیرہ کی ہے۔(۲)

دوسرا رُخ: صفحاتِ تاریخ اس بات کی بھی شہادت دیتے ہیں کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی شاہانہ بود وباش، ناز علم وفضل اور گنج نبات لقب اختیار کرنے کی خبر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کو پہنچی تھی اور آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا تھا اور آئینہ ہند اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کو آپ کی اصلاح حال کے لیے بنگال روانہ فرمایا۔

صفحاتِ تاریخ اپنے سینے میں یہ بھی نقش کر رکھا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا علیہ

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ / شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ / جون ۱۹۲۴ء۔

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد، سیر الاولیا، ص: ۴۰۵، ناشر مشتاق بک کارنر اردو بازار، لاہور، سن اشاعت ندارد؛ [شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر ذخار، ص: ۵۰۰، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء؛ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، ص: ۲۱۸، ۲۱۹، مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور، سن اشاعت ندارد؛ عبدالحئ لکھنوی، نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، ج: ۲، ص: ۱۷۳، ناشر دار ابن حزم بیروت، لبنان سن اشاعت ۱۹۹۹ / ۱۴۲۰ وغیرہ۔

الرحمہ کی حیات ہی میں آئینۂ ہنداخی سراج الدین علیہ الرحمہ بنگال تشریف لائے تھے جیسا کہ مذکور ہوا۔ روانگی بنگال کے وقت انھوں نے اپنے پیرومرشد سلطان المشائخ سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے وفور علم کا ذکر کیا تھا، ان کے علم وفضل سے خائف ہوئے تھے، سلطان المشائخ علیہ الرحمہ نے انھیں تسلی دی تھی اور مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اسیر ہونے کی بشارت سنائی تھی، گزشتہ صفحات میں اس موضوع پر گفتگو کی گئی ہے۔ چنانچہ شیخ محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''اخی سراج الدین جب شیخ نظام الدین اولیا سے خلافت حاصل کی تو اپنے آبائی وطن جانے کی اجازت چاہی اور جاتے وقت عرض کیا کہ: حضرت وہاں ایک بلند پایہ بزرگ شیخ علاء الدین رہتے ہیں، میرا اوران کا نباہ کیسے ہوگا؟ شیخ نظام الدین اولیا نے فرمایا کہ: فکر مند نہ ہو اور کوئی غم نہ کرو، وہ تمہارا خادم بن کر رہے گا چنانچہ جیسا خواجہ نظام الدین نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔''(۱)

حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ نے اپنے مرید صادق آئینۂ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کو اپنی دعاؤں کے ساتھ بنگال کے لیے رخصت کیا تھا۔

متأخرین سیرت نگاروں نے یہ بات بھی اپنی کتابوں میں لکھی ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ علما وفضلائے وقت کا امتحان لیتے رہتے تھے جو ان کے امتحان میں کامیاب ہوجاتے وہ سرخرو اور بلند رتبہ ہوتے تھے اور جو ناکام ہوجاتے ان کا نور قلب سلب ہوجاتا تھا، اس کی خبر بھی محبوب الٰہی شیخ نظام الدین علیہ الرحمہ کو پہنچی تھی اور انھوں نے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی اصلاحِ حال کے لیے اپنے مرید صادق آئینۂ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کو بھیجا تھا۔ یہ بات مشائخ خانوادۂ اشرفیہ اور پنڈوہ شریف کے عوام وخواص کے درمیان بھی مشہور ہے۔ گذشتہ اوراق میں ہم نے حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حوالہ اسے بیان بھی کیا ہے۔

۱۔ محدث عبدالحق دہلوی، اخبارالاخیار، ص: ۳۱۰، مطبوعہ مکتبہ دانش، دیوبند، سن اشاعت ندارد۔

حاصل کلام: مذکورہ تاریخی شواہد سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ راجح روایت یہی ہے کہ آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کے حکم سے بنگال تشریف لائے تھے اور مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ جیسی عبقری شخصیت کی نقش کشی اور اصلاح حال فرمائی تھی اور ان کو اپنے دامن کرم سے وابستہ فرما کر پھر دہلی اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں تشریف لے گئے تھے۔

محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مخدوم عثمان نے بیعت کے بعد تمام عمر خدمت شیخ میں بسر کر دی اور صرف ایک مرتبہ جبکہ شیر نیستانِ کسب و ریاضت حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی کو حلقہ بیعت در بقعۂ ارادت میں لانا ضروری ہو گیا تھا باجازت پیر و مرشد سفر بنگال فرمایا تھا اور پنڈوہ و قرب و جوار بالخصوص اسلامی دار السلطنت **گور** کو اپنی آمد شریف سے عزت بخشی تھی اور خدمت شیخ میں واپس آ گئے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ تین برس دہلی میں مقیم رہے اور پھر دوبارہ بنگال کا قصد فرمایا جہاں تک تاریخی انداز سے سمجھا جاتا ہے غالباً اس دوبارہ سفر کرنے پر شاہان گور کی نیازمندیوں اور امراء سلطنت کی خدمتوں بالخصوص حضرت مخدوم علاء الحق کے جذب و اصرار نے مجبور کیا ہوگا۔''(۱)

آئینہ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ، مخدوم العالم شیخ علاء الدین پنڈوی علیہ الرحمہ کو شرف بیعت سے نوازنے کے بعد پھر دہلی واپس ہو گئے تھے، اس کی وجہ یہ کہ آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے، ان کی خدمت کرنا اپنا فرض اور مقصد حیات سمجھتے تھے، وہ اپنے مرشد کی خدمت میں اس قدر مگن و مستغرق تھے کہ علم حاصل کرنے لیے وقت بھی نہ نکال سکے۔ سلطان المشائخ بھی اپنے اس مرید صادق کو خوب چاہتے اور نگاہ التفات سے نوازتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ انھیں محبت میں ''اخی'' (میرے بھائی) کہہ کر پکارتے تھے، اگر انھیں اپنے پیر و مرشد کا حکم نہ ملتا تو شاید وہ بنگال کبھی تشریف نہ

۱۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی جلد 2/ شمارہ نمبر 12؛ جمادی الاول 1343ھ/ ڈسمبر 1924ء۔

آتے، اس لیے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کو اپنا مرید بنانے کے بعد دوبارہ آستانۂ مرشد غیاث پور دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے وصال شیخ کے تین سال بعد پھر بنگال تشریف لائے۔ وصال مرشد سے پہلے بنگال میں قیام نہ کرنا پیر سے غایت محبت کی وجہ تھا اور درمرشد کو چھوڑ کر بنگال کی سرزمین پر آنا مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے جلال کو جمال سے تبدیل کرنے کے لیے تھا۔ و اللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال!

جائے بیعت وارادت کا تجزیاتی جائزہ

گذشتہ صفحات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ، آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ یہاں ہماری توجہ اس بات کی طرف ہوگی کہ آئینہ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ دہلی سے آکر خانقاہ علائیہ میں تشریف فرما ہوئے اور شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے ان سے بیعت وارادت حاصل کی یا لکھنوتی (گوڑ) میں قیام فرما ہوئے اور حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی نے ان کی خدمت میں حاضری اور وہیں ان سے شرف بیعت بھی حاصل کیا؟

سیرت نگاروں نے واقعۂ بیعت کی کئی طرح سے روایت کی ہے۔

پہلی روایت: جیسا کہ بیان ہوا کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے علماء ومشائخ کو آزمانے کے لیے نہایت عجیب طریقہ اختیار کیا ہوا تھا، جو بھی عالم وشیخ خانقاہ علائیہ میں حاضر ہوتے انھیں وضو کے لیے کھولتا ہوا گرم پانی پیش کیا جاتا، آئینہ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ بھی خانقاہ علائیہ میں تشریف لائے اور آپ نے حسب عادت ان کے سامنے بھی وضو کے لیے کھولتا ہوا گرم پانی رکھوایا، شیخ اخی سراج علیہ الرحمہ نے وضو کی بجائے غسل کرلیا اور آپ پر حرارت پانی کا کوئی اثر نہ ہوا، یہ دیکھ کر مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دیا۔ چنانچہ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''مولانا علاء الحق کی زندگی میں اِس منظر (آئینۂ ہند علیہ الرحمہ کا کھولتا ہوا گرم پانی سے غسل کرنے) کے معاینہ کا پہلا واقعہ تھا، انگشت بدنداں ساری کیفیت دیکھتے رہے اور

بے اختیار مخدوم کے قدم پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ میرا گذشتہ مشغلہ اِسی دن کے لیے تھا کہ آپ کے قدم یہاں آئیں، میں سمجھتا تھا کہ میری اصلاح کے لیے آپ کو آنا پڑے گا، اب میں اُس شغل کو ہمیشہ کے لیے چھوڑتا ہوں اور قدم مخدوم کو اپنے گذشتہ کا شفیع اور آیندہ کا ضامن بناتا ہوں اور دست حق پرست پر توبہ و بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت مخدوم نے مولانا علاء الحق کو حسب قاعدہ بزرگان چشت داخل سلسلہ فرمایا۔ محققین کے نزدیک بیعت کے لیے خود مولانا علاء الحق حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ بہر حال مولانا علاء الحق حضرت مخدوم اخی سراج الحق کے مرید ہو گئے اور پنڈوہ ہر مسافر و مقیم کے لیے دار الامن ہو گیا۔''(۱)

دوسری روایت: کہتے ہیں کہ: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنی خانقاہ میں آنے والے علما و مشائخ کو اپنے مخصوص تالاب سے وضو کراتے تھے، ناقصین علما و مشائخ کے اعضائے وضو دھلتے ہی علم بھی دھل جاتا تھا، اس طرح کثیر علما و مشائخ اپنا سینہ خالی کر کے خانقاہ علائیہ سے جا چکے تھے، جب آئینہ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ خانقاہ علائیہ میں تشریف لائے اور اپنے پیر و مرشد محبوب الٰہی شیخ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ کا دیا ہوا لوٹا آبِ وضو لینے کے لیے تالاب میں ڈالا تو مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا سینہ علم سے خالی ہو گیا، حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کے لیے یہ غیر متوقع بات تھی، سینکڑوں علما و مشائخ جن کے سامنے سرنگوں ہو چکے تھے آج وہ خود دوسرے کے سامنے بے بس ہو رہے تھے۔ عاجزی کے ساتھ معافی کے طلبگار ہوئے اور اپنا ہاتھ آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس واقعہ کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔(۲)

تیسری روایت: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ مرضِ لکنتِ لسان میں مبتلا ہونے کے بعد گوشہ نشیں ہو گئے تھے۔ کسی سے ملاقات نہیں فرماتے تھے، جو بھی حاجت

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۶ : ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴ء۔

۲۔ سلب نور کا یہ واقعہ قاری عبدالرقیب مرحوم نے گوڑ پنڈوا راتیہاس نامی کتاب کے حوالہ سے اپنی مطبوعہ کتاب سیرت آئینۂ ہند میں درج کیا ہے اور پنڈوہ شریف کے عوام و خواص کی زبانی بھی سنا گیا ہے۔

مند آتا باہر ہی سے اس کی ضرورت پوری کردی جاتی تھی اور اسے واپس کردیا جاتا تھا۔ ملاقات پراصرار کرنے والوں کے لیے کھولتے پانی سے وضوکرنا شرط لگادی گئی تھی، ایک دن سلطان المشائخ کا فرستادہ آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ عام درویش کی حیثیت سے جلوہ گر ہوئے اور شیخ علاء الحق سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، دربان نے حسب معمول سمجھا بجھا کر واپس کرنے کی کوشش کی مگر حضرت آئینۂ ہند علیہ الرحمہ نے کہا کہ: اپنے شیخ سے کہو کہ: سلطان المشائخ کا خلیفہ آیا ہوا ہے۔ سلطان المشائخ کا نام سنتے ہی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے دل میں ہلچل سی ہوئی اور خادم کو حکم دیا کہ حقیقت جاننے کے لیے گرم پانی پیش کرو، خادم نے حضرت آئینۂ ہند علیہ الرحمہ سے گرم پانی سے وضوکرنے کے لیے کہا، آپ نے ناقابل برداشت کھولتے پانی سے وضوکی بجائے غسل فرمالیا، اس عجیب وغریب نظارہ سے شیخ علاء الحق پنڈوی متأثر تو بہت ہوئے مگر دامن سے وابستہ ہونے کے لیے ایک دوسری شرط رکھ دی کہ: آپ کو میرے پانچ بروایت دیگر تین سوالوں کا جواب دینا ہوگا، اگر آپ نے صحیح جواب دیا تو ہمیشہ کے لیے آپ کی غلامی منظور ہے۔ چنانچہ وہ پانچ یا تین سوالوں کے جوابات آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ نے اپنے مشائخ کرام: غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی، خلیفۂ خواجہ غریب نواز حضرت قطب الدین بختیار کاکی، خلیفۂ خواجہ قطب الدین حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر، خلیفہ خواجہ فرید الدین سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا علیہم الرضوان کی روحانیت اور خود اپنے علم وفضل سے عنایت کردئے۔ جواب پا کر حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی قدم مرشد میں گر پڑے اور ہمیشہ کے لیے آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کی غلامی اختیار کرلی۔(۱)

چوتھی روایت: آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کے بارے میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو اطلاع دی گئی کہ سعد اللہ پور ساگر دیگھی کے کنارے دہلی سے

۱۔ تفصیل دیکھئے: شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوار تین پیر یر اتیہاس، ص: ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔ صاحب کتاب نے یہاں دو وقعات ذکر کئے ہیں جو تقریباً ایک ہی طرح کے ہیں، البتہ ان کے راوی الگ الگ ہیں۔ یہ روایتیں زبانی ہیں، کسی کتاب سے منقول نہیں ہیں۔

ایک بزرگ تشریف لائے ہیں، جو اپنے آپ کو سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ کہتے ہیں، نسبتِ سلطان المشائخ نے دل میں کشش پیدا کی اور آپ کے اندر ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی، آپ رات کو شیر پر سوار ہو کر بغرض ملاقات پنڈوہ شریف سے روانہ ہوئے، سعد اللہ پور ساگر دیگھی کے قریب پہونچے ہی تھے کہ اُدھر حضرت آئینۂ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کے پاس خبر پہونچی کہ پنڈوہ شریف قطب شہر سے شیخ علاء الحق پنڈوی آپ کے پاس شیر پر سوار ہو کر تشریف لا رہے ہیں اور وہ قریب آچکے ہیں۔ آپ اس وقت تہجد کی نماز کیلئے مٹی کی دیوار پر بیٹھ کر مسواک کر رہے تھے، آپ نے مٹی کی دیوار کو حکم دیا: چل! مہمان کا استقبال کیا جائے، اتنا کہتے ہی وہ مٹی کی دیوار چلنے لگی۔ چنانچہ مٹی کی دیوار کو چلتی دیکھ کر شیخ علاء الحق پنڈوی بہت شرمندہ ہوئے اور خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کے قدموں کا بوسہ لیا اور معافی کے طلب گار ہوئے، شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ نے آپ کو قدموں سے اٹھا کر سینے سے لگالیا، خانقاہ معلٰی میں ساتھ لیے گئے اور اسی وقت بیعت فرما کر خرقۂ خلافت سے شرف یاب فرمایا۔(۱)

مولانا عزیز یعقوب ضیائی بنارسی لکھتے ہیں کہ:

''جس وقت آپ کا (آئینۂ ہند اخی سراج الدین) کا ورود مسعود لکھنوتی میں ہوا ،اس وقت سیدنا علاء الحق والدین قدس سرہ مبتلائے عوارض تھے، **زندگی کی خیرات مانگنے کے لیے دربار عثمانی میں آئے۔**''(۲)

راجح روایت: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ بیعت وارادت کے لیے خود آئینۂ ہند شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس روایت کو محدث اعظم ہند سید محمد اشرف جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے محققین کی روایت قرار دیا ہے اور مولانا

۱۔ قاری عبد الرقیب مرحوم نے اپنی مطبوعہ کتاب سیرت آئینۂ ہند ص: ۴۳ میں اس واقعہ کو پانچ پیر صوفی اینڈ بنگال نامی کتاب کے حوالہ سے لکھا ہے، مختلف لائبریریز اور کتاب کی دکانوں میں تلاش بسیار کے باوجود مجھے یہ کتاب نہیں ملی اور نہ ہی اس کتاب کے نام سے واقف کوئی شخص ملا۔

۲۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴ء۔

عزیز یعقوب ضیائی نے وثوق سے بیان کیا ہے،لیکن مذکورہ چاروں روایتوں میں سے صرف یہی ایک روایت ہے جو آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کے گوڑ میں قیام کرنے اور مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا خود حاضر ہوکر مرید ہونے کی نشاندہی کرتی ہے، باقی تین روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ دہلی سے براہ راست پنڈوہ شریف تشریف لائے تھےاور مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے یہی پر شرف بیعت حاصل کیا تھا،لہذا اکثرت روایات کو ترجیح دیتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مخدوم العالم علیہ الرحمہ خانقاہ علائیہ سے باہر نہیں گئے اللہ عزوجل نے آپ کے مرشد کو آپ تک خود پہنچادیا۔

دوسرا قرینہ یہ بھی ہے کہ مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے جب شرف بیعت وارادت حاصل کیا تھا اس وقت آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ دہلی سے بنگال مستقل سکونت کے لیے تشریف نہیں لائے تھے، اس دورے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے جلال کو جمال کی صورت دے دی جائے،صوفیائے کرام ومشائخ عظام کے رنگ سے انھیں ہم آہنگ کردیا جائے، درسگاہی آداب ومراسم کے ساتھ ساتھ خانقاہی آداب ونظام کا بھی حامل بنایا جائے، جب یہ مقصد حاصل ہوگیا تو آپ پھر دہلی تشریف لے گئے اور اپنے شیخ کے وصال کے تین سال بعد بنگال تشریف لائے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آئینہ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ اپنے شیخ کے وصال کے تین سال بعد جب بنگال تشریف لائے تو مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے ان کی زیارت کے لیے لکھنوتی کا سفر فرمایا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کو جب مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے بارے میں علم ہوا کہ وہ علما وفضلا کو اپنے وفور علم کی وجہ سے پریشان کررہے ہیں تو آپ نے اپنی مجلس میں اعلان فرمایا کہ میرے مریدوں میں کون ہے جو شیخ علاء الحق پنڈوی کی اصلاح حال کرنے بنگال جائے گا؟ اس وقت آئینۂ ہند علیہ الرحمہ نے اپنے آپ کو بارگاہ محبوب الٰہی میں پیش کیا اور شیخ نے آپ کو

دعاؤں سے نواز کر بنگال روانہ فرمایا۔ چنانچہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’جس طرح ارباب دولت وحشی قزاقوں سے خوف زدہ رہتے ہیں اُس طرح اصحاب ولایت آپ (مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ) کی قوت قاہرہ سے مرعوب ہو چکے تھے اور نام لیتے ہی کانپ جاتے تھے۔ ہندوستان کے مشرق ومغرب میں اس ڈاکہ [سلب نورعلم وولایت] کی شہرت ہو چکی تھی اور ہر ملک کے سیّاح جا جا کر اس خوفناک منظر کا نقشہ کھینچ کر لوگوں کو پنڈوہ بچا کر چلنے پھرنے کی ہدایت کرنے لگے تھے۔ اُس زمانہ میں حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے دم قدم سے دہلی کی چہل پہل بڑھی ہوئی تھی اُس عدالت عالیہ میں بنگالی ڈاکہ کے خلاف صدائے احتجاج میں ہر گوشہ سے عرضیاں آنے لگیں اور کتنوں نے جا کر زبانی عرض حال کیا اور استغاثہ کیا کہ جلد توجہ فرمائی جائے ورنہ عنقریب ہندوستان نور ولایت کے فقدان سے تاریک ہو جائے گا۔ حضرت سلطان المشائخ نے خلفاء کے مجمع کو مخاطب ہو کر کہا: تم میں کون ہے جو اِس ڈاکو کی سرکوبی کر سکے؟ سب حضرات دم بخود تھے، صرف حضرت مخدوم اخی سراج الحق عثمان قدس سرہٗ نے جرأت فرما کر عرض کیا کہ: ارشاد ہو تو یہ خدمت میں بجالاؤں۔ حضرت سلطان المشائخ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی فرمایا کہ یہ کام تمہارا ہی تھا۔ بہت سے تبرکات اور خرقہ عطا فرما کر اس مہم پر مخدوم سراج الحق کو دہلی سے روانہ فرمایا۔‘‘(۱)

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مذکورہ طویل اقتباس سے قارئین پر عیاں ہو چکا ہوگا کہ آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ دہلی سے پنڈوہ شریف اپنے پیر ومرشد کے حکم سے ایک خاص مہم کے لیے تشریف لائے تھے۔ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ براہ راست پنڈوہ شریف جلوہ گر ہوں تاکہ بلا تاخیر جس کام کے لیے بھیجا گیا ہے اس کو سرانجام دیا جا سکے۔ لہٰذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ دہلی سے براہ راست پنڈوہ شریف تشریف لائے، یہیں پر حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی نے آپ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اس طرح بنگال کی سرزمین پنڈوہ شریف میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ کی پہلی بنیاد پڑی۔

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/ شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴ء۔

فصل سوم

حیات طیبہ کا دوسرا دور

خدمت مرشد اور اسکے انعامات

منصب ولایت وشان استغنا

جلاوطنی واسباب جلاوطنی

مسجد ادینہ کی امامت حقیقت یا فسانہ

فصل سوم

حیات طیبہ کا دوسرا دور

رنگ جلال میں رنگ جمال آگیا

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے علم وعمل، تقویٰ پرہیزگاری اور مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کا چرچا چاروں طرف عام ہو چکا تھا۔ سینہ کمالِ علم سے اور ذہن جلالِ فضل سے آراستہ تھا۔ علماء ومشائخ اور ارباب حل وعقد ان کے در کی دربانی، اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتے تھے، اہل جبہ ودستار ان کی چوکھٹ کی جبیں سائی، اپنی فیروزمندی گردانتے تھے۔ ان کی ذات ایسی تھی جن کے سامنے لب کشائی کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ وہ ایسی ذات تھی جن کا ذکر ہر ایک کے ساتھ تھا مگر وہ ان میں ممتاز تھے۔ وہ سب سے آگے تھے ان سے آگے کوئی نہ تھا۔ انہوں نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا اور کوئی ان کا پیچھا نہ کر سکا۔ وہ سب سے منفرد، ہر فہرست میں سرفہرست، کسی فہرست میں مؤخر نہیں تھے۔ ان کی ذات میں زمانے کی ساری عظمتیں جمع تھیں۔

وہ زاہدوں، مرتاضوں اور عابدوں کے رہنما وقائد تھے، حکمراں وتخت نشینوں کے امیر تھے، لیکن ان کی قیادت ورہنمائی علماء جیسی تھی، ان کا عدل وانصاف قاضیوں جیسا تھا اور ان کا یقین وایقان عارفین باللہ جیسا تھا۔

وہ سمجھ دار عالم، صائب رائے فقیہ اور صاحب بصیرت مدبر تھے، ان کا علم حکومت کی وجہ سے بے کار نہیں ہوا، ان کا تفقہ اقتدار کی وجہ سے ڈگمگایا نہیں، اور ان کے فیصلوں نے اپنے متبعین کی رضامندی کی خاطر کسی پر ظلم نہیں کیا۔

وہ ہمہ جہت ذات تھی، ہر خوبی ان میں موجود تھی، بتقاضۂ بشریت اگر ان میں کوئی نقص تلاش کیا جاتا تو ان کا جلال اور ان کی ناز وادا کے علاوہ کچھ نہ ملتا۔ اللہ کی رحمت ان کی ناز وادا کو بھی تبدیل کرنا چاہتی تھی، انھیں رنگ تصوف میں دیکھنا پسند کرتی تھی، پھر کیا تھا رحمت

خداوندی نے یاوری کی ، ان کے مرشد ومربی خود ان کے پاس آ گئے، یہاں سے ان کی حیات کا دوسرا دور شروع ہوا۔آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ سے بیعت وخلافت کے بعد رنگ جلالی میں رنگ جمالی آنے لگا۔علم باطن وتصوف ،آداب طریقت وسلوک اور منازل ہجر ووصال کی جانب توجہ ہونے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سرخیل مشائخ ہو گئے، شیخ العالم بن گئے ۔سلطان المرشدین،مخدوم العالم ،گنج نبات جیسے القابات سے نوازے جانے لگے۔خزینۃ الاصفیا میں لکھاہے کہ:''ابتدائی زندگی میں بہت خوشحال ، دنیادار علمائے وقت اور اکابر زمان کی حیثیت سے رہتے تھےمگر جب سلسلہ نظامیہ میں داخل ہوئےتو سب شان وشوکت چھوڑ کر صرف یادالہی میں مشغول ہو گئے۔''(۱)

خدمت مرشد

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے ،آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ سے بیعت کے بعد درویشی اختیار کر لی تھی ، ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں رہنے لگے تھے ۔ آئینۂ ہند اخی سراج الدین علیہ الرحمہ اکثر وبیشتر سفر کیا کرتے تھے ،بنگال کے اکناف واطراف میں تبلیغ اسلام کے لیےمہینوں سفر میں گذار دیا کرتے تھے،کیا گرمی کیا سردی ہر موسم میں گرم پانی سے وضو اور غسل کیا کرتے تھے ، کھانا گرم تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مخدوم العالم شیخ علاؤالحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو پیر کی خدمت کی ایسی لگن تھی کہ گرم پتیلہ (دیگچی)اور چولہا وغیرہ سر پر لیے چلتے تھےجس کی وجہ سے آپ کے سر کے بال گر گئے تھے، آئینۂ ہند علیہ الرحمہ جب سواری پر ہوتے تو آپ ننگے پاؤں ان کی سواری کے پیچھے پیچھے دوڑ لگایا کرتے تھے،جب آپ اس حالت میں اپنے خویش واقارب کےمحلوں اور دوست و احباب کے گھروں کےقریب سے گذرتے تھےتو ان کوآپ کی اس حالت پر بہت افسوس ہوتا تھا، وہ اس پر بہت تعجب کیا کرتے تھے۔لیکن آپ کی شان استغنااور صفت درویشی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آتا تھا۔محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید شاہ محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

۱۔مفتی غلام سرور لاہوری،خزینۃ الاصفیا،ج:۲،ص:۲۴۶،مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ،لاہور،سن اشاعت ۲۰۰۱۔

''آپ کے پیر حضرت مخدوم اخی سراج الحق قدس سرہ کی عادت کریمہ تھی کہ حالت سفر میں اپنا خیمہ اور سامان باورچی خانہ ساتھ رکھتے تھے اور تبلیغ رشد و ہدایت کے لیے حضرت کا سفر میں رہنا زیادہ ہوتا تھا۔ مولانا علاء الحق کا کام یہ تھا کہ مسافت سفر طے کرتے وقت اپنے سر پر کھانے سے بھرا ہوا وزنی گرم دیگ رکھتے تھے اور شیخ کے ہمراہ قلی کی طرح سامان اُٹھائے پا پیادہ چلتے تھے۔''(۱)

خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ:

''جن دنوں شیخ علاء الدین حضرت شیخ سراج الدین اخی قدس سرہ کی خدمت میں سرفراز ہوئے اور دنیاوی خواہشات اور مال و منال سے دست برداری کا اعلان کیا، تو وہ اپنے پیر و مرشد کے سفر میں ہم سفر رہتے، درویشوں کے لیے طعام پکا کر ساتھ ہوتا، یہ گرم گرم دیگچہ حضرت شیخ علاء الحق سر پر رکھ لیتے اور حضرت کے ساتھ ساتھ چلتے، اس دیگچے کی گرمی سے آپ کے سر کے بال جھڑ گئے تھے، حضرت شیخ اخی اکثر اوقات ان مقامات سے بھی گذرتے جہاں شیخ علاء الحق کے رشتہ دار بڑی شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے، لیکن آپ ننگے پاؤں اپنے شیخ کی سواری کے ساتھ ساتھ چلتے، مگر اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کو اس شان و شوکت میں دیکھ کر حضرت علاء الحق پر کوئی دنیاوی تأثر نہ ہوتا اور آپ خوش خوش یہ خدمت سرانجام دیتے رہتے۔''(۲)

صرف اتنا ہی نہیں کہ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ کے خورد و نوش کا انتظام سنبھالا بلکہ آپ نے قلی گیری کے ساتھ ساتھ کہاروں جیسا کام بھی انجام دیا۔ اپنے پیر و مرشد کی پالکی کے دائیں ہاتھ کا ڈنڈا اکثر آپ کے کاندھے پر ہوتا تھا اور آپ اسی حالت میں اپنے خاندان و سسرال والوں کے محلوں کے قریب سے بارہا گذرا کرتے تھے لیکن آپ کی پیشانی پر کوئی بل نہیں آتا تھا۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

۱۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔ قسط دوم۔

۲۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۴۷، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

فرمایا کرتے تھے کہ:

''شیخ سراج الحق قدس سرہ حضرت مخدومی کی نسبت کمال درجہ لطف ومہربانی فرمایا کرتے تھے۔لیکن ان سے خدمت اس حد تک لیتے تھے کہ اکثر اوقات حضرت سراج الحق پالکی میں سوار ہوجاتے اور سیر کونکل جاتے ۔حضرت مخدومی پالکی کا سیدھا ہاتھ کا ڈنڈا اپنے کاندھے پر رکھ کر دور تک پالکی لے جاتے تھے۔''(۱)

پیر ومرشد کی اس طرح خدمت کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا، اس کے لیے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو اپنوں کے طعنے بھی سننے پڑتے اور غیروں کی تنقیدیں بھی سہنی پڑتیں ،مگر آپ نے اپنے نفس کو ایسا قابو کرلیا تھا کہ کسی کی تنقید وطعنہ کشی کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

''مولانا علاء الحق والدین کے اعزہ واقارب بھی آپ کو قلی کی صورت میں دیکھتے تو اپنے اعزہ کے خیال سے شرم میں ڈوب جاتے اور آپ کو سمجھاتے کہ خاندانی اعزاز کی تم نے بڑی بے قدری کی اور ہم لوگوں کو تم نے سخت ذلیل کیا۔ہم تم کو بوجھ اُٹھائے ہوئے دیکھتے ہیں تو خون جگر پی کر رہ جاتے ہیں۔یہی کیا کم ہے کہ تم نے اپنے گھر کی دولت شیخ کو دے دی ہے، اب کبھی کبھی حاضر خدمت ہوجانا بہت کافی ہے۔ہماری اور اپنی عزت کا خیال کرو اور ایسی قابل شرم خدمت سے علیٰحدہ ہوجاؤ! یہ وہ باتیں ہیں جن کو سن کر ہر شخص کا نفس امارہ اس کی تائید کرتا ہے اور شیخ کی خدمت میں اُن کلمات کا عذر پیش کر کے اپنے کیے پر اگر افسوس نہیں کرتا تو آیندہ کے لیے ضرور رُک جاتا ہے،مگر مولانا علاء الحق والدین ماوشما سے نہ تھے اور نہ نفس امارہ رکھتے تھے۔ بھائیوں بزرگوں کی اُن باتوں کا صاف جواب یہ دیتے تھے کہ آپ لوگوں کا نصیحت فرمانا سرآنکھوں پر ہے مگر اُس کو کیا کیجئے۔مصرعہ ؎

آنکہ فخر تست اوننگ من است

جتنا آپ کو اعزاز دنیا پر ناز ہے اُتنا ہی میرے لیے وہ موجب عار ہے۔مصرعہ ؎

۱۔حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱،ص:۲۵۱، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

آنکہ ننگ تست او فخر من است

جس قدر اس خدمتِ شیخ کو آپ لوگ ننگ سمجھتے ہیں اُسی قدر مجھے اُس پر غیر معمولی ناز ہے۔"(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے پیر و مرشد آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کی یہ جانکاہی خدمت، ایک دو ہفتہ یا ایک دو ماہ تک انجام نہ دی کہ تھوڑے دنوں کی بات ہے، ایک مسافر و فقیر کے نعلین پر عیش و راحتِ زندگی قربان کر دیتے ہیں، پھر اپنی سی زندگی آزاد فضاؤں میں جی لیں گے، بلکہ یہ خدمت آپ مسلسل بارہ سالوں تک انجام دیتے رہے اور پیشانی پر کوئی بل بھی نہیں آیا۔ اللہ اکبر! شاعر مشرق نے سچ کہا ہے کہ:

مٹا دے اپنی ہستی کو گر کچھ مرتبہ چاہے کہ دانہ خاک میں مل گل گلزار ہوتا ہے
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی نہیں ملتا ہے یہ گوہر باشاہوں کے خزینوں میں

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"مولانا علاء الحق نے دو چار دن، دو ایک مہینہ نہیں بلکہ کامل بارہ سال تک شیخ کی اس خدمت کو انجام دیا یہاں تک کہ سر اقدس کا بال بالکل گر گئے اور پھر دوبارہ نہیں جمے۔"(۲)

خدمت مرشد کے انعامات

گذشتہ اوراق میں مؤرخین کی عبارتوں سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا تعلق شاہی خاندان سے تھا، خاندان کے بہت سے افراد اعلی عہدوں پر فائز تھے بلکہ خود حضرت مخدوم العالم وزیر اعظم اور عمید الملک کے عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے، اس پر مستزاد یہ کہ آپ وقت کے جلیل القدر عالم و فاضل، امام اہل سنت، شیخ معرفت اور رہبر طریقت بھی تھے، اکناف ہند میں آپ کی ولایت و فضیلت کی عام شہرت تھی، ایسی عظیم ہستی نے اپنے آپ کو آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کی ایسی خدمت

۱۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ / شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ / جولائی ۱۹۲۴ء۔ قسط دوم۔
۲۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ / شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ / جولائی ۱۹۲۴ء۔ قسط دوم۔

انجام دی، آج کے مریدین وخلفا اور مدعیانِ محبت اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ شیخ طریقت آئینہ ہند بھی ان کی اس خدمت سے راضی رہے، کبھی آپ نے انھیں اس طرح قلی گری کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ حضرت آئینۂ ہند علیہ الرحمہ اپنے اس جاں نثار مرید صادق کو ولایت کی اعلیٰ منزل پر گامزن کرنا چاہتے تھے، ایسا مرشد بنانا چاہتے تھے جن کے ایک اشارۂ آبرو پر عوام وخواص سر جھکاتے نظر آئیں، جن کی خاک پا کو سالکین اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں، جن کی گرد راہ سے عارفین اپنے چہرے روشن کریں، جن کی ایک نگاہ التفات سے واصلین اپنی منزل مقصود تک پہنچیں، اور یہ عظیم منصب عظیم قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ دنیا سے کناری کشی، نفس کشی اور سخت مجاہدہ چاہتا ہے، جسے مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد برحق کے قدموں پر اپنی دولت وعظمت کی قربانی دے کر حاصل کرلیا۔ سچ ہے۔ اِنَّ العَطَایَا عَلٰی مَتَنِ البَلَایَا۔

صاحب مرأۃ الاسرار علامہ شیخ عبدالرحمان چشتی لکھتے ہیں کہ: ''شیخ کی تربیت سے آپ بلند مقامات پر پہنچ گئے اور جس قدر فیوض اخی سراج نے سلطان المشائخ سے حاصل کئے تھے، وصال کے وقت سب شیخ علاء الدین کے حوالہ کر کے ان کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔'' (۱)

محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''سر کے بالوں کا گرنا حجابات کا اُٹھنا تھا، یہی سر پر دیگ رکھ کر روزانہ چار پانچ کوس چلنا امانت الٰہی کے بار کا اُٹھانا اور راہ سلوک کا طے کرنا ہو گیا، بارہ سال کی مدت ختم ہوئی تو درجات ولایت کی بھی پوری تکمیل ہو گئی اور نونہال وزارتِ دنیا قلی بن کر خود روحانی حکومت کا وزیر اعظم بن گیا، یعنی پیر نے (جو مرید کے عقیدہ میں سلطان ہے۔) اپنی خلافت سے ممتاز فرما کر تاج کو سر پر رکھ دیا اور سند تکمیل عطا فرما کر نظام عالم کی باگ ہاتھ میں دیدی سچ ہے۔ مصرعہ ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد'' (۲)

۱۔ شیخ عبدالرحمان چشتی، مرأۃ الاسرار، ص: ۱۰۱۴، مطبوعہ مکتبہ جام نور، ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۸ھ۔

۲۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/ شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔

خادم ہی مخدوم ہوتا ہے۔

اس موقع پر لطائف اشرفی کی یہ عبارت قارئین کرام کے لیے لطف کا ساماں پیدا کرے گی۔ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ شیخ سراج الحق کے خدام کھانے کی گرم گرم دیگ (دیگچی) حضرت مخدومی کے سر پر رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ کے بعض خدام کوشش کرتے کہ وہ برتن آپ سے لے کر خود اپنے سر پر رکھ لیں لیکن حضرت مخدومی کسی دوسرے کو دینے پر تیار نہیں ہوتے تھے۔ اشعار

بسے برکشیدہ دیگ نعمت	بسا سر پر لیا ہے دیگ نعمت
کہ برسر نہادہ دیگ نعمت	بہت سر پر اٹھایا دیگ نعمت
بسے برآتش اندوہ سختہ	بہت دن آتش غم میں ہوسُختہ
بباید تاشود ایں دیگ پختہ	تو پائے پھر کہیں وہ دیگ پختہ
کسے کیں دیگ نعمت پختہ خوردہ	کسی نے دیگ نعمت سے جو کھایا
ز دیگ آسماں سرپوش بردہ	فلک کی دیگ سے سرپوش لایا
چہ داند نعمتی ایک دیگ خامی	بھلا کیا دیگ کو جانے کوئی خام
نداند سرّ ہیچ از خاص وعامی	کہ سرّ خاص کا دانا نہیں عام

مزید فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مخدومی نے یہ گرم دیگچیاں اس کثرت سے اپنے سر پر اٹھائی تھیں کہ آپ کے سر کے تمام بال (جل کر) گر گئے تھے۔ اکثر اوقات شیخ سراج الحق قدس سرہ کی پالکی حضرت مخدومی کے سسرال والوں کے محل کے سامنے سے گذرتی تھی (اس حال میں کہ پالکی کا بازوئے راست حضرت مخدومی کے کندھے پر ہوتا تھا) اس زمانہ میں آپ کے سالے منصب وزارت پر فائز تھے۔ انھیں حضرت مخدوم کی اس خدمت سے شرم وعار آتی تھی اور کہا کرتے تے تھے کہ: اے بے ننگ ونام عالم! یہ خدمت کر کے مجھے کیوں شرمندہ کر رہا ہے۔ حضرت مخدومی جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ:

چہ می گوئی کہ زیں ننگ تمام است | یہ کیا کہتے ہو! ہے یہ ننگ کا کام
کہ مارادر جہاں زیں ننگ نام است | جہاں میں ہے میرا اس ننگ سے نام
کسے کورا بود زیں خدمتش ننگ | جو کہتا ہے اسے کارکمینہ
زند فردا زحسرت برسنگ | توکل کوٹے گا وہ حسرت سے سینہ

تفصیل دیکھیے۔(۱)

منصب ولایت

جب بات آ گئی ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنی شیخ کی بے مثال خدمت کی برکت سے ولایت کے بلند مقامات حاصل کئے، سلطنت روحانیہ کے تاجدار بن گئے، لہذا ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آپ ولایت کے کس منصب پر فائز تھے؟ اولیائے کرام کے مابین آپ کا رتبہ کیا تھا؟ صوفیائے کرام نے آپ کے منصب ولایت کے سلسلے میں کون سا موقف اختیار کیا؟

حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی مصنف مرأۃ الاسرار نے لطائف اشرفی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ ''ابدال''(۲) تھے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ: ہمارے اکثر مشائخ ابدال ہفت گانہ تھے، چنانچہ ان کے سرحلقہ خواجہ ابواحمد چشتی ابدال تھے اور مخدوم علاء الحق بھی ابدال ہیں۔''(۳)

۱۔حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱ص:۲۵۱، ۲۵۲ ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد

۲۔ابدال اولیائے کرام کے اس گروہ کو کہتے ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالی اس کائنات کے نظام کو برقرار و ہموار رکھتا ہے۔ دنیا میں ان کی کل تعداد ستر رہتی ہے۔بعض روایتوں میں چالیس اور بعض میں تیس کا ذکر آیا ہے۔حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب جمع الجوامع اور الحاوی للفتاوی میں ابدال کے سلسلے میں بیس سے زائد روایتیں درج فرمائی ہیں۔یہ حضرات سخاوت نفس، سلامتی دل اور مسلمانوں کی خیرخواہی میں انتہا کو پہنچے ہوتے ہیں۔تفصیل کے لیے دیکھئے: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی جمع الجوامع، جامع الاحادیث اور الحاوی للفتاوی، امام حاکم کی المعجم الاوسط اور المعجم الکبیر وغیرہ۔

۳۔شیخ عبدالرحمان چشتی، مرأۃ الاسرار، ص:۱۰۱۵، مطبوعہ مکتبہ جام نور، ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۸ھ۔

مولانا عزیز یعقوب ضیائی بنارسی نے لکھا ہے کہ:

''بلاشبہ سیدنا علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ فنافی الشیخ کی منزل پر فائز ہو چکے تھے، اور اپنی ذات کو خدمت پیر کے لیے پوری طرح وقف کر چکے تھے، انھیں صفات عالیہ نے آپ کو عرفان و معرفت کا گنج گراں مایہ اور وقت کا ابدال بنا دیا، اور ولایت کے اس مقام ارفع کی فرازی عطا کی جہاں ہم جیسے نارسا کے مرغ خیال کی رسائی پرواز بھی نہیں۔''(۱)

مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا تعلق جس خاندان سے ہے اس خاندان کو ''خالدی خاندان'' کہا جاتا ہے۔ سربراہِ خاندان صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان کیا گیا ہے۔ اس خاندانِ والاتبار کا شجرہ خصوصا حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے آباواجداد کا شجرہ تلاش بسیار کے بعد بھی ہمارے ہاتھ نہیں لگا۔ مگر اہل اللہ اپنی نگاہ کشف سے جو دیکھتے ہیں ہماری نگاہیں وہ نہیں دیکھ پاتیں۔ چنانچہ غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اس خاندان کریم و بزرگ میں بہت سے ابدال گذرے ہیں۔

لطائف اشرفی میں مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا قول منقول ہے کہ:

''اس بزرگ و کریم خاندان وسلسلہ کے بہترے افراد منصب ابدال پر فائز رہے ہیں (خاندان حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات مراد ہے) اور اس قسم کے بہت سے خوارقِ عادات ان سے ظہور آئے ہیں بلکہ پیرانِ چشت اہلِ بہشت کے بعض پاسبانوں اور دربانوں سے اسی طرح کے خوارق صادر ہوئے ہیں، میں اپنے مرشد گرامی کے بارے میں کیا کہوں کہ ان کی ذات سامی قدوۂ اصحاب تصوف اور مقدمۂ ارباب تعرُّف ہے۔''(۲)

۱۔ لطائف اشرفی ترجمہ سید عبدالحئی اشرف، مقدمہ، ص: ۲۹، مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ دوم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج: ۱، ص: ۱۵۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد، لطائف اشرفی فارسی، ص: ۱۰۷، مطبوعہ مطبع نصرت المطابع دہلی، سن اشاعت ۱۲۵۷ غالبا، کتاب بوسیدہ ہونے کی وجہ سے سن اشاعت صاف پڑھنے میں نہیں آیا۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی سیرت پر قلمی خدمات انجام دینے والے بعض سیرت نگاروں نے آپ کا منصبِ ولایت ''قطب''(۱) ہونا بھی تحریر کیا ہے۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے تعلق سے تلاشِ مواد ونصوص کے دوران بنگلہ زبان میں ایک رسالہ کا عکس ہمارے ہاتھ لگا، رسالہ صوفیائے ضلع مالدہ بنگال پر لکھا گیا ہے، نام ہے ''ضلع مالدار پیرفقیر دیر کتھا''، رسالہ جامع ہے، اس رسالہ میں ضلع مالدہ بنگال کے کثیر اولیائے کرام کا ذکر مضبوط ومدلل کیا گیا ہے، اس کے مصنف جناب عبدالصمد ایڈوکیٹ ہیں، انھوں نے اختصار کے ساتھ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

''وہ (شیخ علاء الحق پنڈوی) اپنے مرشد شیخ سراج الدین کی دعاؤں سے قطب وقت(۲) ہو گئے۔''(۳)

شاہ بجل رحمان کرمانی رقمطراز ہیں کہ:

''شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ نے جس طرح اپنی ابتدائی زندگی میں ایک بہت بڑے عالم کی حیثیت سے شہرت حاصل کی تھی اسی طرح بعد میں بھی اپنے شیخ عثمان اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کی خدمت اور ان کی دعا وفیض رسانی سے ایک بہت بڑے صوفی وولی کی حیثیت سے مشہور معروف ہوئے تھے، بلاشبہ آپ ایک نہایت عالی مقام برزگ تھے، عوام وخواص میں آپ قطب کی حیثیت سے شہرت یافتہ تھے، بعض سوانح نگاروں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ: آپ قطب وقت یعنی قطب زمان کے عہدے پر فائز تھے۔''(۴)

۱۔ قطب اس ولی کو کہتے ہیں باطنی طور پر جس کے قبضہ واقتدار میں اللہ عزوجل کسی شہر یا ملک کا نظام سپرد کرتا ہے۔

۲۔ قطب وقت یا قطب زماں پرتوِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلیفہ الٰہی ہوتا ہے، اللہ عزوجل باطنی طور پر اس کے قبضہ واقتدار میں امور زمانہ کا نظام سپرد کرتا ہے۔

۳۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔ عبدالصمد، ضلع مالدار پیرفقیر دیر کتھا، ص: ۶۳، ناشر ابن آدم پرکاشنی، حسین پور، گوال پارہ، مالدہ۔

۴۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔ سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوار تین پیر پر اتیہاس، ص: ۱۲۴، ۱۲۵، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیربھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی قطبیت کی شہرت عامہ ہی کی وجہ سے شاید پنڈوہ شریف کے ایک محلہ کا نام قطب شہر رکھا گیا ہے جو آج بھی اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔

شاہ بجل رحمان کرمانی بیر بھومی نے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے منصب ولایت کے تعلق سے مزید ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے، جو راہی راہ سلوک ومعرفت کو دعوت فکر ونظر پیش کرتا ہے۔ان کی عبارت کا ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

''ان (شیخ علاء الحق پنڈوی) کا سینہ علم سے پُر تھا، وہ روحانی علم کے مالک تھے، وہ اپنی حیات اور بعدِ وفات قطب وقت سے مشہور ومعروف تھے، حقیقت یہ ہے کہ ان کے لیے قطب الاقطاب (١) کا لقب زیادہ موزوں وصادق ہے۔ کیوں کہ انھوں نے دنیائے ولایت کے عظیم لعل وگوہر پیدا کیے، وہ بہت سے جلیل القدرا کابر صوفیا کے شیخ تھے، وہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسی ہستیوں کے شیخ تھے، ان کے صاحبزدے شیخ نور الحق نور الدین ان کی زندگی کے روشن دلیل ہیں، شیخ نور الدین نوجوانی ہی میں قطب عالم کے لقب سے مشہور ومعروف ہو چکے تھے، اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو شیخ علاء الحق پنڈوی قطب الاقطاب کے لقب کے لائق بھی ہیں اور حق دار بھی ہیں۔'' (٢)

بحر ذخار کے مصنف علامہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی نے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو قطب الافراد (٣) کے لقب سے یاد کیا ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ کی ابتدا

١۔ لطائف اشرفی میں فتوحات مکیہ فصل ٣١، باب ١٩٨ کے حوالہ سے ہے کہ: ''قطب سے مراد وہ ایک فرد ہے جو کہ ہر عالم وہر حال اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نظر کا محل ہے۔ قطب الاقطاب کا مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا باطن ہے۔ کیوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اکملیت کے سبب یہ درجہ ان کے جانشینوں ہی کو حاصل ہوگا پس خاتم ولایت وقطب الاقطاب صرف باطن خاتم نبوت پر ہی ہوگا، اس کے سوا نہیں۔ قطب وہ متعدد مبارک ہستیاں ہیں جو مختلف آبادیوں میں پائی جاتی ہیں کیوں کہ اگر ولایت میں قطب کا وجود نہ ہوتو برکتوں کے آثار اور نیکیوں کا اظہار اور دنیا کا قیام ناممکن ہو جائے اگرچہ حقیقتاً حکومت اور ہفت اقلیم کی آبادی کی درستگی دوسرے والیوں کے سپرد ہے۔ لطائف اشرفی، ترجمہ علامہ شمس بریلوی، لطیفہ ۴، ص: ۱۳۴، مطبوعہ پاکستان۔

٢۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔ سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوا رتین پیر پراتیہاس، ص: ۱۳۳، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔

٣۔ دنیا کا باطنی مدار قطب الافراد پر ہوتا ہے۔ قطب، قطب زماں، قطب وقت، قطب الاقطاب اور دیگر مراتب اولیاء اللہ کے لیے لطائف اشرفی کا لطیفہ چہارم، حضرت علامہ ابن عربی علیہ الرحمہ کی فتوحات مکیہ اور حضرت امام جلال سیوطی علیہ الرحمہ کی الحاوی للفتاوی کا مطالعہ معاون ثابت ہوگا۔

میں القاب وآداب کے عنوان کے تحت ہم نے بیان کیا ہے۔

علما و مشائخ کی مذکورہ عبارتوں سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا پایۂ ولایت کتنا بلند و بالا تھا! اور آپ ولایت کے کتنے بڑے منصب پر فائز تھے!

شان استغناء اور جود وسخا

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ مرید ہوتے ہی دربار شاہی سے اپنا رشتہ ناطہ توڑ چکے تھے، زندگی کا سارا سرمایہ اپنے شیخ کے قدموں پہ نثار کر چکے تھے، اگر کچھ پاس تھا وہ شیخ کی خدمتیں تھیں، وہی ان کا اڑھنا بچھونا تھیں اور وہی سرمایۂ افتخار۔ وہ شاہی محلات سے کنارہ کش ہو کر خانقاہ علائیہ میں قیام فرماتے تھے اور شاہی بستر استراحت کو چھوڑ کر بوریۂ فقیری پر جلوہ آرا ہوتے تھے۔ انھوں نے خزانۂ شاہی سے منہ موڑا تھا، رحمت خداوندی نے اپنا درِ خزانہ ان کے لیے وا کر دیا تھا۔

سیدی محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''مولانا علاء الحق کے پاس اب کوئی آبائی خزانہ تو رہ نہیں گیا تھا اور نہ رہ سکتا تھا مگر جس شیخ کے قدموں پہ سب کچھ قربان کر دیا تھا اُس کی بدولت الٰہی خزانوں کے دروازے اُس کے لیے کشادہ ہو گئے تھے اور اگر چہ اب محل سرا کے بجائے خانقاہ میں قیام تھا مگر ہر اعتبار سے محل سرا کی رونق خانقاہ کی شوکت کا ایک غلام گردش معلوم ہوتی تھی۔ درویشوں کے ہجوم اور اہل اللہ کے مجمعوں سے خانقاہ علائیہ کی چہل پہل شاہی محل سرا سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی تھی اور باورچی خانہ کا خرچ پہلے سے بہت زیادہ بڑھا چڑھا تھا۔''(۱)

مولانا عزیز یعقوب ضیائی لکھتے ہیں کہ:

سید العارفین سیدنا علاء الحق پنڈوی قدس سرہ السامی بڑے خلقت پرور، فقیر نواز تھے، اقلیم جود وسخا کے تاجدار تھے، آپ کے باب سخاوت پر محتاجوں کا ٹھٹ اور گداگرانِ

۱۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، قسط دوم، جلد ۲/شمارہ نمبر ۷: ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/جولائی ۱۹۲۴ء۔

روحانیت کا جم گھٹ رہتا تھا، چنانچہ جب آپ اپنے شیخ طریقت سیدنا اخی سراج قدس سرہ کے سجادہ نشیں ہوئے اور خانقاہ نظامیہ چشتیہ کے مسند ارشاد و تلقین پر جلوہ آرا ہوئے تو آپ کے مصارفِ لنگر خانہ بے حد وشمار تھے، آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے، میرے شیخ سیدنا اخی سراج قدس سرہ جس قدر صرف مال کرتے تھے میں اس کا عشرعشیر بھی نہیں کرتا۔''(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی اور جود وعطا کی کہانی تقریبا سارے مؤرخین نے لکھی ہے۔ اور اکثر محققین مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ: میرا شیخ جتنا صرف مال فرمایا کرتے تھے میں اس کا عشرعشیر بھی نہیں کرتا۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی اس قول کو نقل کیا ہے۔ اخبارالاخیار میں ہے کہ:

''شیخ کا ہاتھ بہت کھلا تھا اور لوگوں کو خوب مال دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ جتنا خرچ کرتے تھے میں اس کا عشرعشیر بھی خرچ نہیں کرتا۔''(۲)

مصارف مخدوم العالم کا ایک نرالا مفہوم

ہمیں یہ اعتراف ہے کہ کتب تواریخ میں ہر تاریخی بات کا ذکر ہونا ضروری نہیں ہے، اور ہمیں یہ بھی اعتراف ہے کہ کسی چیز کا ذکر نہ ملنا اس کی اہمیت وفضیلت میں نقصان کا باعث نہیں ہے، لہذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین علیہ الرحمہ کا لنگر خانہ عام نہیں تھا، غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کی بھیڑ آپ کے در اقدس پر جمع نہیں ہوتی تھی لیکن ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کے لیے آنکھیں اوراقِ تاریخ میں اس بات کا ذکر ضرور تلاش کرتی ہیں اور ذہن نارسا ضرور یہ سوال کرتا ہے کہ جو مؤرخ دسواں حصہ بلکہ اس سے کم خرچ کرنے والے مرید کی سخاوت وفیاضی کا ذکر بڑی شان وعظمت کے ساتھ کرتا ہے وہی

۱۔ لطائف اشرفی ترجمہ سید عبدالحئی اشرف، مقدمہ، ص: ۳۱، مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ محدث عبدالحق دہلوی، اخبارالاخیار، ص: ۳۱۱، دانش بکڈ پور دیوبند، سن اشاعت ندارد۔

مؤرخ جب اس فیاض وسخی مرید کے شیخ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی فیاضی وسخاوت کا ذکر کیوں نہیں کرتا؟ خصوصا جب کہ شیخ کے اباواجداد کا تعلق شاہی گھرانے سے نہیں ہے اور نہ ہی انھوں نے بذات خود کبھی زمام حکومت سنبھالی ہے اور فیاضی ایسی جس کا کوئی حدوحساب نہیں ہے۔ دسواں حصہ خرچ کر کے شہرت کے بام عروج تک رسائی حاصل کرنے والا مرید جب اپنے شیخ کے مصارف کے بالمقابل اپنے مصارف کو عشر عشیر سے بھی کم سمجھتا ہے تو ایسے شیخ کی فیاضی وسخاوت کے ذکر سے کتب تواریخ کی خاموشی حیران کن ہے۔ تقریبا ایک درجن سے زائد قدیم کتابوں کی ورق گردانی کرنے کے بعد بھی آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی کا ذکر ہمیں نہیں مل پایا، تلاش جاری ہے۔ **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔**

مخدوم الملت محدث اعظم ہند سید شاہ محمد اشرف جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ فرمان (میرا شیخ جتنا خرچ کرتے تھے میں اس کا عشر عشیر بھی خرچ نہیں کرتا) کا ایک ایسا معنی بیان کیا ہے جو عام مؤرخین کے بیان کردہ معنی سے الگ ہے۔ ہم اس معنی ومفہوم کو حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کے الفاظ ہی میں نذر قارئین کر رہے ہیں۔

سیدی محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''جو لوگ حقیقت شناس ہیں وہ جانتے ہیں کہ شیخ کے مصارف کا وفور مریدوں کی ارادت کے جوش کا اثر ونتیجہ تھا، آپ نے اپنے شیخ کے متعلق جو فرمایا اُس کا حقیقی ترجمہ یہ ہے کہ میرے مریدوں کی ارادت اُس کا عشر عشیر بھی نہیں جو مجھ کو اور میرے اقران کو حضرت شیخ سے تھی۔''(۱) **واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال۔**

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی شانِ استغنا وتوکل پر لکھنے کے لیے بہت کچھ ہے مگر ہم اس عنوان کو مزید طول نہ دے کر ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی پاکستانی کی بات پر اپنی بات ختم کرتے ہیں:

۱۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، قسط دوم، جلد ۲/شمارہ نمبر ۷: ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔

''توکُّل کی کُل صفتیں شیخ علاء الحق گنج نبات میں بدرجۂ اتم موجود تھیں، آپ توکل واستغنا کے عظیم مقام پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ بظاہر بغیر کسی ذریعۂ معاش کے آپ کا لنگر جاری رہتا تھا اور مخلوق خدا اس سے فیضیاب ہوتی تھی۔''(۱)

پنڈوہ شریف سے جلاوطنی

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی اور کرم وبخشش عام تھی، خانقاہ علائیہ میں غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور بے سہارا لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ علم دین حاصل کرنے والے طلبہ، تحقیق وتدقیق کرنے والے علما وفضلا اور سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کرنے والے صوفیا وعرفا کی ہماہمی تھی۔ یہ مقدس گروہ ہمہ وقت ذکر وفکر اور علمی بحث ومباحثہ میں مشغول رہتے تھے۔ ان سبھوں کی ضیافت ومہمانی کے لیے خانقاہ علائیہ میں دیگیں گرم رہتی تھیں۔ اس کرم وبخشش کی ہر خطہ میں شہرت تھی، رفتہ رفتہ اس کی شہرت دربار سلطانی تک پہنچی، خبر سنتے ہی بادشاہ وقت حیران وششدر رہ گیا، اس بے پناہ سخاوت وفیاضی کو اپنی سلطنت وحکومت کے لیے پُرخطر سمجھا، حواس باختہ ہوکر آپ کو پنڈوہ شریف چھوڑ دینے کا حکم صادر کردیا اور اپنے پایۂ سلطنت سے دور سنارگاؤں (۲) میں قیام کرنے کا پروانہ جاری کردیا۔

اسباب جلاوطنی

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی نفس سخاوت وفیاضی ہی جلاوطنی کا سبب

۱۔ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی پاکستان، سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ (پی۔ ایچ۔ ڈی مقالہ) ص: ۷۰، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، ۲۰۰۳۔

۲۔ سنارگاؤں مسلمانوں کے عہد میں مشرقی بنگال کا دارالحکومت تھا، اب یہ مقام غیر معروف مقام ہے جو کسمپرسی میں پڑا ہوا ہے اور پینام [Painam] کے نام سے ضلع ڈھاکہ میں شامل ہے، دریائے برہمپتر اس سے دو کوس کے فاصلہ پر بہتا ہے، سنارگاؤں کے اطراف میں ویران مسجدوں کے نشانات پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں ایک بڑا اسلامی شہر تھا، یہ اس شاہی سڑک کا منتہیٰ تھا جس کو شیر شاہ نے بنوایا تھا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت؛ ج: ۳، ص: ۱۸۰، ابو الحسن علی ندوی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو، سن اشاعت جولائی ۲۰۰۶ء۔)

تھی یا بادشاہ وقت کا خیالِ خام اس کا سبب تھا؟ یا اس کے علاوہ کوئی اور شئی تھی جو جلاوطنی کا سبب بنی؟ مؤرخین نے اس سلسلے میں اپنی اپنی کتابوں میں اپنے اپنے انداز میں اس کی وضاحت کی ہے چند نامور مصنفین کی عبارتیں قارئین کی خدمت میں پیش ہیں جن سے اسباب جلاوطنی کا پتہ بھی لگ سکے گا اور اس کے وقت کے حالات وکوائف سے آگہی بھی ملے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''آپ کی خانقاہ میں بہت خرچ تھا، ہزاروں آدمی، خادم ومسافر آتے اور رہتے تھے، سب کو کھانا ملتا تھا، اور جو کچھ جو مانگتا آپ اس کو عطا کرتے، **جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اس کو رشک ہوا، وزرا سے کہا کہ: میرا خزانہ اس کے خرچ کے آگے ناچیز ہے ایسے شخص کا کہ جو اس قدر خرچ کرتا ہے اپنے شہر میں رکھنا مصلحت نہیں**، آخر حضرت بحکمِ شاہ وہاں سے اٹھ کر سنار گاؤں میں سکونت پذیر ہوئے اور خادم کو حکم کیا کہ آج سے دونا خرچ کیا جائے کہ خارِ چشمِ حاسدوں میں بہتر ہے۔''(۱)

ایک سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی کو بادشاہِ وقت فضول خرچی سے تعبیر کرتا تھا اور اسی کو بنیاد بنا کر اس نے آپ کو پنڈوہ شریف سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔

خزینۃ الاصفیاء میں مفتی غلام سرور لاہوری نے لکھا ہے کہ:

''شیخ علاء الدین قدس سرہ کی خانقاہ کا خرچ بہت زیادہ تھا، ہزاروں روپیہ روز لوگوں کے کھانے پر خرچ ہوجاتا تھا، جو مسافر حاجت مند مقامی یا غیر مقامی آتا اسے کھانا ملتا، جب یہ خبر بادشاہِ وقت کو ملی تو سخت حیران ہوا کہ ایک درویش اس قدر خرچ کہاں سے کرتا ہے، **میری سلطنت کا سارا مال شیخ علاء الدین کے دوروزہ خرچ سے بھی کم ہے، ایسے فضول خرچ آدمی کو شہر میں رکھنا اچھا نہیں**، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ شہر سے باہر سنار گاوں سکونت

۱۔ مرزا محمد اختر دہلوی، تذکرۂ اولیائے برصغیر معروف بہ تذکرۂ اولیائے ہندو پاکستان، جلد اول، ص: ۱۹۵، ناشر ملک اینڈ کمپنی لاہور، سن اشاعت ندارد۔

کر لیں۔"(۱)

ایک سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا بے شمار خرچ دیکھ کر بادشاہ وقت شک وشبہ میں مبتلا ہو گیا تھا، اس کا خیال تھا کہ ان کے والد اسعد لاہوری وزیر خزانہ ہیں، حکومت کا سارا خزانہ ان ہی کے پاس ہے، عین ممکن ہے کہ وہ اپنے صاحبزادے کو حکومتی خزانہ سے مال دیتا ہو اور وہ اپنی دریا دلی دکھاتا ہو، اپنی شہرت ونام وری کے لیے شاہی خزانہ غلط استعمال کرتا ہو۔ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر بادشاہ وقت نے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو شہر چھوڑ دینے کا حکم دے دیا اور اپنے پایۂ تخت پنڈوہ شریف سے جلاوطن کر دیا۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں یہی روایت نقل کی ہے:

"شیخ علاء الدین بڑے سخی آدمی تھے اور بے انتہا خرچ کیا کرتے تھے، **آپ کا خرچ اتنا زیادہ تھا کہ جس پر بادشاہِ وقت کو بھی رشک ہوتا تھا، یہ حالت دیکھ کر اس وقت کا بادشاہ کہا کرتا تھا کہ میرا خزانہ شیخ کے باپ کے پاس ہے جو انھیں خرچ کرنے کے لیے دیتا ہے،** اس مغالطے کی بنا پر بادشاہ نے حکم دیا کہ شیخ میرے شہر سے باہر سنارگاؤں میں چلے جائیں۔"(۲)

بادشاہِ وقت نے اپنے دل میں جو بھی خیال کیا ہو لیکن ان میں ایک بات مشترک ہے کہ حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی، غربا پروری وخردہ نوازی ہی اصل سبب تھی جسے حاکم وقت برداشت نہ کر سکا اور جلاوطنی کا حکم صادر کر دیا۔

پنڈوہ شریف واپسی

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا سنارگاؤں میں دو سال تک قیام رہا، یہاں بھی آپ نے خوب انجمن آرائی کی، خانقاہ علائیہ پنڈوہ شریف کی بنسبت یہاں

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۴۸، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱ء۔

۲۔ محدث عبد الحق دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۳۱۱، دانش بکڈپو ردیو بند، سن اشاعت ندارد۔

دوگنا خرچ کیا جانے لگا، رفتہ رفتہ یہاں کے اخراجات کی خبر بھی بادشاہِ وقت کو پہنچی، اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ جنگ مول لینا اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لینے کے مترادف ہے۔ لہذا اس نے حکم جلاوطنی منسوخ کر دیا اور آپ کو پنڈوہ واپس آنے کی اجازت مل گئی۔

سیدی محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''چنانچہ آپ نے شاہی خیال کو بے بنیاد ثابت کرنے کے لیے بلا تکلف پنڈوہ کو چھوڑ دیا اور ایک دوسرے موضع میں جس کو لوگ سنار گاؤں کہتے ہیں اقامت فرمائی اور خادموں کو حکم دیا کہ یہاں ہر خرچ کو پنڈوہ کے مصارف سے بڑھا دو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہاں کے مصارف کو دیکھ کر لوگ انگشت بدنداں ہو گئے، اُس وقت حیرت لوگوں کی زیادہ بڑھ گئی جبکہ آپ کی ذاتی جائداد اور دو باغ پر غاصبوں نے قبضہ کر لیا اور آپ نے اُس کی کچھ پرواہ نہ کی، مقدمے اور دعوے کیا چیز کبھی زبان پر شکایت نہ آئی، ظاہری تنگی کا یہ سب کچھ سامان تھا مگر مصارف کی زیادتی بدستور جاری تھی! سنار گاؤں میں اقامت کا زمانہ دو سال تک رہا اور آخر زمانہ نے سلطان وقت کو خود سمجھا دیا کہ کان بھرنے والوں نے بادشاہ کو غلط راستہ پر چلایا تھا اور شاہی قوت کو ولایت کی طاقت کے دبانے میں استعمال کرنا پہاڑ سے سر ٹکرانا ہے۔ لھذا بڑی ندامت کے ساتھ اپنے حکم کو واپس لیا اور آپ دوبارہ پنڈوہ کی سرزمین پر رونق افروز ہوئے۔''(۱)

مخدوم العالم کی جلاوطنی پر احتجاج

ایک روایت یہ ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کی جلاوطنی پر بادشاہ بنگال نادم وشرمسار نہیں ہوا تھا بلکہ پنڈوہ شریف واپسی کا سبب ان کے صاحبزادے محمد اعظم شاہ بنے تھے، وہ بادشاہ وقت کے وزیر تھے، انھوں نے بادشاہ پر دباؤ بنایا تھا اور اپنے والد کو پنڈوہ شریف واپس لانے کے لیے کہا تھا، بادشاہ وقت نے ان کے دباؤ میں آکر واپسی کی

۱۔ محدث اعظم ہند، ماہنامہ اشرفی، قسط دوم، جلد ۲ / شمارہ نمبر ۷: ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ / جولائی ۱۹۲۴ء۔

اجازت دی تھی اور حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ پنڈوہ شریف واپس تشریف لائے تھے۔
چنانچہ عابد علی خان مالدوی لکھتے ہیں کہ:

"It is also said that Sikander Shah, who come to the throne in 1358 A. D. drove Ala ul Haqq to Sonargaon, but later when Azam Shah revolted, he was permitted to return to Pandua."

ترجمہ:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سکندر شاہ جو ۱۳۵۸ء میں تخت نشین ہوا، اس نے شیخ علاء الحق پنڈوی کو سنارگاؤں جانے پر مجبور کر دیا، مگر جب اعظم شاہ (شیخ علاء الحق کے بڑے صاحبزادے) نے احتجاج کیا تو انھیں واپس آنے دیا گیا۔(۱)

جلاوطنی کا ایک اہم سبب

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے پنڈوہ چھوڑ کر سنارگاؤں قیام کرنے کے بارے میں ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ:

آپ خود ہی بادشاہِ وقت کے کسی عمل سے نالاں تھے اور اُسے راہ راست پر لانے کے لیے کوشاں تھے، جب آپ کی کوششوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تو آپ نے اس کی راجدھانی پنڈوہ شریف سے دور سنارگاؤں میں قیام فرمایا، جب بادشاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے آپ کی دلجوئی کی اور آپ پنڈوہ شریف واپس تشریف لائے جیسا کہ اس انگریزی عبارت سے ظاہر ہے:

"The most celebrated person in the reign of Sikander was a holy man named Makhdum Ala ul Hak, whose son Azam Khan was commander of the troops. The saint having taken disgust at some part of the king's conduct, retired to Sonargaon, near Dhaka. The good man was however, soon after induced to return.

۱۔ عابد علی خان، Memoirs of Gaur and Pandua، ص: ۱۰۸، ۱۰۹، ناشر بنگال سیکریٹریٹ بکڈپو، رائٹرس بلڈنگ، کلکتہ، سن اشاعت ۱۹۳۱۔

ترجمہ:

سکندر کے دورِحکومت میں ایک مشہور ومعروف اور عظیم المرتبت شخصیت علاء الحق کی تھی، جن کے صاحبزادے اعظم خان فوج کے سپہ سالار تھے، یہ بزرگ بادشاہِ وقت کے کسی عمل سے ناراض ہوکر سنارگاؤں نزد ڈھاکا چلے گئے، مگر کسی طرح ان کو منا کر واپس لایا گیا۔(۱)

مذکورہ روایت سے بنگال میں شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی خدمات پر روشنی پڑتی ہے۔ اندازہ لگائیے کہ آپ علیہ الرحمہ لوگوں کے حالات سے کس قدر واقف تھے،عوام مسلمین کی بات کیا پوچھنا! امرا وسلاطین کی اصلاح حال کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ آپ کی خدمات کو سمجھنے کے لیے اہل خرد ودانش کے سامنے یہی ایک روایت کافی ہے۔

تربیت مریدین

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنے مریدین سے سخت مجاہدہ وریاضت کراتے تھے، اور یہ ریاضت ایک دو ماہ یا ایک دو سال نہیں بلکہ مکمل بارہ بارہ سال تک کراتے تھے،مریدین کی لیاقت وصلاحیت کے اعتبار سے انھیں جسمانی وروحانی عمل سونپا جاتا تھا، کسی کو خانقاہ علائیہ ہی میں کوئی خدمت مل جاتی تھی تو کسی کو جنگلوں اور پہاڑوں پر جا کر ریاضت ومجاہدہ کا عمل پورا کرنا ہوتا تھا، خانقاہ سے باہر رہ کر مجاہدہ کرنے والے مریدین کی خبر گیری آپ علیہ الرحمہ ویسی ہی کرتے تھے جیسے اندرونِ خانقاہ رہنے والوں کی کیا کرتے تھے۔ کرامتوں کے بیان میں ہم اس کی مثال پیش کریں گے۔(ان شاء اللہ)

مجاہدہ کے اس عمل میں کوئی مرید وخلیفہ مستثنیٰ نہیں تھا بلکہ جو جتنا قریب ہوتا تھا اس کو اتنی بڑی خدمت سپرد کی جاتی تھی چنانچہ نور قطب عالم شیخ نور الحق والدین علیہ الرحمہ جو مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے اور خلیفہ وجانشیں تھے،ان کو خانقاہ علائیہ کی نہایت محنت ومشقت والی خدمتیں سپرد ہوئی تھیں کتب تواریخ میں ان خدمتوں کی تفصیل

۱۔ تفصیل لیے دیکھئے: سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوار تین پیر پرا تیہاس، ص: ۱۲۸، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیربھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔

درج ہے۔ہم یہاں خزینۃ الاولیا کی عبارت نذر قارئین کر رہے ہیں۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ:

''آپ (یعنی حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ) اپنے والد کی خانقاہ کے تمام امور کو اپنے ہاتھ سے سرانجام دیا کرتے تھے، کپڑے دھونا، خانقاہ کو صاف کرنا، پانی لاکر نمازیوں اور مسافروں کو مہیا کرنا، جنگل سے لکڑیاں لاکر لنگر تیار کرنا سب آپ کے ذمہ تھا، حتی کہ درویشوں کے کپڑے دھونا، گندگی کا اٹھانا اور بیت الخلا کی نجاست ہٹانا بھی آپ کے ذمہ تھا، ایک درویش کو آدھی رات کے وقت پیٹ میں درد اٹھا اور وہ بیت الخلا کی طرف بھاگا، وہاں شیخ نور الحق (۱) اپنی روزمرہ کی خدمت پر مصروف تھے، اس درویش کو زور سے پاخانہ آیا، اس کا کچھ نور الحق (۲) کے کپڑوں پر جا پڑا، حتی کہ آپ کا جسم بھی آلودہ ہو گیا، مگر آپ کے چہرے پر نہ کوئی ملال آیا نہ آپ نے اس بات کو ناگوار محسوس کیا۔دوسری طرف آپ کے والد اپنے بیٹے کی اس انکساری اور خدمت کو دیکھ رہے تھے، اس قوت برداشت کو دیکھ کر فرمایا: بیٹا! مجھے تمہاری اس خدمت سے خوشی ہوئی ہے مگر آج کے بعد تمہیں کسی منصب پر مقرر کیا جاتا ہے۔''(۳)

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

''حضرت قدوۃ الکبری (مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ) نے فرمایا کہ: یہ شرائط (شیخ کے جملہ احکام کی بجا آوری) خود ہمارے زمانے میں موجود تھیں، میں خود حضرت مخدومی کے دروازہ پر اس جذبہ کے ساتھ حاضر ہوا تھا لیکن اس خدمت کی نہایت کو نہیں پہنچ سکا، جس طرح حضرت مخدومی کے اکثر مرید کم از کم ۱۲ سال تک امتحان کی کسوٹی پر رکھے گئے ہیں اور اپنی قابلیت اور اہلیت کے معیار کو ظاہر کیا ہے تب کہیں انھوں نے اسرار

۱۔کتاب میں علاء الحق لکھا ہے جو کتابت کی غلطی ہے، نور الحق صحیح ہے، قارئین کی آسانی کے لے ہم نے درست کتابت درج کردی ہے۔

۲۔کتاب میں علاء الحق لکھا ہے جو کتابت کی غلطی ہے، نور الحق صحیح ہے، قارئین کی آسانی کے لے ہم نے یہاں بھی درست کتابت درج کردی ہے۔

۳۔مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۸۷، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔

طریقت کی خوشبو سنگھی ہے (اسرار طریقت سے آگاہ ہوئے ہیں) اور شرف اشتغال سے مشرف ہوسکے ہیں۔ دوسرے طالبان طریقت کا ذکر ہی کیا ہے خود حضرت مخدوم زادہ شیخ نور الحق والدین نے خانقاہ میں آٹھ برس لکڑی جمع کرنے کا کام کیا ہے۔''(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے ہونہار اور لائق وفائق صاحبزادہ سے آٹھ سال تک ہیزم کشی کرانے کے بعد بھی انھیں مطلق نہیں چھوڑا بلکہ پورے بارہ سال ان سے مختلف خدمتیں لیتے رہے۔

مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک دن حضرت مخدومی تشریف فرماتھے آپ کے سامنے ہی (صاحبزادہ نور قطب عالم) لکڑیوں کا گٹھالا رہے تھے۔ حضرت مخدومی کی نظر مبارک ان پر پڑی تو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا مخدوم زادہ کے سر سے ایک گز کی بلندی سے ان کے ساتھ ساتھ چلا آرہا ہے۔ اس روز سے حضرت مخدومی نے ان کی یہ خدمت موقوف کردی اور حکم دیا کہ جس مقام پر ضعیف عورتیں پانی بھرتی ہیں وہاں زمین خراب ہے اور ان بے چاریوں کے پاؤں پھسل جاتے ہیں اور ان کے برتن گرکر ٹوٹ جاتے ہیں، تم وہاں جاکر ان کے پانی کے برتن پنگھٹ سے اٹھا کر صاف ستھرے سخت زمین پر رکھ دیا کرو (وہاں سے وہ اٹھالیا کریں گی) چار سال تک وہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔ حضرت مخدومی فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہوتا ہے کہ آج کل اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں کہ بغیر خدمت کے ہی چاہتے ہیں کہ نعمت حاصل کرلیں۔ مصرعہ

نابردہ رنج گنج میسر نمی شود

بے رنج کے کسی کو خزانہ نہیں ملتا۔''(۲)

۱۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۵۰، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۵۱، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا یہ عمل موجودہ دور کے مشائخ وشہزادگانِ طریقت کے لیے مشعل راہ ہے اور موجودہ خانقاہی نظام پر نظر ثانی کا بھی احساس دلاتا ہے کہ وہ ان بزرگوں کے نقش قدم سے کتنی دوری اختیار کر چکا ہے۔صوفی ازم کے فروغ کے لیے عالمی سطح پر تحریکیں چل رہی ہیں، لاکھوں کروڑوں روپے نظریہ تصوف کے فروغ وارتقا کے لیے صرف کیے جارہے ہیں اس کے باوجود ہمارے پاس کوئی ایسا مرکز موجود نہیں ہے جہاں نفس کشی، کردار سازی اور ذکر وفکر کی تربیت کا اہتمام ہو۔

اہل مریدین پر شفقت ومہربانی

اسی خانقاہ علائیہ میں جہاں مریدین وخلفا کو دس بارہ سال تک بڑی ریاضت ومحنت شاقہ کرنی پڑتی تھی، ان میں ایک ایسی ذات بھی تھی جن کی خواہش وتمنا کے باوجود بھی کوئی جسمانی خدمت انھیں سپرد نہیں کی گئی، وہ ذات غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی تھی جن سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے کوئی جسمانی عمل نہیں کرایا، انھیں خانقاہ معلی کی کوئی خدمت سپرد نہیں فرمائی، انھیں روحانی عمل ہی سے منصب جہانگیری تک پہنچا دیا گیا۔

مقدمہ لطائف اشرفی مترجم سید عبد الحئی اشرف میں مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی لکھتے ہیں کہ:

''سیدنا مخدوم سید اوحدالدین اشرف سمنانی قدس سرہ اپنے شیخ طریقت کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے اور فرمایا: مجھے بھی کسی کار شاق پر مامور کیا جائے، شیخ طریقت کی جوہر شناس نگاہ نے تاکا اور زبان گویا ہوئی: سید اشرف! جب تمھیں خرقۂ خلافت سے مزین کررہا تھا اس وقت حضرت خضر علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے اور تمہاری تعریف کے پل باندھ دیئے، اور اس قدر ستائش کی کہ آج کوئی کار محنت تمہارے سپرد کرنے میں مجھے شرم آتی ہے کہ کل حضرت ابوالعباس کو کیا جواب دوں گا، اس لیے تمہارے ذمہ صرف ذکر وفکر کا کام ہے اور

بس۔‘‘(۱)

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کو ان کے پیرومرشد نے خانقاہ علائیہ کی جسمانی خدمت کرنے سے منع کردیا تھا۔اس کے باوجود حضرت مخدوم علیہ الرحمہ خدمت کے مواقع تلاش کرتے رہتے تھے اور موقع پاتے ہیں اپنے درِشیخ کی جاروب کشی کو حرزِ جاں بنالیتے تھے۔

مخدوم سید اشرف سمنانی علیہ الرحمہ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہیں کہ:

’’میں نے بہت چاہا کہ آپ کی خدمت میں مشکل کام سرانجام دیا کروں لیکن حضرت مخدومی اس فقیر پر اس قدر مہربانی فرماتے اور مجھے لطف وکرم سے نوازتے کہ کوئی سخت کام مجھ سے نہیں لیتے تھے۔اور میں بھی الاطاعۃ احسن من الخدمۃ (فرمان پذیری خدمت سے زیادہ بہتر اور احسن ہے) کے بموجب اسی خدمت کو بجالاتا جس کا آپ حکم فرماتے۔کبھی کبھی میں حضرت کے قدمچہ کو صاف کردیا کرتا تھا اور اس قدم چہ کے صاف کرتے وقت کبھی بھی نجاست کی بو میرے دماغ میں نہیں آئی۔‘‘(۲)

مخصوص مریدوں کی خصوصی تربیت

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ہر مرید پر گہری نظر رکھتے تھے،ان کے احوال وکوائف، عبادات وبندگیاں اور روزینہ معمولات کی خبر گیری کرتے تھے۔ان مریدوں میں کچھ خواص تھے جن کی تربیت کچھ الگ رنگ ڈھنگ سے ہوتی تھی، ان کی عبادت واقامت گاہیں اور مریدوں سے ممتاز ونمایاں تھیں،انھیں دیگر ارادتمندوں سے الگ تھلگ رکھا جاتا تھا، ان مخصوصین میں غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی اور قطب عالم شیخ احمد نورالدین کے نام سرفہرست ہیں۔

۱۔ لطائف اشرفی ترجمہ سید عبدالحیٔ اشرف، مقدمہ، ص:۳۰،۳۱ مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۵۲، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

''اگر قدوۃ الکبری [مخدوم سید اشرف جہانگیر] حضرت مخدوم (شیخ علاء الدین گنج نبات) کی خدمت میں تشریف لے جاتے تو وہ حجرہ مخصوص فرما دیتے، ایک اپنے لیے اور دوسرا حضرت قدوۃ الکبری کے لیے، ان دونوں حجروں کے درمیان ایک دریچہ ہوتا تھا اور دونوں حجرے قریب قریب ہوتے تھے، اور دوسرے مریدوں اور مخلصوں کے لیے خانقاہ مخصوص فرما دیتے تھے۔(۱)

لطائف اشرفی لطیفہ ۱۳ میں ہے کہ:

''حضرت قدوۃ الکبری نے فرمایا کہ: جب میں حضرت مخدومی (شیخ علاء الدین گنج نبات) کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی تو حضرت مخدومی نے سعادت حلق کا تاج میرے سر پر رکھنا چاہا اور میرا سر اپنے زانوئے اطہر پر رکھا اور اپنے دست مبارک میں استرہ لے کے میرے سر کو مونڈا تو میں نے فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے:

بمکتب خانہ توفیق از لطف چوں استاد ازل تعلیم کردیم
بہ پیش پائے تو از موئے ہستی نہادم از سرو تسلیم کردیم

مکتب خانۂ ازل میں توفیق الہی نے جب سے تعلیم دنیا شروع کی تو میں نے اپنے سر سے موئے ہستی اتار کر تیرے قدموں میں ڈال دیا۔

میرے یہ اشعار سن کر حضرت مخدومی نے فرمایا: اللہ اللہ! فرزند اشرف! ایسا مت کہو، کیونکہ میں نے تو اللہ تعالی سے تم کو بطور امانت حاصل کیا ہے اور یہ امانت ایک عجیب امانت ہے۔ میں نے تو ایک کرامت کے حصول کا شرف حاصل کیا ہے۔ پھر حضرت مخدومی نے فوراً فرمایا: میں نے تیرے گیسو سے ایک تار (بال) اس لیے لیا ہے کہ یہ تار روز قیامت میرے سر پر سایہ فگن ہو، حضرت مخدومی نے یہ قطعہ ارشاد فرمایا:

سترہ از سرت موئیم کردم زمیم تو جدا ایں جیم کردم

۱۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۲۵، ۲۲۶، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

زہرموئے تو تیغے کردہ یکبار   سرغیرخدا، دونیم کردم

میں نے تیرے سر سے جو یہ بال مونڈے ہیں گویا تیرے جسم کے میم سے جیم کو جدا کیا ہے۔ میں نے اس تلوار کے ذریعے تیرے وجود سے غیر خدا کا سر دو ٹکڑے کر دیا ہے۔

حضرت مخدومی نے اس قسم کے اور بہت سے مہرآ گیں جملے خرقہ پہناتے اور حلق کرتے وقت ارشاد فرمائے تھے۔''(۱)

تربیت مریدین کا ایک انوکھا طریقہ

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی خانقاہ کا دستور تھا کہ قضائے حاجت کے علاوہ مسترشدین کو ہمیشہ یاد الٰہی وفکر مولیٰ میں منہمک رہنا پڑتا تھا۔''پاس انفاس'' اور ''نفی خاطر'' جیسی عبادتوں کی اس خانقاہ میں بڑی اہمیت تھی۔ سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، ہمہ وقت دل کا تعلق ربِّ کائنات سے جڑا رہے، یہی اس خانقاہ معلیٰ کی اصل تھی، ایک لمحہ کے لیے بھی دل یاد الٰہی سے غافل نہ ہو، یہی بنیادی تربیت تھی۔

کھاتے وقت جب قسم قسم کی نعمتیں دسترخوان پر موجود ہوتے ہیں تو بندہ اپنے رب تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور کھانے کا لطف لینے ہی میں مگن رہتا ہے۔ ایسے نازک وقت میں بھی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنے مریدین کو غافل رہنے نہیں دیتے تھے۔ اس حال میں بھی ان کی ایسی تربیت کرتے تھے جہاں ذہن کے بال و پر کی پرواز بھی نہیں ہوتی۔ ہر طرف خدام اور ہرکارے مقرر کر دیئے جاتے تھے جو دورانِ خورد ونوش لذت طعام اور لذت ذکر مولیٰ کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

لطائف اشرفی میں حضرت شیخ نظام یمنی علیہ الرحمہ نے غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

''حضرت مخدومی نے یہ دستور مقرر کر دیا تھا کہ کھانے کے دوران حاضرین کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا تھا جو کھڑے ہو کر تین بار بلند آواز سے کہتا تھا کہ: اے صاحبو! ہرگز

۱۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ سیزدہم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۵۲۲، ۵۲۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

ہرگز غفلت کے ساتھ کھانا نہ کھائیں اور اس لذت سے باخبر رہیں جو کھانے سے حاصل کر رہے ہیں۔‘‘(۱)

مخدوم العالم ایک شخصیت ساز ذات

کہتے ہیں کہ: تاج محل کی تعمیر آسان ہے مگر شخصیتوں کی تعمیر کارِ مشکل ہے، تاریخ اگر شخصیت ساز شخصیتوں کا ذکر کرے گی تو مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ذات ان میں سرفہرست ہوگی کیوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جتنے مریدین وخلفا کا ذکر ملتا ہے ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ مثل آفتاب وماہتاب ہیں۔ سبھی اپنے دور کی مثالی شخصیتیں ہیں۔ یہ آپ کی تعلیمات کا ہی کا اثر تھا کہ مریدین فراغت کے بعد بھی آپ سے دور جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ آپ کی چرنوں میں سر نیاز رکھنا اپنی زندگی کی معراج تصور کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے مریدین سے صرف کارِ محنت ہی نہیں لیا کرتے تھے بلکہ ان کی سماجی، عائلی، معاشی ہر طرح کا خیال رکھتے تھے۔ ان کی شادی بیاہ سے لے کر اولا د احفاد کی پرورش و پرداخت تک کی ذمہ داری اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ جو مرید جس لائق ہوتا تھا اس کی اسی اعتبار سے تربیت فرماتے تھے۔

شاہ بجل رحمان کرمانی لکھتے ہیں کہ:

’’ان (مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ) کا طریقہ تھا کہ جو مرید جس قابل ہوتا اس کو اس کی قابلیت کے اعتبار سے کام دیتے تھے، وہ اپنے مریدین کی سماجی ومعاشی زندگی پر بھی نظر رکھتے تھے، مریدین اور ان کے اہل خاندان کی قابلیت دیکھ کر کوئی نہ کوئی کام ضرور مہیا کراتے تھے تا کہ وہ اپنی مناسب زندگی بسر کر سکیں۔ بہت سے مریدین کو سفر خرچ، اوڑھنے پہننے کے کپڑے اور خورد ونوش کے سامان خود فراہم کرتے تھے، انھوں نے اپنے صاحبزادے حضرت نور قطب عالم کو تعلیم دی تھی کہ سوج کی طرح خود کو جلا کر دوسروں کو نفع پہنچانے والا، مٹی کی طرح برداشت کرنے والا اور پانی کی طرح سخاوت کرنے

۱۔حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۳۶، ج:۲، ص:۲۶۲، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

والا بن کر رہو۔''(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے اپنے مریدین کے دلوں میں حسن کردار کی جو شمعیں روشن کی تھیں وہ رہتی دنیا تک روح انسانیت کو منزل کا پتہ دیتی رہیں گی۔ آپ علیہ الرحمہ ان کو بے تعصّبانہ زندگی، امیر غریب سے یکساں سلوک، بلا تفریق مذہب و ملت ہر ایک کے دکھ درد میں شریک رہنے کا درس دیتے تھے۔ انھیں اعلیٰ کردار سے مزین اور رذیل اخلاق سے متنفر رہنے کا سبق سکھاتے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ اپنے مریدین کی شادی بیاہ، اکتساب و معاش کا بھی خیال رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ پانچ سو سے سات سو علماء و مشائخ کا جم غفیر ہمیشہ خانقاہ علائیہ میں موجود رہتا تھا۔ آپ علیہ الرحمہ نے اپنی عارفانہ، صادقانہ اور مخلصانہ تعلیمات کی روشنی میں خود اپنی زندگی گذاری اور اپنے مریدین و خلفا کو بھی اس کا پابند کیا جس کی وجہ سے آپ تاج مخدومیت اور مسند محبوبیت پر جلوہ آرا ہوئے۔

محبوبیت و مقبولیت

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو اللہ عزوجل نے بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی تھی، جب آپ کہیں سفر کے ارادے سے خانقاہ علائیہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے، پورا شہر آپ کو الوداع کہنے کے لیے امنڈ پڑتا تھا اور جب سفر سے واپسی ہوتی تھی تو عوام کے ساتھ عمائدین وقت بھی آپ کے استقبال کے لیے کھڑے رہتے تھے۔ اس کا ایک نظارہ چشم فلک نے اس وقت دیکھا تھا جب حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ اپنے چہیتے مرید حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے استقبال کے لیے خانقاہ علائیہ سے باہر تشریف لے گئے تھے۔

جب مخدوم العالم علیہ الرحمہ پنڈوہ چھوڑ کر سنار گاؤں تشریف لے گئے تو ایسا لگا کہ پنڈوہ کی ساری رونقیں آپ کے ہمراہ چلی گئیں۔ یہاں بادشاہ اور اسکی بادشاہی، وزراء اور ان کی وزارتیں، شاہی محلات اور ان کی محفلیں سب کچھ تھا مگر آپ نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ آپ کے

۱۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔ تفصیل دیکھئے: سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوا رتین پیر پرا تیہاس، ص: ۱۲۵، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔

جاتے ہی گویا سارا شہر چلا گیا اور اپنے پیچھے بے رونق محفلیں، کھنڈر نما محلات اور بے رعایا سلاطین و امرا کو چھوڑ گیا۔

جب مخدوم العالم علیہ الرحمہ پنڈوہ شریف واپس تشریف لائے تو یہاں کی ساری رونقیں واپس آ گئیں، ہر گلی کوچہ میں عید کا سماں بندھ گیا، پژمردہ چہرے روشن وشاداب ہو گئے، مضطرب دلوں کو سکون وقرار مل گیا، محتاجوں، مسکینوں اور بے سہاروں کو سہارا مل گیا۔ بھوکوں کو کھانا اور پیاسوں کو پانی مل گیا اور آپ کی مقبولیت ومحبوبیت میں چار چاند لگ گیا۔ ہر شخص کی زبان پر آپ ہی کا نام تھا، ہر کسی کے لب پر آپ ہی کا ترانہ تھا ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ ہی ان کے واحد سہارا تھے، ہر دکھ درد کے آپ ہی درماں تھے۔ ہمہ وقت آپ کے اردگرد انسانوں کا ہجوم رہتا تھا جب آپ نماز جمعہ کے لیے نکلتے تھے تو ایک جماعت آپ کے ہمراہ چلتی تھی اور نماز جمعہ کے بعد آپ کی دست بوسی وقدم بوسی کے لیے مخلوق کا ازدحام رہتا تھا۔

شیخ نظام الدین یمنی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"شیخ علاء الدین گنج نبات جب نماز جمعہ وعیدین سے واپس آتے تھے تو خلائق پابوسی کے لیے حاضر ہوتی تھی۔ جو لوگ قریب نہیں پہنچ پاتے تھے وہ دور سے زمین پر سر رکھ دیتے تھے، ایک مولوی نے منع کیا تو حضرت نے فرمایا کہ: میں لوگوں کو منع کرتا ہوں لیکن وہ باز نہیں آتے۔ حقیقت یہ ہے کہ طالبانِ صادق شیخ کی صورت میں جو جمال دیکھتے ہیں (وہ جمال) ان کا سر بے اختیار زمین پر گرا دیتا ہے۔"(۱)

حضرت شیخ نظام الدین یمنی خلیفۂ مخدوم سید اشرف سمنانی علیہ الرحمہ کا مذکورہ بیان حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی مقبولیت ومحبوبیت کا بین ثبوت ہے۔

۱۔ لطائف اشرفی ترجمہ سید عبد الحیٔ اشرف، مقدمہ ص: ۲۳، ۲۴، مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد، بحوالہ لطائف اشرفی مطبوعہ پاکستان جلد دوم۔

مسجد ادینہ کی امامت حقیقت یا فسانہ

کہتے ہیں کہ:

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ تاجدار ولایت ہونے کے ساتھ ساتھ شاہکار خطابت بھی تھے، آپ کی زبان و بیان نہایت صاف وشستہ، انداز بیان باسلیقہ وشائستہ تھی۔ آواز بلند، گرجدار اور پُر تاثیر تھی۔ ادینہ مسجد (۱) میں کم وبیش پچیس یا کم از کم پندرہ سالوں تک آپ امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

ادینہ مسجد جس میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ امامت وخطابت فرمایا کرتے تھے اس کا شمار دنیا کی عظیم مساجد میں ہوتا ہے۔ اس مسجد کی شان وشوکت کے سلسلے میں سیدی محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کا یہ تاریخی بیان قابل مطالعہ ہے جو ان ہی کے الفاظ میں باذوق قارئین کی خدمت میں نذر رہے۔

۱۔ ادینہ مسجد الیاس شاہی دور کے دوسرے فرماں رواسکندرشاہ ابن سلطان حاجی الیاس شاہ کے دورحکومت میں تعمیر ہوئی۔ یہ عظیم مسجد ۷۶۶ھ۔ ۷۷۶ھ مطابق ۱۳۶۴ء۔ ۱۳۷۴ء یعنی مکمل دس سال کی مدت میں تعمیر ہوئی۔ پچھلے دروازہ سے متصل مغربی دیوار پر نصب کتبہ سے اس کی تاریخ تکمیل ظاہر ہوتی ہے۔ کتبہ کی عبارت ہے: ''**امر ببناء العمارة هذا المسجد الجامع فی ایام دولة السلطان الاعظم الاعلم الاعدل اکمل السلاطین العرب و العجم الواثق بتائید الرحمن ابو المحامد سلطان سکندر شاه بن الیاس شاه السلطان خلد خلافته الی یوم الموعود کتبه التاریخ ست رجب سنة ست و سبعین و سبع مأة**'' اس مسجد میں بیک وقت دس ہزار لوگ نماز ادا کرتے تھے، اصل مسجد پر ۳۶۰ اور پورے کیمپس میں چھوٹے بڑے کل ملاکر ۳۷۸ گنبد تھے جو گزرتے ایام کے ساتھ ساتھ زمیں بوس ہوتے چلے گئے اور اپنے پیچھے بے شمار نشانات چھوڑ گئے۔ یہ عالی شان مسجد کا ایک حصہ دومنزلہ تھا، بالائی حصہ امرا وسلاطین بروایت دیگر مستورات کی عبادت کے لئے مخصوص تھا، اس کا مختصر حصہ آج بھی باقی ہے، محراب ودر پر کندہ آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ اسلامی کتبہ نویسی کے اعلی نمونے ہیں اور ہماری عظمت رفتہ کی یادگار بھی۔ موجودہ وقت میں مسجد کے آثار میں سے ایک چوتھائی حصہ سے بھی کم محفوظ رہ گیا ہے۔ مؤرخین اس مسجد کا موازنہ بغداد اور غرناطہ کی عظیم مساجد کے ساتھ کرتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: ڈاکٹر پرودت گھوش، مالدہ ضلعار اتیہاس، بنگلہ ص:۲۲۶ تا ۲۳۱، مطبوعہ مالدہ بک پیلس، بارسوم ۲۰۱۱ء؛ عابد علی خان، Memoirs of Gaur and Pandua، ص: ۱۲۷ تا ۱۴۰، ناشر بنگال سیکریٹریت بکڈ پور ائٹریس بلڈنگ کلکتہ سن اشاعت ۱۹۳۱۔ ودیگر کتب تواریخ۔ محدث اعظم ہند سید شاہ محمد اشرف جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اس مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں سینہ بسینہ دوسری روایتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

سیدی محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''یہ خانقاہ علائیہ کی جامع مسجد ہے۔ بڑے بڑے سیاحوں کا بیان ہے کہ کسی برّ اعظم میں کوئی شاہی مسجد اتنی قیمتی سطح زمین پر موجود نہیں ہے اور نہ نظیر با سباب ظاہر ہو سکتی ہے۔ نہ صرف مسجدیں بلکہ کسی کی کوئی مذہبی عمارت بلکہ کسی سلطنت کا کوئی شاہی قصر مسجد ادینہ کے گراں بہا ہونے پر داغ نہ لگا سکا ہے۔ دہلی کی جامع مسجد ہندوستان بلکہ دور دور کی مسجدوں میں دولھن کی حیثیت رکھتی ہے اور اپنے حسن و خوبصورتی کی مثال نہیں رکھتی مگر پھر بھی اگر قیمت کا موازنہ کیا جائے تو اُس کا مجموعی ٹوٹل مسجد ادینہ کے ایک گوشہ کو بھی شرمندہ نہ کر سکے گا۔

مسجد ادینہ کا مختصر اور مجمل نقشہ یہ ہے کہ یہ ایک بڑی وسیع مسجد ہے جس کی وسعت سے لاہور کی جامع مسجد کو بہت کچھ مناسبت ہے۔ مسجد دو درجہ کی ہے اور قدیم انداز عمارت کے مطابق ہر درجہ پر ایک ایک بلند و بالا گنبد ہے۔ مسجد کے طول و عرض کا اندازہ اس سے ہو سکے گا کہ اگر کوئی نمازی روزانہ ایک ایک گنبد کے نیچے پنج وقتہ نماز پڑھے تو دیوار شمال سے دیوار جنوب تک کی مسافت کو پورے سال بھر میں طے کرے گا یعنی صرف مغربی جانب (جو اصلی عمارت مسجد ہے) گنبدوں کے دو رویہ صف کی مجموعی تعداد تین سو ساٹھ ہے! دور سے دیکھنے والے آگے پیچھے گنبدوں کی دونوں قطار کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نعرۂ توحید کی آوازِ بازگشت سنانے کے لیے کچھ سر بلند ہستیاں جماعت کی صف باندھے کھڑی ہیں۔ مسجد کے شمال و جنوب و مشرق کی جانب بھی ایک ایک مسقّف درجہ بے غیر گنبد کے ہے۔ صدر دروازہ مشرقی دیوار میں مگر مغربی دیوار میں بھی منبر کے متصل آمد و رفت کا ایک راستہ ہے جو بالخصوص امام مسجد کے لیے بہت کار آمد ہے۔

اس وسعت کو دیکھتے ہوئے قیمت کا اندازہ کیجئے کہ اس سر بفلک اور طویل و عریض میں بنیاد سے لے کر چوٹی تک صرف سنگ کسوٹی ہی لگا ہے جس کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی صرف بڑے بڑے صرّافوں کے یہاں مشکل سے مل سکتا ہے۔''(۱)

۱۔ ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/ شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔

یہ عظیم مسجد چونکہ الیاس شاہی دور کے دوسرے فرماں روا سکندر شاہ کے دور میں تعمیر کی گئی تھی اور سکندر شاہ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی سخاوت و فیاضی سے خائف ہوکر آپ کو شہر بدر کر دیا تھا، اس لئے بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ: حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ مسجد ادینہ کے امام و خطیب تھے؟ یہ بات قابل اعتماد نہیں ہے اور مشکوک و مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔

شاہ بجل رحمان کرمانی بیر بھومی لکھتے ہیں کہ:

''لیکن سلطان سکندر شاہ کی طرف سے شیخ علاء الحق کو امام مقرر کرنے والی بات شاید صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ اس سے پہلے اسی کتاب (گوڑ پنڈوارتین پیر یر اتیہاس) میں وضاحت کی گئی ہے کہ سلطان سکندر شاہ شیخ علاء الحق کے والد و اولاد کو نہایت شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کے خزانچی عمر بن اسعد اپنے بیٹے شیخ علاء الحق کو سرکاری خزانہ سے درپردہ بے حساب روپے پیسے دیتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے علاء الحق کے اثر و رسوخ اور دھن دولت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی شک وشبہ کی وجہ سے سکندر شاہ نے شیخ علاء الحق کو سنارگاؤں جلاوطن کر دیا تھا۔ اب اسی سکندر شاہ کی طرف سے شیخ علاء الحق کی بحیثیت امام تقرری کس حساب سے ممکن ہوسکتی ہے؟ اس لیے سکندر شاہ کی جانب سے شیخ علاء الحق پنڈوی کی بحیثیت امام تقرری والی بات شاید صحیح نہیں ہے۔ یہی دل کہتا ہے۔''(۱)

اس سلسلے میں ہمیں چند باتیں عرض کرنی ہیں کہ:

پہلی بات:- سلطان سکندر شاہ ۷۵۹ھ/۱۳۵۹ء میں تخت نشیں ہوا تھا۔ مسجد ادینہ کی تعمیر ۷۷۶ھ مطابق ۱۳۷۴ء یعنی سکندر شاہ کی تخت نشینی کے مکمل ۱۵ سال کے بعد مکمل ہوئی چکی تھی۔ ظاہر یہی ہے کہ سکندر شاہ کی اس پندرہ سالہ دور حکومت میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی جلاوطنی اور پنڈوہ شریف واپسی کا عمل پورا ہو چکا تھا۔ سکندر شاہ اور مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے درمیان صلح ہو چکی تھی۔ ان دونوں مذہبی و دنیاوی قائدین کے درمیان اب

۱۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔ سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوارتین پیر یر اتیہاس، ص: ۱۲۷، ۱۲۸، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱ء۔

کسی قسم کا کوئی اختلاف باقی نہیں رہا تھا۔

دوسری بات:- دوسری بات یہ ہے کہ: سکندر شاہ کی وفات ۷۹۲ھ یا ۷۹۳ھ کو ہوئی تھی اور مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا وصال ایک قول کے مطابق پہلی رجب ۸۰۰ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۳۹۸ء کو ہوا تھا۔(۱)

اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو سکندر شاہ کی وفات کے بعد ادینہ مسجد کی امامت سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔اس بات کا اعتراف خود شاہ بجل رحمان کرمانی صاحب نے بھی کیا ہے۔

تیسری بات: محدث اعظم ہند سید محمد اشرف جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے ادینہ مسجد کو خانقاہ علائیہ کی مسجد قرار دیا ہے اور اس کی تعمیر کے سلسلے میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی حصہ داری کا بھی ذکر کیا ہے بلکہ آپ نے حضرت شیخ علیہ الرحمہ کو اس مسجد کا بانی ومحرک قرار دیا ہے(۲) جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ علیہ الرحمہ ہی اس مسجد کے سب کچھ تھے۔

چوتھی بات: ایک روایت ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو جلاوطن نہیں کیا گیا تھا بلکہ آپ علیہ الرحمہ خود سکندر شاہ کی کسی بے عملی وکج روی سے نالاں تھے اور احتجاجاً پنڈوہ سے سنارگاؤں چلے گئے تھے۔سکندر شاہ کو آپ جیسی شخصیت کا پنڈوہ چھوڑ کر چلے جانے کا پچھتاوا ہوا اور آپ کو کسی طرح راضی کر کے پنڈوہ شریف واپس لایا گیا۔لطف کی بات یہ ہے کہ اس روایت کا ذکر خود حضرت شاہ بجل رحمان کرمانی صاحب قبلہ ہی نے کیا ہے اور ان ہی کی کتاب سے ہم نے نقل کیا ہے۔اس روایت کی رو سے حضرت مخدوم

۱۔ دیکھئے: Journal of the Asiatic Society of Bengal 1873 Page number 262، مضمون نگار H.Blochmann، ناشر G.H.Rouse Baptist Mission Press سن اشاعت ۱۸۷۳ء؛ عابد علی خان، Memoirs of Gaur and Pandua، ص: ۱۲۷ تا ۱۴۰، ناشر بنگال سیکریٹریت بکڈ پو رائٹر یس بلڈنگ کلکتہ سن اشاعت ۱۹۳۱۔

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: ماہنامہ اشرفی، جلد ۲/ شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔

العالم علیہ الرحمہ اور سکندر شاہ کے درمیان کوئی اختلاف ہی نہیں تھا بلکہ سکندر شاہ آپ کے سامنے سرنگوں رہتا تھا اور آپ کے احکام کی بجا آوری کرتا تھا۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ منصبِ امامتِ ادینہ مسجد سے کوئی چیز مانع ہی نہیں تھی۔

پانچویں بات: آپ کی امامت پر شک نہیں بلکہ اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ شاہی مسجد ادینہ کے امام وخطیب آپ ہی تھے کیوں کہ جس دور میں مسجد ادینہ کی تعمیر ہوئی تھی اس دور میں پورے بنگال میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ہی سب سے بڑے اہل علم وولایت تھے، ان کے علم وفضل کا شہرہ ہند وبیرون تک پھیل چکا تھا اور ولایت وبزرگی کا ڈنکا پورے عالم میں گونج رہا تھا۔ ایسی عظیم ہستی کی موجوگی میں کوئی دوسرا شخص ان کی خانقاہ عالیہ کی قریبی شاہی مسجد میں امامت، وہ بھی جمعہ وعیدین کی امامت، کرے بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

فصل چہارم

مریدین وخلفائے کرام

کشف وکرامات

وصال پُر ملال

سال وصال کی تحقیق اور مختلف تاریخوں کے درمیان تطبیق

فصل چہارم

مریدین وخلفائے کرام

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ آئینۂ ہند شیخ اخی سراج الدین عثمان علیہ الرحمہ کی بیعت وارادت کے بعد علائق دنیا سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ ہمہ وقت ذکر وفکر میں مگن اور بحر استغراق میں مستغرق رہا کرتے تھے، شب وروز مراقبہ ومشاہدہ اور تسبیح وتہلیل میں لگے رہتے تھے، خانقاہ علائیہ پنڈوہ ہی میں قیام فرماتے تھے، دور ودراز کے اسفار سے اجتناب کرتے تھے، اس لئے آپ کے کسی سفر کا ذکر کتب تواریخ میں نہیں ملتا۔ متعدد واقعات سے صراحتاً ودلالۃً یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ گوشہ نشیں رہا کرتے تھے جو طالب صادق آپ کے آستانہ پر پہونچ جاتا تھا اور بیعت وارادت کا خواہش مند ہوتا تھا تو آپ بیعت کرنے سے انکار فرما دیتے تھے۔ بیعت کا نام سنتے ہیں آپ کے چہرۂ نورانی کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ خدام خانقاہ علائیہ مزاج آشنا تھے۔ طالبان صادق کو حاضری بارگاہ سے پہلے ہی سکھا دیتے تھے کہ: یہ نہ کہنا کے مرید ہونے کے ارادہ سے آیا ہوں، یہ کہکر تم اپنی منزل پر آکر بھی مقصود سے محروم رہ جاؤ گے۔ گو ہر مقصود تک پہنچ چکے ہو اب اسے حاصل کرنے کے لیے صرف اتنا کہنا کہ: توبہ واستغفار کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ لفظ توبہ کے سہارے ہی تم اپنا مقصود حاصل کر پاؤ گے۔ چنانچہ جو طالب صادق اس طرح حاضری دیتا اور توبہ واستغفار کا طالب ہوتا اسے آپ علیہ الرحمہ داخل سلسلہ فرما لیتے پھر اس کی ایسی تربیت فرماتے تھے کہ وہ کندن بن چمکتا تھا، اس کی نوری شعاعی وجود سے ایک عالم روشن ہوتا تھا، اس لیے آپ کے مریدوں کی صحیح تعداد کا اندازہ لگا پانا بہت مشکل امر ہے۔

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ:

''جب کوئی مرید ارادت کے لیے حضرت پیر ومرشد کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور ارادت کا نام لیتا تھا تو حضرت اس سے بہت بچتے تھے اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا اور فرماتے تھے: آج کل مرید کہاں ہے؟ اگر کوئی مرید تھا تو حلقۂ مریدانِ جہاں کے

سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیروں اور مرشدوں کے سردار سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تھی اور ان کے بعد چند اور دوسرے حضرات متقدمین میں تھے جو ارادت کی حدوں تک پہنچے تھے، چونکہ آپ کے خدام عظام نے آپ کی زبان سے متعدد بار یہ بات سنی تھی اس لیے جب کوئی طالب ارادت خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو اس کو سمجھا دیا جاتا تھا کہ (ارادت کی بجائے) توبہ کی التماس کرے۔ جب آپ کے گوش مبارک میں توبہ کا نام پہنچتا تو آپ بے حد مسرور ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ: اے بھائی! آؤ، آؤ، ہم تم مل کر توبہ کریں اور ہم تو کہ بحر عصیاں میں غرقاب ہیں توبہ کر کے ساحل بخشش تک پہنچ جائیں جیسا کہ مجذوب شیرازی (حافظ) نے کہا ہے۔

نبال بلبل اگر بامنت سر یاریست　　　که مادو عاشق زادیم وکار ما زاریست

آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں　　　توہائے پکار میں چلاؤں ہائے دل

فرماتے تھے کہ اس بیعت میں ایک فائدۂ اصل اور سرمایۂ کل یہ ہے کہ اس طرح ایک مغفور کا ہاتھ اس وسیلہ سے حاصل ہو جائے جو ایک بدکار کی مغفرت اور ایک زشت کار کی آمرزش کا موجب بن جائے۔

چہ بہتر زیں کہ ازایصال دستی　　　بدست آرد سعادت نیک بختی

کتنا اچھا ہے کہ ایسے ہاتھ سے اتصال کے نتیجے میں نیک بختی کی سعادت ہاتھ آجائے''۔(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی ولایت پر علماء ومشائخ کا اجماع ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دین حق کی تبلیغ واشاعت میں گذار دی۔ سلسلہ چشتیہ کی تعلیمات سے آپ کے ذریعہ کثیر تعداد میں لوگوں نے ہدایت پائی۔ حق سے غافل ہزاروں نے قبول اسلام کیا۔ علماء وفضلاء کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ ہزاروں نے اپنی گناہ سے ملوث زندگیوں میں تبدیلیاں پیدا کیں، نیکی و پارسائی کی طرف

۱۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ دوازدہم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص: ۴۹۴، ۴۹۵، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

راغب ہوئے، آپ کے عمل اور طرز تربیت سے، گنواروں کو تہذیب، ناعقلوں کو عقل، بے علموں کو علم، گناہگاروں کو رغبت نیکی، تاریک عمل کو شوق عمل اور بد کردار کو حسن اخلاق کی دولت نصیب ہوئی۔ گمراہ شخص ہدایت یافتہ ہوگیا، کامل اکمل بن گئے، ادنی اعلی ہو گئے اور اعلی بلندی کی آخری منزل کی طرف گامزن ہوئے۔ لیکن ان فیض یافتگان خانقاہ علائیہ کا کوئی باضابطہ ریکارڈ آج موجود نہیں ہے۔

بیعت وارادت اور قبول اسلام کرنے والوں کی طرح آپ کے خلفاء کی صحیح تعداد بھی پردۂ خفا میں ہے۔ ہندو بیرون ہند میں آپ کی ولایت کا عام چرچا تھا، آپ کا رنگ سب پر غالب تھا، بیک وقت پانچ سو تا سات سو علماء آپ کی خانقاہ میں تربیت پاتے تھے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلفاء کی تعداد اچھی خاصی رہی ہوگی مگر تاریخ کی دھند میں انھیں تلاش کرنا بہت مشکل امر ہے، ہمارے ناقص مطالعہ میں جن ہستیوں کا ذکر جمیل سامنے آیا ان کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

1- غوث العالم، محبوب یزدانی
سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ

خلیفۂ مخدوم العالم، غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی سید اشرف ہے۔

والد گرامی سید محمد ابراہیم نور بخشی ابن سلطان سید عماد الدین شاہ نور بخشی سمنانی، سلطنت سمنانیہ نور بخشیہ ایران کے سلطان تھے۔

والدہ ماجدہ حضرت بی بی خدیجہ، اولاد شیخ احمد یسوی علیہ الرحمہ سے تھیں۔

سلسلۂ نسب: حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب 20/واسطوں سے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک، 23/واسطوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ تک اور 25/واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

نسب مادری بی بی نصیبہ ہمشیرہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جو حضرت شیخ احمد یسوی (486-562ھ/1093-1166ء) کے خاندان سے تھیں۔

708ھ/1309ء- دوسرے قول کے مطابق 712ھ/1313ء کو حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تکمیل تعلیم: سات سال کی نہایت کم عمری یعنی 715ھ/1315ء میں حفظ قرآن وقراءت عشرہ کی تکمیل ہوئی۔ چودہ سال کی عمر یعنی 722ھ/1322ء میں جملہ علوم وفنون کی تکمیل ہوئی۔

حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ ۱۵ سال کی عمر یعنی 723ھ/1323ء کو تخت نشیں ہوئے، مدت خلافت 10 سال، رہی، بعمر 25 سال سلطنت سے دست بردار ہوئے اور تلاشِ مرشد کے لیے بنگال روانہ ہوئے۔

بیعت و خلافت: سمنان سے پنڈوہ شریف، بنگال کا سفر 2/ سال میں مکمل ہوا، اور سنہ 735ھ/ 1335ء کو بدست مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق والدین چشتی گنج نبات بیعت کی اور اسی وقت خلافت سے نواز دیئے گئے۔

پہلا قیام پنڈوہ شریف: 735ھ-741ھ/1335-1341ء؛ 6 سال قیام رہا-

پنڈوہ شریف سے روانگی: 742ھ/1342ء کو حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ پنڈوہ شریف سے روانہ ہوئے۔

جون پور میں پہلی بار آمد: عہد سلطنت تغلقیہ یعنی 742ھ/1342ء میں حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کی پہلی بار جون پور آمد ہوئی۔

پھر غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ نے بلاد شرقیہ وممالک اسلامیہ کی سیر فرمائی۔ جزیرۃ العرب، مصر، شام، عراق، اور ترکستان کے مختلف علاقوں اور شہروں کا سفر فرمایا اور وہاں کے مشہور علما، مشائخین اور اولیا اللہ سے ملاقاتیں کی اور فیوض و برکات حاصل کیے۔

اسی سفر کے دوران 750ھ/1350ء میں غوث العالم کے مشہور مرید وخلیفہ اور ''لطائف اشرفی'' کے مرتب وجامع حضرت حاجی نظام یمنی داخل سلسلہ ہوئے اور آخری دم تک حضرت مخدوم اشرف کے سفر وحضر میں ساتھ رہے۔

ہندوستان کو واپسی: 758ھ/ 1357ء میں حضرت غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی ہندوستان واپسی ہوئی؛ مما لک شرقیہ کی پہلی سیاحت کا زمانہ 15 / سال قیاس کیا گیا ہے۔

دوسرا قیام پنڈوہ شریف: بلادِ شرقیہ کی واپسی کے بعد حضرت غوث العالم نے دوسری بار سفر پنڈوہ شریف اختیار فرمایا اور چار سال تک اپنے پیر و مرشد کے فیوض و برکات حاصل فرما کر حرمین شریفین کی زیارت کا دوبارہ قصد کیا۔ اسی سفر میں آپ اپنی خالہ زاد بہن سے ملاقات کے لیے جیلان تشریف لے گئے اور اپنے بھانجے حاجی الحرمین نور العین حضرت سید عبد الرزاق جیلانی ابن حضرت سید عبد الغفور جیلانی کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا۔ یہ 764ھ 1363-1364ء کا واقعہ ہے۔

حضرت جلال الدین بخاری سے ملاقات: پہلا دورہ ہند کے دوران حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ نے مخدوم جہانیاں جہان گشت سید جلال الدین بخاری سے ملاقات فرمائی اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ نے اپنے مشائخ کے جملہ فیوض و برکات سے آپ کو مشرف فرمایا۔

ہندوستان کو دوبارہ واپسی: 768ھ/ 1367ء کو حضرت غوث العالم سید اشرف علیہ الرحمہ نے مما لک شرقیہ کی دوسری بار سیاحت فرمائی، اس کی مدت غالباً 10 / سال رہی ہوگی۔ پھر آپ ہندوستان تشریف لائے اور ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

منصب غوثیت پر فائز ہونا: 770ھ/ 1369ء کو بمقام گلبرگہ شریف، دکن میں مقام غوثیت پر فائز ہوئے۔

''محبوب ربانی'' کا خطاب: 782ھ/ 1381ء کو بمقام روح آباد کچھوچھہ شریف میں آپ کو محبوب ربانی کا خطاب نصیب ہوا۔

دیگر القابات: اوحد الدین، غوث العالم، محبوب یزدانی، جہانگیر۔

اسی سنہ میں حضرت غوث العالم نے تیسری بار اپنے پیر و مرشد کی نیاز حاصل کرنے کی غرض سے پنڈوہ شریف کا سفر کیا۔ جب آپ قصبۂ منیر شریف پہنچے تو حضرت شیخ شرف

الدین یحییٰ منیری کا وصال ہو چکا تھا۔حضرت مخدوم اشرف نے مخدوم جہاں کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت شیخ کے فیوض روحانی سے مالا مال ہوکر پنڈوہ شریف کی جانب تشریف لے گئے۔

تعمیر آستانہ اشرفیہ: آستانۂ اشرفیہ کی سنہ 793ھ/ 1391ء-مادۂ تاریخ ''عرش اکبر'' ہے۔

پنڈوہ شریف میں آخری بار حاضری: 801ھ-803ھ/ 1399-1401ء میں بعد وفات پیرومرشد حضرت شیخ علاء الحق والدین چشتی گنج نبات اور بوقت جانشینی پیرزادہ حضرت نورقطب عالم پنڈوی، حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کی آخری بار حاضری ہوئی۔

جونپور میں دوسری بار آمد: 805-804ھ/ 1402-1403ء دوران عہد سلطان ابراہیم شرقی، حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کی آمد ہوئی، قاضی شہاب الدین دولت آبادی علیہ الرحمہ نے اسی دورے میں آپ سے اکتساب کیا۔

وصال مخدوم اشرف: 28 محرم الحرام، 808ھ/ 1405ء- 1406ء بمقام روح آباد، کچھوچھہ مقدسہ حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، مزار اقدس اسی مقدس سرزمین پر عام وخاص کی زیارت گاہ اور روحانی وجسمانی مریضوں کے لیے شفاخانہ ہے۔

اہم نوٹ: بعض محققین کے مطابق حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کی ولادت 712ھ/ 1313ء میں ہوئی، آپ نے 120 رسال عمر پائی اور 832ھ/ 1429ء میں وصال فرمایا۔اور یہی صحیح بھی ہے۔

جانشین مخدوم اشرف: حضرت مخدوم آفاق عبدالرزاق نورالعین جیلانی اشرفی کچھوچھوی- (750-869ھ/ 1350-1465ء یا 752-872ھ/ 1352-1468ء)

خلیفۂ مخدوم العالم، غوث العالم، محبوب یزدانی، حضرت مخدوم سید اشرف علیہ الرحمہ کے تفصیلی حالات کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

1۔ **لطائف اشرفی**؛ ملفوظات مخدوم اشرف: از؛ حضرت شیخ نظام یمنی

2۔ **صحائف اشرفی** (کامل دو حصے) از: شیخ المشائخ ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا شاہ سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی-

3۔**حیات غوث العالم**؛از: محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی۔
4۔**حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی**؛از: ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی۔
5۔**سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ**......از: ڈاکٹر محمد اشرف جیلانی (پی۔ایچ۔ڈی تھیسس، زیرنگرانی۔ڈاکٹر جلال الدین نوری، کراچی یونی ورسٹی)(۱)

2- جانشین مخدوم العالم شیخ احمد نور الحق والدین معروف بہ نور قطب عالم علیہ الرحمہ

نام والقاب: حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے القاب وآداب کے سلسلے میں حضرت شیخ عبدالرحمان چشتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''آپ کا اصلی نام شیخ احمد اور لقب نور الحق ہے، آپ کو شیخ نور قطب عالم کہتے ہیں کیوں کہ آپ سرحلقۂ اقطاب تھے۔آپ بڑے عالی مقام بزرگ تھے، غایت سوز ودرد سے آپ پر ہر وقت گریۂ جگرسوز طاری رہتا تھا، ذوق سماع میں آپ کو بہت غلو تھا، تربیت مریدین اور ان کے معاملات حل کرنے میں آپ بے نظیر تھے۔ابتدائے حال سے انتہا تک آپ اپنے والد کے مرید وخلیفہ اور جانشیں رہے۔''(۲)

تعلیم وتربیت: حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ حصول علم کے لیے اپنے والد محترم کی خانقاہ سے کبھی باہر نہیں گئے۔مکمل تعلیم ظاہری وباطنی پنڈوہ شریف میں رہ کر ہی تحصیل

۱۔غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے سلسلے میں مذکورہ ساری معلومات رسالہ ''غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی حیات وخدمات ایک نظر میں'' جامع ومرتب بشارت علی اشرفی صدیقی حیدرآبادی کی اجازت سے اس کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔مؤلف غفرلہ نے بعض عبارتوں کو ایڈیٹ کیا ہے۔حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کو کثیر سلاسل کی خلافت واجازت حاصل تھی فاضل مضمون نگار نے ۱۲ سلسلوں کا ذکر کیا ہے۔عرب وعجم میں کثیر علما ومشائخ نے آپ سے خلافتیں حاصل کیں، رسالہ میں حضرت غوث العالم علیہ الرحمہ کے ۱۰۴ خلفاء، ۳۴ مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں اور ۳۰ معاصرین عرب وعجم کے نام سن ولادت ووفات کے ساتھ درج ہیں۔رسالہ نہایت جامع، وقیع اور قابل مطالعہ ہے۔دیکھئے: بشارت علی صدیقی حیدرآبادی، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی حیات وخدمات ایک نظر میں، ناشر اشرفیہ اسلامک فاؤڈیشن حیدرآباد، سن اشاعت ۲۰۱۶ء۔

۲۔مرأۃ الاسرار ص: ۱۱۶۸، شیخ عبدالرحمن چشتی، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔ملخصا۔

فرمائی اور اپنے ہم عصر علما و مشائخ پر تفوق لے گئے۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ حمید الدین احمد حسینی ناگوری ثم پنڈوی کا نام آتا ہے، آپ اپنے والد محترم شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کے نامور شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ آپ کے اقوال اور علمی آثار سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

فرض نمازوں کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے میں کیا راز ہے؟ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ نور قطب عالم بیان فرماتے ہیں کہ:

''اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا ہے تو وہ اپنے دوستوں سے مصافحہ کرتا ہے اور درویش جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اس میں اس قدر مستغرق ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور جب نماز ختم کرتا ہے تو گویا اس نے باطنی سفر طے کرلیا اور نماز میں سلام پھیرنے کے بعد اس کو اپنا شعور ہونے لگتا ہے اس لیے مشائخ باہم یکے دیگر سلام و مصافحہ کرتے ہیں۔''(۱)

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد مرشد کامل نے نفس کشی کے لیے خانقاہ علائیہ اور لنگر خانہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی تقریباً آٹھ سالوں تک آپ نے لنگر خانے کا انتظام انصرام سنبھالا۔ اناج وغلہ فراہم کرنے، جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لانے کا کام آپ خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے آٹھ سالوں تک فقرا و مساکین اور قلندر و درویشوں کی خوب ضیافت فرمائی۔ پھر والد محترم نے خانقاہ علائیہ میں علم حاصل کرنے والے علماء مشائخ اور درویش مہمانوں کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی، ان کے وضو و غسل، پیشاب و پاخانہ کے لیے پانی مہیا کرنا، سردیوں میں وضو و غسل کے لیے پانی گرم کرنا، ان کے کپڑے صاف کرنا اور دیگر ضروریات زندگی کے سامان مہیا کرنا آپ کے ذمہ میں دے دیا گیا تھا۔ اس خدمت کو بھی آپ نے بحسن وخوبی انجام دی۔ اس دوران مراقبہ ومشاہدہ، ذکر وفکر اور ریاضت ومجاہدہ کی مشق وتمرین بھی ہوتی رہی۔ جب شیخ کو یقین ہوگیا کہ

۱۔ محدث عبد الحق دہلوی، اخبار الاخیار قسط سوم ص:۶۱ مطبوعہ دانش بکڈپو، دیوبند بحوالہ رفیق العارفین از شیخ حسام الدین مانکپوری علیہ الرحمہ۔

نورالحق راہ سلوک کے شہسوار بن چکے ہیں اور معرفت وسلوک کی سواری پر سوار ہونے کے لائق ہو گئے ہیں تو آپ کو ان خدمتوں سے بری کر دیا گیا اور خلافت سے نواز کر راہ سلوک ومعرفت کا کامل طالب بنا دیا گیا۔اب آپ مکمل طور پر اس میدان میں مصروف ومنہمک ہو گئے، منازل سلوک کی باریکیوں سے آگاہ ہونے لگے۔اس راہ طلب میں حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ سے حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے کیا حاصل کیا ہوگا ؟ منازل سلوک کی کتنی منزلیں آپ نے طے کی ہوں گی ؟اس کا اندازہ شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے اس مندرجہ ذیل فرمان سے لگایا جاسکتا ہے۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

''میرے شیخ نے فرمایا کہ: بزرگان سلف نے اسماء الحسنیٰ کی طرح سلوک کی بھی ننانوے منزلیں مقرر کی ہیں تاکہ سالک ان تمام پر چل کر مکمل ہو سکے اور ہمارے بزرگوں نے سلوک کی پندرہ منزلیں مقرر کی ہیں۔''(۱)

مذکورہ فرمان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے والد محترم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ سے سلوک ومعرفت کی ننانوے یا کم ازکم پندرہ منزلوں کی تعلیم حاصل فرمائی تھی۔مگر آپ نے اپنے مریدین ومتوسلین کے لیے صرف تین منزلیں مقرر فرمائیں۔چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''اس فقیر نے مختصر کر کے صرف تین منزلیں مقرر کر دی ہیں:

منزل اول: یہ کہ خدا کے ہاں حساب ہونے سے پہلے ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا جائے۔

منزل دوم: یہ کہ جس کے دو دن برابر رہے [نیکی نہ کرنے میں] وہ خسارے میں ہے۔

منزل سوم: یہ ہے کہ فقیر اس طرح عبادت کرے کہ دل کے تمام خیالات ختم ہو جائے۔

ان تین طریقوں کی تکمیل کے بعد انشاءاللہ سالک کی اپنی منزل بھی مکمل ہو جائے گی۔(۲)

۱۔محدث عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار، قسط سوم، ص:۵۸، مطبوعہ دانش بکڈپو، دیوبند۔

۲۔محدث عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار، قسط سوم، ص:۵۸،۵۹، مطبوعہ دانش بکڈپو، دیوبند۔

ریاضت ومجاہدہ: حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے ملفوظات ومکتوبات کے مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ تقوی و پرہیز گاری اور ریاضت ومجاہدہ کی آخری منزل پر فائز تھے جو اخص الخاص کا درجہ ہے۔

حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے نفس کشی اور مجاہدہ میں ایسی ایسی مشقتیں برداشت کیں جن کے بارے میں عقل فیصلہ کرنے سے قاصر ہے۔ صاحب مرأۃ الاسرار نے بعض ریاضتوں کا ذکر کیا ہے۔

مرأۃ الاسرار میں شیخ عبدالرحمان چشتی لکھتے ہیں کہ:

''آپ عبادات وریاضات میں اس قدر مجاہدہ کرتے تھے کہ طاقت بشری سے باہر تھا۔ حضرت گنج شکر کی متابعت میں آپ کنویں میں الٹا لٹک کر صلوۃ معکوس ادا کرتے تھے۔ پہلی رات آپ نے چار سو رکعت پڑھی۔ ایک رات آپ کا دستار مبارک کنویں میں گر گیا، شیخ علاء الحق کو یہ بات معلوم ہوئی آپ کنویں سے باہر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ شیخ نور الحق ننگے سر کنویں سے باہر آرہے ہیں آپ نے فرمایا: اے نور! دوسرا دستار ہم سے طلب نہ کرنا۔ یہ کہنا تھا کہ دستار کنویں سے باہر آ پڑا اور آپ نے اٹھا کر سر پر باندھا۔''[1]

شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے سرزمین بنگال میں دین اسلام کی عظیم خدمتیں انجام دیں، سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو آپ کی ذات سے غیر معمولی فروغ ملا، اس مختصر تذکرہ میں تفصیل ممکن نہیں ہے ،اس کی مکمل تفصیل ہماری کتاب ''نور قطب عالم حیات اور کارنامے'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں صرف ایک حوالہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

خلیق احمد نظامی صاحب رقم طراز ہیں:

''حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ شیخ علاء الحق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید تھے، جس زمانے میں وہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز تھے، بنگال کی سیاست بڑے نازک دور سے گذر رہی تھی، راجا گنیش (جو بھٹوریہ ضلع راج شاہی کا جاگیردار تھا) بنگال کے تخت پر قابض ہو گیا تھا اور مسلمانوں کی قوت کا خاتمہ کرنے پر تلا ہوا تھا، حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ مرأۃ الاسرار ص: ۱۱۵۹ ر شیخ عبدالرحمن چشتی ، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور۔

نے براہ راست اور سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے سلطان ابراہیم شرقی کو بنگال پر حملہ کرنے کی دعوت دی، سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعۂ مکتوبات میں وہ دل چسپ خطوط خاص طور سے مطالعہ کے قابل ہیں، جن میں اس سیاسی کشمکش کی تفصیل درج ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو خط حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے جواب میں لکھا تھا وہ بنگال میں صوفیائے کرام کے کارنامے پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔

اس سیاسی کارناموں سے قطع نظر حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے بعض علمی خدمات بھی انجام دی تھیں، ان کے مکتوبات کا مجموعہ بڑا اہم ہے۔ شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمہ ان مکتوبات کے متعلق فرماتے ہیں ''بغایت شیریں ولطیف بزبان اہل درد ومحبت'' اگر ان مکتوبات میں سے شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبی فکر کے بنیادی اصول نکال کر ان کا چیتنیا، رویا، سنائن، جوگوسوامی کی تعلیمات سے مقابلہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ مشائخ چشت نے بھگتی تحریک کو کس درجہ متاثر کیا تھا اور وہ کس حد تک بنگال کی ان اصلاحی تحریکوں کے ذمہ دار تھے''۔(۱)

شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کے دور میں غیر مسلم تحریکی تنظیموں اور شخصیتوں کی تعلیمات کے ذمہ دار حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ تھے یا نہیں؟ اور یہ تعلیمات اصلاحی تعلیمات کہلانے کے لائق ہیں یا نہیں؟ یہ تفصیل طلب موضوع ہے۔ اس تعلق سے گفتگو کرنے کا یہاں موقع نہیں ہے۔ ساری تفصیلات ہماری کتاب '' شیخ نور قطب عالم حیات اور کارنامے'' میں قارئین کے مطالعہ میں آئیں گی، ان شاء اللہ تعالی۔

علمی آثار

(۱) مجموعۂ مکتوبات:- کل تیرہ مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ ان مکتوبات کو شیخ عبدالرحمان چشتی نے'' نشانۂ حقائق تصوف'' قرار دیا ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''بغایت شیریں ولطیف بزبان اہل درد ومحبت'' فرمایا ہے۔

۱۔ خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، ص: ۲۲۰، ۲۲۱، مشتاق بک کارنر، اردو بازار، لاہور، سن اشاعت ندارد۔

(۲)انیس الغربا:- مختصر اور جامع رسالہ ہے ، فلسفۂ فقر وغنااور اسرار ورموزِ معرفت کو احادیث کی روشنی میں نہایت دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے تعلق سے ڈاکٹر علیم اشرف جائسی صاحب چیئر مین شعبۂ عربی مولانا آزاداردو یونیورسٹی حیدرآبادتحریر کرتے ہیں کہ:

''اس کتاب کی اہمیت وانفرادیت ہے کہ یہ بیک وقت حدیث کی بھی کتاب ہے اور تصوف کی بھی۔اس کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کتاب نہ صرف ان تمام دعوؤں کا بطلان کرتی ہے جن کے مطابق عہد سلطنت میں علم حدیث کبریت احمر یا عنقا کی مانند تھا بلکہ یہ اہل تصوف کی حدیث شریف سے وابستگی کی بھی پختہ دلیل ہے۔اس کتاب کے حدیثی مآخذ متنوع ہیں جن میں کتب ستہ کے علاوہ حدیث کی درجنوں کتابیں شامل ہیں جیسے مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی ،طبرانی کی معاجم، حلیۃ الاولیاء للاصبھانی اور مجمع الزوائد اور الجامع الصغیر وغیرہ-اس کتاب کی بعض مرویات تفسیر،تاریخ اور ادب کی کتابوں سے بھی ماخوذ ہیں جیسے احکام القرآن، البدایۃ والنھایہ اور نفح الطیب ۔''(۱)

راقم الحروف نے اس پر ترجمہ وتخریج وتحشیہ کا کام کیا ہے۔ ۲۰۱۲ء میں مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف سے شائع ہوا ہے۔

(۳)مونس الفقرا:- یہ ایک عرفانی رسالہ ہے ،علوم ومعارف کا گنجینہ ہے، معمولات مشائخ چشت کا بیان نہایت دلنشیں انداز میں کیا گیا ہے۔مشائخ چشت کے اوراد ووظائف کے لیے یہ نہایت بابرکت رسالہ ہے۔یہ رسالہ مریدین ومتوسلین کی تربیت لیے ترتیب دیا گیا تھا۔رسالہ کا کوئی نسخہ موجود ہے یا نہیں؟ میرے علم میں نہیں آسکا۔

(۴)خانوادۂ چشت:- نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ نہایت اہم کتاب ہے۔اس میں مشائخ چشت کے حالات وکوائف کا بیان ہے۔مختلف خانوادۂ چشت کی تفصیل درج ہے۔البتہ اس میں کتنے اور کن کن مشائخ کا ذکر جمیل شامل ہے تفصیل نہیں ملی۔ یہ کتاب ناپید ہے۔صرف کتابوں میں ذکر ملتا ہے۔

۱۔ دیکھئے: مقدمۂ انیس الغربا، ترجمہ عبدالخبیر اشرفی مصباحی،مطبوعہ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال۔

وصال پرملال: آپ علیہ الرحمہ کا وصال ۱۱/ذی قعدہ ۸۱۳ھ کو پنڈوہ شریف میں ہوا۔(۱)

3- صاحب ولایت رائے بریلی حضرت شیخ عادل الملک جونپوری ثم رائے بریلوی علیہ الرحمہ

حضرت شیخ عادل الملک بن شیخ عالم الملک علیہ الرحمہ کا پورا خانوادہ علم وفضل سے مالا مال تھا، افراد خاندان ولایت وبزرگی میں ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے تھے، آپ علیہ الرحمہ کے پردادا شیخ بہاء الدین جونپوری علیہ الرحمہ ولایت کے تاجدار اور طریقت کے شہسوار تھے۔ان کی ولایت وبزرگی کا شہرہ پورے عالم میں تھا، غایت درجہ کے عابد ومرتاض شخصیت تھی۔آپ بھی نہایت خدارسیدہ وصاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔آپ علیہ الرحمہ کے ترجمہ وتعارف کے لیے مندرجہ ذیل دو حوالے کافی ہیں:

صاحب بحر ذخار علامہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی لکھتے ہیں کہ:

''آں زبردست وادی ولایت، آں بالا دست دست حمایت، آں افضل وکمال (اکمل) معمور، حضرت عادل الملک صاحب ولایت بریلی رائے پور، [رائے بریلی] مرید وخلیفہ شیخ علاء الحق بنگالی است۔فرزندان آں حضرت گویند بسا صاحب کمال وعالی احوال ذخیرۂ خرق عادات بود۔سلطان شرقی جونپوری ہرگاہ قلعۂ بریلی [رائے بریلی] را بنا ساخت تا پیر جوگی (سرجوگی) آں جا بود از تصرف خود حدود قلعہ را مسمار می ساخت، سلطان شرقی آں حضرت را بصد تمنا در بریلی [رائے بریلی] مقیم ساخت قلعہ از شر جوگی بجہت برکت قدوم وی محفوظ ماند، اولاد آں صاحب کمال بکثرت در بریلی [رائے بریلی] موجود۔''

ترجمہ:

وادی ولایت میں غالب، دست حمایت کے حاکم ومختار، فضل وکمال میں جامع

۱۔نور قطب عالم شیخ احمد نور الحق والدین علیہ الرحمہ کی تفصیلی سوانح حیات، ان کی خدمات جلیلہ، خانقاہ علائیہ پنڈوہ شریف کی شہرت ومرجعیت اور ہندوستان میں واصلان خانقاہ علائیہ کی نہ مٹنے والے نقوش کے بارے میں تفصیلاً جان کاری کے لئے ہماری کتاب ''شیخ نور قطب عالم حیات اور کارنامے'' کی اشاعت کا انتظار کیجیے۔مختصر سوانح حیات کے لیے ہماری مطبوعہ کتاب ''انیس الغربا'' اردو ترجمہ، کا مقدمہ مطالعہ کیجئے۔

ولبریز، صاحب ولایت رائے بریلی حضرت عادل الملک، حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ ان کے صاحبزادگان کہتے ہیں کہ: بڑے صاحب کمال، بلند احوال اور خزانۂ کرامات وخرق عادات بزرگ تھے۔ سلطان [ابراہیم] شرقی جونپوری نے جب قلعۂ رائے بریلی کی بنیاد رکھی اس وقت وہاں ایک جوگی رہتا تھا، اس جوگی نے اپنے اختیار سے قلعہ کی بنیاد وحدود مسمار کر ڈالی تھی۔ سلطان شرقی نے نہایت التجا وتمنا کے ساتھ حضرت شیخ علیہ الرحمہ کو رائے بریلی میں بسایا، قلعہ رائے بریلی حضرت کے قدم مبارک کی برکت سے اس جوگی کے شر وفساد سے محفوظ ومامون ہو گیا۔ اس صاحبِ کمال بزرگ کی اولاد آج بھی بکثرت رائے بریلی میں موجود ہیں۔(۱)

صاحب نزہۃ الخواطر شاہ عبد الحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں:

''الشیخ الکبیر عادل الملک بن عالم الملک بن عبد الملک بن بھاء الدین بن ظھیر الدین بن بدیع الدین الحسینی الاسماعیلی الکھرامی ثم الجونپوری أحد المشایخ المشھورین، ولد ونشأ بجونپور وقرأ العلم بھا علی أساتذۃ عصرہ، ثم سار الی پنڈوہ، وأخذ الطریقۃ عن الشیخ علاء الدین عمر بن اسعد اللاھوری ثم الپنڈوی، وعاد الی جونپور فأقام بھا زمانا، وجاء بہ سلطان الشرق الی رای بریلی سنۃ عشرین وثمان مأۃ وأسکنہ بھا، وکان الشرقی یتبرک بہ، وقبرہ خارج القلعۃ ببلدۃ رای بریلی کمافی سیرۃ السادات۔''

ترجمہ:

۱۔ شیخ وجیہ الدین اشرف، بحر ذخار، ص: ۵۰۱، ۵۰۲، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔ نفس مرجع میں ''رائے بریلی'' کو ''بریلی رائے پور'' اور ''بریلی'' لکھا گیا جو ناسخ کی غلطی ہے۔ حضرت عادل الملک علیہ الرحمہ کی ولادت جونپور میں ہوئی، سلطان ابراہیم شرقی علیہ الرحمہ کی گزارش پر آپ نے رائے بریلی کو دائمی وطن بنالیا، آخری وقت تک یہیں قیام فرما رہے، مزار اقدس بھی رائے بریلی میں ہے۔ اس پر پہلا قرینہ یہ ہے کہ: خود صاحب کتاب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ: ''شیخ نصیر الدین مانک پوری و شیخ عادل الملک صاحب ولایت رائے بریلی اکمل خلفائے ایشانست۔'' دوسرا قرینہ یہ ہے کہ: بریلی میں ۹۰۰ھ کے اوائل میں مسلمانوں کی بڑی آبادی نہیں تھی اور وہ علم کا مرکز بھی نہیں تھا۔ رائے بریلی صدیوں سے علما ومشائخ کو اپنے گود میں پالتا رہا ہے اور وہاں سے اکابر علما ومشائخ نے پرچم علم وعمل پھہرایا ہے۔

شیخ کبیر عادل الملک بن عالم الملک بن عبد الملک بن بہاء الدین بن ظہیر الدین بن بدیع الدین حسینی اسماعیلی کہرامی ثم جونپوری مشائخ مشہورین میں سے ایک ہیں۔ جونپور میں پیدا ہوئے، وہیں نشونما ہوئی اور اپنے زمانے کے اساتذہ سے اسی شہر میں علم حاصل کیا۔ پھر پنڈوہ شریف تشریف لے گئے۔ شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی سے طریقت وخلافت حاصل کی۔ پھر جون پور واپس تشریف لائے اور ایک زمانے تک یہیں قیام فرما رہے۔ سلطان شرقی انھیں ۸۲۰ھ میں رائے بریلی لے آئے اور اسی شہر میں ہمیشہ کے لیے بسا دیا۔ سلطان شرقی ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔ سیرت السادت میں لکھا ہے کہ: ان کی قبر قلعۂ رائے بریلی کے باہر ہے۔"(۱)

4- تاجدار ولایت شیخ نصیر الدین مانک پوری علیہ الرحمہ

سرزمین مانک پور کو پنڈوہ شریف سے گہرا لگاو تھا، مانک پور کی عظیم شخصیتوں نے اس در سے اکتساب فیض کیا ہے۔ جن میں شیخ حسام الدین مانک پوری خلیفۂ شیخ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کی ذات بھی شامل ہے۔ حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین مانک پوری علیہ الرحمہ بھی ان میں سے ایک ہیں۔ جو اسی نام سے جانے جاتے ہیں اور آپ کے نام کے ساتھ مانک پوری کی نسبت لگتی ہے۔ آپ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا شمار اکابر خلفا میں ہوتا ہے۔

شیخ نصیر الدین نام سے ایک شخصیت اور ہے جن کا تعلق بھی پنڈوہ شریف سے ہے۔ آپ نور قطب عالم شیخ احمد نور الحق والدین پنڈوی علیہ الرحمہ کے حقیقی بھانجے تھے۔ آپ پنڈوہ شریف سے مانک پور ہجرت کر گئے تھے۔ آپ کا مزار بھی مانک پور میں ہے۔ نہایت اختصار کے ساتھ مصنف آئینہ آودھ سید شاہ ابو الحسن مانک پوری نے آپ کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ کی یہ دونوں شخصیتیں ایک ہی ہیں یا الگ الگ؟ تحقیق نہیں ہو پائی۔

خلیفۂ مخدوم العالم شیخ نصیر الدین مانک پوری علیہ الرحمہ کے بارے میں علامہ شیخ

۱۔ شاہ عبد الحئ لکھنوی، نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، ج:۲، ص:۲۵۶، ناشر دار ابن حزم، بیروت، لبنان، سن اشاعت ۱۹۹۹/۱۴۲۰۔

وجیہ الدین اشرف لکھنوی تحریر کرتے ہیں کہ:

"شیخ نصیر الدین مانک پوری و شیخ عادل الملک صاحب ولایت رائے بریلی اکمل خلفائے ایشانست۔"(۱)

شیخ نصیر الدین مانک پوری اور صاحب ولایت رائے بریلی شیخ عادل الملک حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے کامل ترین خلفا میں سے تھے۔

مرأۃ الاسرار کے مصنف علامہ عبد الرحمان چشتی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"آپ کے ایک اور خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین مانک پوری ہیں جو بہت بلند مقام بزرگ تھے۔ وہ شیخ ابوسعید ابوالخیر کے ہم مشرب تھے۔ یہ فقیر کاتب حروف ان کی زیارت سے فیضیاب ہو چکا ہے۔ بڑے بزرگ اور صاحب تصرف تھے۔ آپ کا مزار سرائے مانک پور میں ہے۔"(۲)

5- مشعل راہ ہدایت

حضرت شاہ حسین غریب دھکڑ پوش علیہ الرحمہ

مشہور بزرگ حضرت سید شہاب الدین پیر جگ جوت علیہ الرحمہ کی چار شہزادیاں تھیں اور چاروں اپنے وقت کی کامل ترین خواتین میں شمار ہوتی تھیں، چاروں عابدہ زاہدہ ولیہ تھیں اور چاروں کی شادیاں اولیائے روزگار سے ہوئی تھیں۔ ان میں تیسری صاحب زادی حضرت بی بی کمال کاکوی علیہا الرحمہ تھیں، ان کی شادی مخدوم سلیمان لنگر زمیں علیہ الرحمہ سے ہوئی، حضرت بی بی کمال علیہا الرحمہ کے بطن سے حضرت مخدوم سید عطاء اللہ قادری پیدا ہوئے جو شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہیں اور بی بی کمال (اپنی والدہ کا ہم نام) پیدا ہوئیں جن کے بطن سے شاہ حسین غریب دھکڑ پوش ہیں۔ حضرت شاہ حسین غریب دھکڑ پوش بڑے پُرفیض بزرگ تھے، زبان میں حد درجہ تاثیر تھی۔ آپ کی ذات والاصفات سے

۱۔ شیخ وجیہ الدین اشرف، بحر ذخار، ص: ۵۰۱، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔

۲۔ شیخ عبد الرحمان چشتی، مرأۃ الاسرار، ص: ۱۰۱۵، مطبوعہ مکتبہ جام نور، ۱۹۹۹ء/۱۴۱۸ھ۔

ایک زمانہ فیض یاب ہوا۔

علامہ سید قیام الدین نظامی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت سید شہاب الدین پیر جگ جوت کی تیسری صاحب زادی حضرت بی بی کمال کاکوی تھیں جن کا مزار صوبہ بہار کے موضع کاکو میں مرجع خلائق ہے اور جن کی بزرگی اور فیض سے ایک زمانہ فیض یاب ہو رہا ہے۔ آپ کی شادی حضرت مخدوم سلیمان لنگرزمیں کاکوی ابن شیخ عبد العزیز منیری ابن محمد تاج فقیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، جن کے صاحب زادے مخدوم عطاء اللہ، صاحب زادی بی بی کمال (ہم نام والدہ) اور نواسہ حضرت شاہ حسین غریب ڈھکڑ پوش قدس اسرارہم اپنے وقت کے صاحب کشف وکرامت بزرگ شمار کئے جاتے ہیں۔''(۱)

حضرت شاہ حسین غریب ڈھکڑ پوش علیہ الرحمہ کے والد کا نام شاہ حسام الدین ہے، آپ زہد وتقوی اور عبادت وریاضت میں یکتا تھے۔

حاصل یہ ہے کہ خلیفۂ مخدوم العالم حضرت مخدوم شاہ حسین غریب ڈھکڑ پوش علیہ الرحمہ، حضرت بی بی کمال بنت حضرت شہاب الدین پیر جگ جوت کے نواسے، حضرت بی بی کمال بنت مخدوم سلیمان لنگرزمیں کے صاحبزادے اور حضرت مخدوم سید عطاء اللہ قادری بغدادی خلیفۂ نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ کے بھانجے تھے۔

آپ علیہ الرحمہ کے بارے میں علامہ محمود احمد رفاقتی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت بی بی کمال (بنت حضرت مخدوم سلیمان لنگرزمیں ہمشیرہ حضرت مخدوم عطاء اللہ قادری) کے فرزند حضرت شاہ حسین ڈھکڑ پوش تھے۔ وہ حضرت مخدوم علاء الدین پنڈوی کے مرید وخلیفہ تھے۔ قصبہ بہار شریف کی حاضری کے موقع پر حضرت مخدوم سید اشرف سمنانی قدس سرہ ان سے ملاقات کرتے تھے۔''(۲)

۱۔ سید قیام الدین نظامی، شرفا کی نگری، ص: ۹۲، ناشر نظامی اکیڈمی، کراچی، سال اشاعت باردوم ۲۰۰۴ء۔

۲۔ مفتی محمود احمد رفاقتی، سوانح رفاقتی، ص: ۵۴، سن اشاعت ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء۔

6- بانی مساجد و خانقاہ کثیرہ

سلطان حسین شاہ شرقی جونپوری علیہ الرحمہ

سلاطین شرقیہ کے تعلقات واصلان خانقاہ علائیہ سے جگ ظاہر ہیں۔ یہ تعلقات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ ہی کے دور میں قائم ہو چکے تھے۔غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی اور نور قطب عالم شیخ احمد نور الحق پنڈوی علیہما الرحمہ کے دور میں گہرے ہو گئے۔ ان حضرات نے براہ راست ومراسلات کے ذریعے مفاد عامہ کے لیے سلاطین شرقیہ سے بہت کام کرائے جس سے مسلمانوں کی عزت وآبرو اور جان ومال کی حفاظت بھی ہوئی اور پرچم شوکت اسلام بھی بلند رہا۔ ان سلاطین میں سلطان حسین شاہ شرقی کا نام مذہبی اعتبار سے جلی حرفوں میں لکھے جانے کے لائق ہے۔شاہ حسین شرقی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔

ڈاکٹر میاں محمد سعید لکھتے کہ:

''شیخ نور قطب عالم نے میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کو راجا کنیس (گنیش، جو بطور یہ ضلع راج شاہی کا جاگیر دار تھا) کے بنگال پر قبضہ اور مسلمانوں کے قتل عام کی اطلاع کی اور سلطان ابراہیم کو بھی ان حالات کا علم ہوا تو وہ ایک لشکر جرار لے کر بنگال کی طرف بڑھا، مگر راستے میں پہلے اس نے اپنے باج گزار راجا شیو سنگھ والی ترہٹ کی گوشمالی کی کیوں کہ اس نے بھی راجا کنیس کے بھڑکانے پر وہاں کے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ بالآخر اس نے اس کی جگہ راجا دیو سنگھ کو بحال کیا۔ وہاں ایک مسجد بنوائی اور **مخدوم شاہ سلطان حسین خلیفۂ علاء الحق کے لیے رہائش گاہ بھی تعمیر کروائی** تا کہ وہاں اشاعت اسلام کا کام باقاعدگی سے جاری رہے۔''(۱)

حضرت سلطان حسین شاہ شرقی کو میدان سیاست میں سلطنت دہلی کے بالمقابل بڑی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر میدان علم وعمل میں آپ نے بے شمار کامیابیاں حاصل

۱۔ ڈاکٹر میاں محمد سعید، تذکرۂ مشائخ شیراز ہند ص:۱۲۶، ناشر اسلامی بک پبلشرز، فضل الٰہی مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت بار دوم مع ترمیم واضافہ ۱۴۰۵ / ۱۸۸۵۔

کیں۔آپ کوشعروشاعری سے کافی لگاوتھا۔کئی راگ وطرز کے آپ موجد مانے جاتے ہیں۔ابتدائی دورحکومت میں بڑی کامیابیاں حاصل کیں آخری دورنا کامیوں سے بھرا رہا۔ ۱۳ سال تک برسر اقتدار رہے۔زندگی کے اہم اور قیمتی لمحات میں سے پورے سات سال بنگال میں گذاردئے۔(۱)

7-پاسبان خانقاہ علائیہ حضرت مولانا شیخ علی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا شیخ علی علیہ الرحمہ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے خلفائے خاص میں سے تھے۔ ہمیشہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ جب خانقاہ علائیہ میں تشریف لے گئے اور حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے کمال شفقت ومحبت سے آپ کا استقبال کیااور خانقاہ علائیہ میں لاکر بیعت وارادت سے مشرف فرمایا،اس وقت حضرت شیخ مولانا علی علیہ الرحمہ خانقاہ معلیٰ میں موجود تھے۔انھوں نے مرید صادق پر شیخ کامل کے خاص نوازشات کو اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا تھا اور فی البدیہ اپنے قلبی تأثرات کا اظہار نظم کی شکل میں کیا تھا۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

''جب ارادت کے تمام احکام بجالائے لوگوں نے مبارک باددی۔حضرت مولانا علی نے جوخاص فضلا وخلفاء میں سے ایک تھے فی البدیہ یہ شعر پڑھے:

مرید عشق را از پیر ارشاد   جہاں آمد مبارک باد کردہ
درآوردہ بسرقیدِ ارادت   زبند روزگار آزاد کردہ

ترجمہ:

مریدعشق کوپیر سے ہدایت ملی،اہل عالم مبارک باددینے کے لیے آئے،شروع ہی

ا۔عبدالحیٔ لکھنوی،نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر،ج:۳،ص:۲۴۶،ناشر دارابن حزم بیروت،لبنان،سن اشاعت ۱۹۹۹/۱۴۲۰۔

سے ارادت کی قید میں لایا گیا اور دنیا کی قید سے آزاد کر دیا گیا۔(۱)
حضرت شیخ مولانا علی علیہ الرحمہ کا مزید تذکرہ وتعارف دست یاب نہیں ہوا۔

8- انتخاب مخدوم العالم شیخ عبد اللہ علیہ الرحمہ

حضرت مخدوم شیخ عبد اللہ علیہ الرحمہ، حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے خادم خاص تھے۔ حضرت مخدوم العالم اپنا ذاتی ہر چھوٹا بڑا کام ان ہی سے لیا کرتے تھے۔ لطائف اشرفی میں آپ علیہ الرحمہ کا ذکر ہے۔(۲) آپ علیہ الرحمہ کے بارے میں مشہور یہی ہے کہ حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت سے شرفیاب فرمایا تھا۔ راقم الحروف کو کسی تاریخی کتاب میں اس کی صراحت نہیں ملی۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ خلفا کے علاوہ اور بھی خلفا ہوں گے اور یقیناً ہوں گے۔ تاریخ کے وسیع بیابان میں گوشہ نشیں ان خلفاء کی جستجو جاری ہے۔ صفحات تاریخ پر منقش ان کے ناموں کی زیارت سے اللہ عزوجل میری آنکھوں کو شرف عطا کرے۔

۱۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۵۶، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ دیکھئے: حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۵۴، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

کشف وکرامات

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ کی زبان میں حددرجہ تاثیرعطافرمائی تھی۔جس کے لیے جوفرمادیتے تھے وہ ہوکر رہتا تھا۔آپ کی کرامتوں اورخوارق عادت باتوں کا ذکر تاریخی کتابوں میں چیدہ چیدہ ملتا ہے۔ہم ان باتوں کوممکنہ حدتک یکجا کرنے کی کوشش کریں گے،ان شاءاللہ تعالیٰ۔

دل سے جوبات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اور دیگر مؤرخین نے باتفاق آپ کی یہ کرامت بیان فرمائی ہے کہ:

''ایک بار شیخ علاء الدین قدس سرہ کی خانقاہ پر چند قلندر آ پہنچے،ان کے پاس ایک بلی تھی جو وہاں آ کر گم ہوگئی اور کہیں چلی گئی۔قلندروں نے حضرت کو کہا کہ: آپ کی خانقاہ میں ہماری بلی گم ہوگئی ہے،اسے کہیں سے تلاش کر کے ہمیں دو۔آپ نے فرمایا: میں کہاں سے تلاش کروں! ایک قلندر نے کہا: شاخ آہو سے تلاش کرومگر ہمیں لاکردو۔آپ نے فرمایا: تمہیں تو شاخ آہو،ہرن کی سینگ سے ہی سزا ملے گی۔ایک اورقلندر آگے بڑھا اس نے بدزبانی شروع کردی اور کہنے لگا: ہماری بلی تو دینے پڑے گی،ہم اپنی بلی کہاں سے لائیں؟ کیا ہم اپنے خصیوں سے لائیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں،تمہیں توتمہارے خصیوں سے ہی ملے گی۔جب قلندرخانقاہ سے روانہ ہوئے تو سامنے سے ایک طاقتور بیل آرہا تھا،اورجس قلندر نے شاخ آہو سے بلی لانے کو کہا تھا اسے اپنے سینگوں پر اٹھالیا اور زمین پردے مارا اور وہ ہلاک ہوگیا۔اورجس نے خصیوں سے بلی لانے کو کہا تھا اس کے خصیے اس قدرسوج گئے کہ وہ اسی وقت مرگیا۔یہ دونوں قلندر اپنی گستاخی کی سزا کو پہنچ گئے۔''(۱)

۱۔مفتی غلام سرور لاہوری،خزینۃ الاصفیا،ج:۲،ص:۲۴۷، ۲۴۸،مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ،لاہور،سن اشاعت ۲۰۰۱،
محدث عبدالحق دہلوی،اخبارالاخیار،ص:۳۱۰،۳۱۱،دانش بکڈپو،دیوبند،سن اشاعت ندارد۔

ایک ہی وقت میں متعدد جگہوں پر موجود

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو اللہ عزوجل نے یہ قدرت دی تھی کہ جس جگہ چاہیں پلک جھپکتے ہی جاسکتے تھے۔متعدد روحانی وجود کے ساتھ متعدد جگہوں پر جلوہ آرا ہوسکتے تھے۔

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''میرے مخدوم (شیخ علاء الحق پنڈوی) کے حکم سے اکثر لوگ پہاڑوں میں رہتے تھے اور ایک دوسرے سے فصل بھی تھا، جب وہ لوگ خدمت معینہ کے بعد حضرت علاء الحق کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بیان کیا کرتے تھے کہ فلاں روز شیخ ہمارے پاس آئے تھے حالانکہ مخدومی ایک ساعت کے لیے بھی خانقاہ سے باہر نہیں گئے۔''(۱)

اسی طرح امرا و سلاطین خوش عقیدت جب میدان جنگ سے آپ کو امداد کے لیے پکارتے تھے تو آپ وہاں حاضر ہوتے تھے۔ بعد میں علم ہوتا کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ خانقاہ علائیہ سے اپنی روحانی طاقت وقوت سے طرفۃ العین میں پہنچے تھے اور جسم اطہر خانقاہ ہی میں موجود تھا۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

''ہمارے حضرت مخدوم (شیخ علاء الدین گنج نبات قدس سرہ) کو ان کے بعض مرید سلاطین اور نامدار بادشاہوں نے جنگ وجدال اور میدان کارزار میں اپنی مدد کے لیے یاد کیا ہے تو انھوں نے فریق مخالف سے جدال وقتال اور باغیوں سے مقابلہ کیا ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ حضرت نے تو خانقاہ سے ایک قدم بھی نہیں نکالا تھا۔''(۲)

لطائف اشرفی کی مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہان زمانہ بھی حضرت

۱۔لطائف اشرفی، ج:۱،ص:۲۳۸،۲۳۹،ترجمہ سید شاہ عبدالحئی اشرف کچھوچھوی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔

۲۔حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ چہارم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱،ص:۱۵۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی کے مرید تھے۔ کاش! ان بادشاہوں کے نام اور ان جنگوں کے نام مل جاتے جن میں مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے ان کی روحانی مدد فرمائی تھی۔ مگر ایسا نہیں ہو پایا۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

دور سے ہی یار کی خوشبو سونگھ لی

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ ترک سلطنت کر کے ہندوستان کے لیے روانہ ہوئے۔ جب آپ پنڈوہ شریف کے قریب پہنچے۔ اس وقت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنی خانقاہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے، باہر آئے، مریدین سے مخاطب ہوکر گویا ہوئے: یار کی خوشبو آرہی ہے، شاید وہ آ گئے۔

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مخدومی (شیخ علاء الحق پنڈوی) قیلولہ میں تھے کہ یکا یک نیند سے جاگ اٹھے اور اچانک باہر آ گئے کہ دوست کی خوشبو آرہی ہے، شاید آ گئے۔

زبوے یار خوش حالم چو یعقوب مگر آں یوسف ثانی رسیدہ
بشوق دیدن آں نورِ دیدہ چو اشک از مردمے بیروں دویدہ

دوست کی خوشبو سے میں مثل یعقوب خوش حال ہوں، شاید وہ یوسف ثانی آ پہنچا، اس نور نظر کو دیکھنے کے شوق میں آنکھ سے ڈھلکنے والے آنسو کی مانند باہر دوڑنے لگا۔''(۱)

مردہ گھوڑے زندہ ہو گئے

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کے حقیقی بھتیجے سید شاہ ابراہیم ابن سید شاہ جلال الدین بدایونی علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند حضرت مخدوم سید شاہ فرید الدین طویلہ بخش علیہ الرحمہ کی شادی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی شہزادی سے ہوئی تھی۔ حضرت مخدوم طویلہ بخش پنڈوہ شریف میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کپڑا سینے کا

۱۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج:۲، ص:۴۹، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

کام کرتے تھے۔ایک دن ایک گھوڑے کا تاجر آیا، اس نے آپ کے مقام ومرتبہ کو سمجھا نہیں اور عامیانہ کلام کرنا شروع کردیا، حضرت مخدوم طویلہ بخش علیہ الرحمہ کے دل کو ٹھیس پہنچی اور ان کے سارے گھوڑے مر گئے، پھر بعد میں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی نگاہ التفات سے زندہ ہو گئے۔

مولانا سید قیام الدین نظامی لکھتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ گھوڑے کا ایک تاجر وہاں (پنڈوہ شریف میں جہاں مخدوم سید طویلہ بخش علیہ الرحمہ کپڑے کی سلائی کرتے تھے) ٹھہر گیا اور اس نے حضرت کو اپنا کپڑا سینے کو دیا، آپ نے اس تاجر سے پوچھا: ''یہ گھوڑے کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جائیں گے''؟ اس نے جواب دیا: تم اپنا کام کئے جاؤ، تم کو کیا مطلب ہے کہ گھوڑے کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جائیں گے۔ جئیں گے یا مریں گے۔ آپ نے فرمایا: ''جئیں گے یا مریں گے ہم کو کیا''۔ دوسرے دن صبح کو سارے گھوڑے مردہ پائے گئے۔ تاجر پریشان ہوا۔ اس نے لوگوں سے کل کی بات کا ذکر کیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ آپ حضرت شیخ علاء الحق کے داماد ہیں تو وہ تاجر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے حضرت مخدوم کو بلایا اور کہا: ''جوانی کا غصہ نہیں جاتا ہے؟ غریب کے گھوڑے تم نے مار ڈالے''۔ آپ نے فرمایا: ''حضور مجھے کیا، گھوڑے مرتے ہوں یا جیتے ہوں''۔ حضرت شیخ علاء الحق نے تاجر سے کہا: جاؤ گھوڑے زندہ پاؤ گے اور حضرت مخدوم فرید الدین قدس سرہ کو طویلہ بخش کا لقب عطا فرمایا۔''(۱)

میلوں فاصلے سے آمدِ مہمان کی اطلاع دے دی

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ بیعت وارادت کی نیت سے پنڈوہ شریف تشریف لا رہے تھے۔ آپ کی آمد کا حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو انتظار تھا، ایک دن آپ نے اچانک ہم نشینوں کو خوش خبری سنائی کہ ہم جن کے

۱۔ سید قیام الدین نظامی، شرفا کی نگری، ج:۱، ص:۱۲۶، ناشر نظامی اکیڈمی، کراچی، سن اشاعت بار دوم ۲۰۰۴۔

منتظر ہیں وہ قریب آ چکے ہیں عنقریب ان کی زیارت حاصل ہوگی۔

لطائف اشرفی شیخ نظام یمنی نے لکھا ہے کہ:

حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: ''ہم نے جس ہستی کے لیے دو سال تک انتظار کیا ہے اور ملاقات کے لیے راہ دیکھتے رہے ہیں۔ اس کی زیارت عنقریب حاصل ہوگی:

بشارت می دہند از عالم غیب　　　مرا ہردم بگوش سر ز الہام
کہ آں موعود دولت بر درتو　　　رسد امروز فردا ے بہ ہنگام
امانت می سپارند برتو زنہار　　　برآورد کام او از دل سرانجام

میں سر کے کانوں سے سنتا ہوں اور مجھے ہر دم عالم غیب سے از راہ الہام خوش خبری دیتے ہیں کہ دولت جس کا وعدہ کیا گیا ہے آج یا کل اپنے وقت پر تیرے دروازے پر پہنچے گی۔ تجھے امانت سپرد کی گئی تو تو بھی تہ دل سے اس کے مقصد کو پورا کر۔

آپ نے احباب اور اصحاب سے یہ بات مکرر کہی۔''(۱)

چنانچہ ابھی دو دن بھی نہ گذرے تھے کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی آمد کی اطلاع ملی اور حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی نہایت والہانہ عقیدت ومحبت کے ساتھ انھیں اپنی خانقاہ معلیٰ میں لے آئے۔

جائے قبر کی نشاندہی کردی

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

''ایک شب حضرت مخدومی (شیخ علاء الحق پنڈوی) اور قدوۃ الکبریٰ (مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی) سحری کرنے کے لیے ایک ساتھ بیٹھے تھے اور حقائق ومعارف پر گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک حضرت مخدومی نے ارشاد فرمایا: بیٹے! آپ اپنی جگہ دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے عرض کیا کہ: حضرت مخدومی زیادہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ فرمایا: اس تالاب کے

۱۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۲، ج: ۲، ص: ۸۴، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

درمیان جو دائرہ کی طرح گول ہے، ٹیلے کی مانند نظر آرہی ہے وہی آپ کی مٹی کی جگہ ہوگی۔"(۱)
چنانچہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا مزار دائرۂ تالاب کے اندر ٹیلہ پر واقع ہے۔

سنارگاؤں میں برسی سونے کی بارش

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ قیام پنڈوہ شریف کے دوران سنارگاؤں تشریف لے گئے تھے، یہ وہی سنارگاؤں ہے جہاں مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ نے دو سال تک جلاوطنی کی زندگی گزاری تھی۔ یہاں حضرت مخدوم العالم کی برکت سے سونے کی بارش ہوئی تھی۔ لطائف اشرفی کی ایک مختصر عبارت درج کی جارہی جس سے سنارگاؤں کی اسلامی ساخت کے ساتھ ساتھ اس کرامت کی سند بھی فراہم ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"یہاں (سنارگاؤں میں) نادر قسم کے مکان تعمیر کئے گئے ہیں۔ خاص طور علی مردان کی تعمیر کردہ مسجد ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد نادر روزگار عمارت ہے۔ تین سو ساٹھ گنبد ظاہر طور پر نظر آتے ہیں باقی گنبد دریا کے اندر ہیں۔ ہم ایک عرصہ تک اس مسجد میں گوشہ نشیں اور عبادت میں مشغول رہے۔ یہاں دانش مند مردوں اور اعلیٰ خاندانوں کی کثرت ہے۔ **حضرت المخدومی کی انفاس مبارک کی برکت سے یہاں تین دن تک سونے کی بارش ہوئی تھی**۔ یہاں انتہائی فرحت بخش باغات اور حوض ہیں۔"(۲)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آپ کی کرامتیں پنڈوہ شریف و بنگال میں مشہور معروف ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ: بعض کرامتوں کی نشانیاں کچھ جگہوں پر اب بھی باقی ہیں۔ مگر ہم نے انھیں کرامتوں کو رسالۂ ہذا میں جگہ دی ہے جن کی اصل کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ سینہ بہ سینہ کرامتوں کا ہم نے یہاں ذکر نہیں کیا ہے۔

۱۔ حضرت نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۳، ج:۲، ص:۷۷، مترجم پروفیسر ایم۔ ایس لطیف اللہ، ناشر محمد ہاشم رضا اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۳۵، ج:۲، ص:۲۵۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

کسی بھی ولی کی کرامت اس کی ولایت کا معیار نہیں ہوتی، اصل معیار تقوی و پرہیزگاری ہے۔مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا معیار تقوی دیکھنا ہو،خوف خدااور خوف آخرت کے تعلق سے ان کے دل کی کیفیات ملاحظہ کرنا ہوتو ان کے اقول و آثار پر نظر کیجیے جو رسالہ کی آخری فصل میں بیان کیے گئے ہیں۔

وصال اور تاریخہائے وصال

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی تاریخِ وصال میں مؤرخین کا اختلاف پایا جاتا ہے۔تلاش وجستجو کے بعد تین اقوال سامنے آئے ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

پہلا قول: بعض مؤرخین نے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی تاریخ وصال پہلی رجب ۸۰۰ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۳۹۸ء قرار دیا ہے۔

مشہور عیسائی مؤرخ اور اورینٹلسٹ پروفیسر بلوچمان جارنل آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال ۱۸۷۳ میں لکھتے ہیں کہ:

Ala ul Haq died on the 1st Rajab 800, or 20th March 1398, and his tomb is at Hazrat Pandua.

شیخ علاء الحق پہلی رجب ۸۰۰ھ یا ۲۰ مارچ ۱۳۹۸ء میں وفات پائے، ان کا مزار حضرت پنڈوہ میں ہے۔(۱)

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں، شیخ الطریقہ شیخ عبد الرحمان چشتی نے مرأۃ لاسرار میں، جامع الصفات حضرت علامہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی نے بحر ذخار میں، حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیا میں اور دیگر محققین نے بھی حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا سن وصال ۸۰۰ھ لکھا ہے۔

۱۔ Journal of the Asiatic Society of Bengal 1873 Page number 262, مضمون نگار پروفیسر بلوچمان، مطبوعہ جی، ایچ روز باپٹیسٹ مشن پریس کلکتہ، سن اشاعت ۱۸۷۳۔ بنگال میں پنڈوہ نام کی دو جگہیں ہیں: ایک ضلع ہگلی میں اور ایک ضلع مالدہ میں۔ پنڈوہ شریف ضلع مالدہ ایک دور میں ''حضرت پنڈوہ'' کے نام سے مشہور تھا۔ آج بھی بعض لوگ اسی نام کا استعمال کرتے ہیں۔ مؤلف غفرلہ۔

دوسرا قول: بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا وصال ۲۵ رجب ۷۸۶ھ مطابق ۱۴۸۴ء کو ہوا۔

عابد علی خان مالدوی لکھتے ہیں کہ:

"Ala ul Haqq died on the 25th Rajab 786 A.H (1384 A.D.)and the chronogram of his death is as follows:

علاء الحق واصل شد

"Ala ul Haqq has been united with God."

علاء الحق کا وصال ۲۵ رجب ۷۸۶ھ کو ہوا، ان کے انتقال کا مادۂ تاریخ ''علاء الحق واصل شد'' ہے۔(۱)

تیسرا قول: بعض مصادر ومراجع کی شہادت اور پنڈوہ شریف کے عوام وخواص کے مابین شہرت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ: حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی تجہیز وتکفین میں غواص بحر معرفت مخدوم شیخ سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ بھی شریک رہے اور خود نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

شیخ عبدالرحمان چشتی نے اپنی مشہور کتاب مرأۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ:

''جب شیخ علاء الحق کا بنگال میں انتقال ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو وصیت کی کہ میری نماز جنازہ مخدوم جہانیاں پڑھائیں گے اور تم لوگ سبقت نہ کرنا، وہ لوگ حیران تھے کہ مخدوم جہانیاں اوچ میں ہیں، کس طرح یہاں آئیں گے؟ اسی فکر میں تھے کہ حضرت مخدوم پہنچ گئے اور نماز جنازہ کی امامت کی، اس کے بعد ان کے فرزند شیخ نور قطب عالم کی تربیت کی خاطر آپ نے چند روز قیام فرمایا اور اپنے سامنے ایک چلہ کرایا اور انواع واقسام کے فیوض سے مالا مال کر کے واپس چلے گئے۔''(۲)

۱۔عابد علی خان، Memoirs of Gaur and Pandua، ص:۱۰۹، ناشر بنگال سیکریٹریٹ بکڈپو، رائٹرس بلڈنگ، کلکتہ، سن اشاعت ۱۹۳۱ء۔

۲۔مرأۃ الاسرار ص:۹۷۴، ترجمہ کپتان واحد بخش سیال چشتی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور، سال اشاعت ۱۹۹۳ء۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے وصال کے تعلق سے مذکورہ دونوں تاریخوں کو پیش نظر رکھیئے اور حضرت مخدوم سید شاہ جلال الدین جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کا سن وصال ۷۸۵ھ کا لحاظ کیجیے تو ممکن نظر نہیں آتا کہ مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ نے مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ پڑھائی ۔اور اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کا وصال ۷۸۵ھ کو نہیں ہوا۔ کیوں کہ سیرت نگاروں نے آپ کے سال وصال ۷۸۵ھ کے سلسلے میں تقریبا اتفاق کیا ہے۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر تحقیقی نظر رکھنے والے پروفیسر ایوب قادری صاحب آپ کا سالِ وصال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مخدوم کی عمر شریف اٹھتر سال کی ہوئی، سال وفات ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۴ء ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ (۲ فروری ۱۳۸۴ء) عید قرباں چہار شنبہ کا دن تھا۔ نماز دوگانہ ادا کرنے کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور غروب آفتاب کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت، فلاح وخیر اور علم وفضل کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔''(۱)

اس روایت کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا وصال ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۳ء سے پہلے ہوا۔

سنہ ۷۸۵ھ سے پہلے وہ کون سا سال تھا جس کو مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے سال وصال طور پر یاد رکھا جاسکتا ہے۔ ہمیں صرف ایک ہی سند سے وہ سال مل پایا ہے جس کے راوی عارف باللہ سید شاہ محمد ابوالحسن مانک پوری ہیں۔

سید شاہ محمد ابوالحسن مانک پوری اپنی کتاب آئینۂ آودھ میں لکھتے ہیں کہ:

''سنہ ۷۸۰ھ میں انتقال حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی کا ہوا تو حسب وصیت ان کی حضرت مخدوم جہانیاں نے ان کے بیٹے شاہ نور قطب عالم کو ان کا قائم مقام کیا اور کل مراسم تجہیز وتکفین ونماز جنازہ باہتمام سید مخدوم جہانیاں ادا ہوئی اور چندے بپاس خاطر شاہ

۱۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، ص:۱۸۱، ایچ۔ایم۔سعید کمپنی، پاکستان چوک، کراچی، باردوم، سال اشاعت اپریل ۱۹۸۳۔

نور قطب عالم قدس سرہ کے وہاں مقیم رہے۔‘‘(۱)

سید شاہ محمد ابوالحسن مانک پوری اور شیخ عبدالرحمان چشتی کی روایت کی رُو سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ مخدوم سید شاہ جلال الدین جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ اب تاریخی اعتبار سے اس میں کوئی تضاد بھی باقی نہیں رہا۔

مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی پنڈوہ شریف آمد

حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت ہوئی تھی یا نہیں یہ ایک الگ موضوع ہے، البتہ اتنا طے ہے کہ پنڈوہ شریف میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کی تشریف آوری ہوئی تھی، اس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ پنڈوہ شریف میں آپ کی عبادت و چلہ کی جگہ آج بھی موجود ہے۔ متولیان درگاہ نے اس مبارک جگہ پر کتبہ بھی لگایا ہوا ہے۔ نیز پنڈوہ شریف کا تقریبا ہر سنی مسلمان اس بات کو جانتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کی آمد پنڈوہ شریف میں ہوئی تھی۔

مختلف تاریخہائے وصال میں تطبیق اور راجح قول کی نشاندہی

روایات کے درمیان تطبیق دینے کے لیے سید شاہ محمد ابوالحسن مانک پوری مصنف آئینۂ آودھ کی روایت بہت خوب ہے اور اس نظریہ سے یہ راجح معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کثرت روایات اور کثیر ثقہ راویوں کا اتفاق جس جانب ہے وہ یہ ہے کہ: مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا سال وصال ۸۰۰ھ میں ہوا۔

مصنف خزینۃ الاصفیا مفتی غلام سرور لاہوری متعدد تاریخی کتابوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

’’اخبار الاخیار، شجرۂ چشتیہ اور معارج الولایت کے مؤلفین نے آپ کی وفات یکم رجب ۸۰۰ھ لکھی ہے۔ آپ کا مزار پنڈوہ میں ہے۔

۱۔ سید شاہ ابوالحسن مانک پوری، آئینۂ آودھ، ص: ۱۶۹، مطبع نظامی، کانپور ۱۳۰۳ھ۔

بفردوس معلیٰ شد علاء الدین چوں زعالم
برویش زینت تازہ بگلزار جناں آمد
و لی و ہبر علاء الحق والدین است تاریخش
دگر والی و علاء الحق والملت عیاں آمد

ترجمہ

جب دنیا سے علاء الحق فردوس معلیٰ کو چلے ان کے چہرے سے گلزار جناں میں نئی تازگی آگئی، ان کا مادۂ تاریخ وصال ''ولی ورہبر علاء الحق والدین'' [۸۰۰ھ] ہے۔ دوسرا مادۂ تاریخ وصال ''والی وعلاء الحق والملۃ'' [۸۰۰ھ] سے ظاہر ہے۔''(۱)

سال وصال کے تعلق سے ایک اور نظریہ

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ علیہ الرحمہ کی سجادگی کے مسئلہ میں وارثین وخدامین کا اختلاف تھا۔ بعض حضرات شیخ احمد نورالدین معروف بہ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کو سجادہ نشیں بنانے پر راضی نہیں تھے۔ جسے مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے اپنی حسن تدبیر اور شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی نظر عنایت سے حل فرمایا تھا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے وصال کے متصل ایام میں حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ پنڈوہ شریف میں موجود تھے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ اس واقعہ کو نقل کرنے میں بعض لوگوں نے خطا کی ہو اور مرور زمانہ وگردش ایام کی بنا پر ''جہانگیر'' کی بجائے ''جہانیاں جہاں گشت'' مشہور ہو گیا۔ اس نظریہ کا اظہار شاہ بجل رحمان کرمانی نے اپنے کتاب '' تین پیر پرا تیہاس'' میں کیا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: '' ایسا ہوسکتا ہے کہ مقامی لوگوں اور بعض مصنفوں نے

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، ج:۲، ص:۲۴۷، ۲۴۸، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور۔ اصل مرجع میں مصرع اول میں ''چوں از عالم'' کی جگہ ''جواز عالم''، مصرع ثالث میں ''ولی ورہبر'' کی جگہ ''ولی رہبر'' اور مصرع رابع میں ''والی وعلاء الحق'' کی جگہ ''والی علاء الحق'' ہے۔ ہم نے درست کتابت درج کی ہے تاکہ قارئین کو ترجمہ ومادۂ تاریخ سمجھنے میں آسانی ہو۔

''جہانگیر'' کی جگہ پر غلطی سے ''جہانیاں جہاں گشت'' نقل کر دیا ہو۔ ہاں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے وصال کے وقت اور اس کے بعد وہ دونوں [وقت وصال مخدوم جہانیاں جہاں گشت قوت روحانی سے اور بعد وصال مخدوم سید اشرف جہاں گیر قوت جسمانی سے] یہاں تشریف لائے ہوں۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ان [مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی اور مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاری اوچی] کی تاریخ وصال وسال میں کوئی ہیرا پھیری ہو۔''(۱)

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے سال وصال کے تعلق سے اکابر مشائخ کے نظریات وکلمات ہم نے قارئین کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ان ہی کا فیصلہ ناطق ہے۔ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ: **اللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ یرجع کل الامور والآجال۔**

مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کے تعلق سے ایک غلط روایت کی نشاندہی

حضرت مخدوم سید جلال الدین جہاں نیا جہاں گشت علیہ الرحمہ کے بارے میں بعض مصادر میں ملتا ہے کہ آپ علیہ الرحمہ نے نور قطب عالم شیخ احمد نور الحق والدین پنڈوی علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی تھی۔تاریخی اعتبار سے یہ درست نہیں ہے۔کیوں کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کا سن تاریخ وصال ۷۸۵ھ ہے اس وقت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اور ان کے جانشین وخلیفہ حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ باحیات تھے یا مصنف آئینہ آودھ کی روایت کے مطابق مخدوم العالم علیہ الرحمہ وصال فرما چکے تھے اور حضرت شیخ نور قطب عالم باحیات تھے۔

لہذا یہ کہنا کسی بھی صورت میں تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتا کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ احمد نور قطب عالم پنڈوی کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی تھی جیسا کہ سبع سنابل شریف میں لکھا ہے کہ:

۱۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔تفصیل دیکھئے: سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوا رتین پیر پرا تیہاس، ص: ۱۴۳، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔

''نقل ہے کہ مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہ مخدوم شیخ نور قطب عالم پنڈوی کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے پنڈوہ شریف تشریف لائے، جب آپ کو مرقد پاک میں اتار دیا گیا اور تمام لوگوں کو واپسی کی اجازت مل گئی اور بادشاہ وقت کہ وہاں حاضر تھا وہ بھی رخصت ہونے لگے تو حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ سے اس نے عرض کیا کہ غلام کی آرزو یہ ہے کہ غریب خانہ بھی آپ کے مبارک قدم کے شرف سے مشرف ہو جائے، حضرت نے قبول کرلیا۔''(۱)

تصرف بعد وصال

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ صاحب تصرف بزرگ تھے۔ایک جگہ موجود رہ کر متعدد جگہوں سے استغاثہ کرنے والوں کی مدد کے لیے پہنچتے تھے۔آپ کا یہ عمل حیات ظاہری میں بارہا مشاہدہ میں آیا۔سلاطین زمانہ اور عوام وخواص کا ایک بڑا طبقہ اس خداداد تصرف سے آپ کی حیات ظاہری میں فیض پایا۔اب یہ تصرف بعد وصال جاری وساری ہے۔ چنانچہ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا ہے کہ:

''ہندوستان کے مشائخ میں وہ کون سے حضرات ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کے تصرفات باقی ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ: مشائخ ہند کے مابین فرق مراتب کرنا سوئے ادب ہے، خصوصا خانوادۂ چشتیہ کے مشائخ میں جو ہمارے پیر ومرشد ہیں، یہ فرق مراتب بے ادبی ہے، اس خانوادۂ عالی کے اکثر وبیشتر اولیاء میں پوری پوری قوت تصرف عالم ممات میں باقی ہے، خصوصا سیدی ومرشدی علاء الحق والدین، حضرت نظام الدین اولیا، حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر، حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری

۱۔ بنگلہ سے اردو ترجمہ۔ تفصیل دیکھئے: سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوار تین پیر یرا تیہاس، ص: ۱۴۳، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیربھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔

(رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔‘‘(۱)

مذکورہ حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ اپنی قبر مبارک سے تصرف فرمارہے ہیں۔

۱۔حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ دوم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱ص:۶۹، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

فصل پنجم

❁

رشتۂ ازدواج

اولادواحفاد

اقوال وآثار

پندونصائح

❁

فصل پنجم

رشتۂ ازدواج

خلیفۂ سوم صحابی رسول حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین زاہدی امام کعبہ کبیر علیہ الرحمہ ہندوستان میرٹھ تشریف لائے تھے۔ آپ کے ایک صاحب زادے شیخ فخر الدین زاہدی اول (بزرگ خداداد) علیہ الرحمہ کا مزار پاک آج بھی میرٹھ میں مرجع خلائق ہے۔ حضرت امام کعبہ کبیر علیہ الرحمہ کی تیسری پشت میں شیخ فخر الدین زاہدی ثانی ابن شیخ شہاب الدین زاہدی حق گو شہید پیدا ہوئے۔ نہایت پاک باز نیک سیرت خدارسیدہ بزرگ تھے۔ پورا گھرانہ تقوی و پرہیز گاری اور معرفت و سلوک میں یکتا و بے ہمتا تھا۔ حضرت فخر الدین زاہدی ثانی کی شادی دختر شاہ صلاح الدین مدفون محلہ چوکھنڈی بہار شریف سے ہوئی تھی۔ نہایت عابدہ زاہدہ خاتون تھیں، غربا و مساکین سے حد درجہ لگاو رکھتی تھیں۔ اللہ عزوجل نے حضرت فخر الدین زاہدی ثانی علیہ الرحمہ کو دو لڑکیاں اور چھ لڑکے عطا کئے۔ لڑکوں میں حضرت پیر بدر الدین بدرعالم زاہدی، [بہار شریف] شیخ صدر الدین صدر عالم [جون پور] شیخ حاجی چراغ ہند [ظفر آباد] اور شیخ بہاء الدین گنج رواں [کالپی شریف] اپنے وقت کے مرتاض صوفیاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے برادرِ زوجہ شیخ پیر بدر الدین بدر عالم علیہ الرحمہ بہار کے کثیر الخدمات بزرگ تھے، ایک زمانہ ان سے فیض یاب ہوا، ان کے نسبی حالات کے تعلق سے ایک اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے جس سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے خاندانِ سسرال کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

سید قیام الدین نظامی لکھتے ہیں کہ:

''نسب نامہ کی رو سے حضرت شیخ بدر الدین بدرعالم زاہدی قدس سرہ عثمانی شیخ ہیں۔ حضرت بدر عالم قدس سرہ کے دادا حضرت شہاب الدین حق گو شہید نے سلطان جونا خان محمد تغلق کو اس کے روبرو ظالم و جابر کہہ دیا تھا اور سلطان نے آپ کو شہید کرا دیا تھا۔ اسی

وجہ سے آپ حق گو شہید مشہور ہوئے۔ آپ کا مزار اقدس زیر قلعہ دہلی واقع ہے۔ آپ کی شادی مشہور عالم دین سید قطب الدین کی دختر سے ہوئی تھی جن کے صاحب زادے شیخ فخر الدین زاہدی ثانی یعنی حضرت پیر بدر عالم زاہدی کے والد کا مزار اقدس بھی دہلی میں حوض شمسی پر ہے۔''(۱)

اہل سسرال کی دنیاوی وجاہت

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے اہل سسرال کو دینی عظمت کے ساتھ دنیاوی وجاہت بھی حاصل تھی۔ جس طرح آپ علیہ الرحمہ کا گھرانہ شاہان زمانہ کے نور نگاہ تھا اسی طرح آپ کے اہل سسرال بھی سلاطین زمانہ کے نور نظر تھے۔ ان میں سے بعض لوگ حکومتی عہدے پر فائز تھے۔

خانقاہ علائیہ کے شب وروز کے چشم دید گواہ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''شیخ سراج الحق قدس سرہ کی پالکی حضرت مخدومی کے سسرال والوں کے محل کے سامنے سے گذرتی تھی اس حال میں کہ پالکی کا بازوئے راست حضرت مخدومی کے کاندھے پر ہوتا تھا، **اس زمانے میں آپ کے سالے منصب وزارت پر فائز تھے**، انھیں حضرت مخدومی کی اس خدمت سے بہت شرم و عار آتی تھی اور کہا کرتے تھے کہ: اے بے ننگ و نام عالم! یہ خدمت کر کے مجھے کیوں شرمندہ کر رہا ہے؟ حضرت مخدومی جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ:

چہ می گوئی کہ زیں ننگ تمام است — کہ مارا در جہاں زیں ننگ نام است
کسی کو را بود زیں خدمتش ننگ — زند فردا ز حسرت سینہ بسنگ

ترجمہ

یہ کیا کہتے ہو ہے یہ ننگ کا کام — جہاں میں ہے میرا اس ننگ سے نام
جو کہتا ہے اسے کار کمینہ — تو کل کوٹے گا وہ حسرت سے سینہ

۱۔ سید قیام الدین نظامی، شرفا کی نگری، ج:۱ ص:۱۲۹، ناشر نظامی اکیڈمی، کراچی، سن اشاعت بار دوم ۲۰۰۴ء۔

مذکورہ اقتباس سے مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی اپنے شیخ سے لگاو کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔(۱)

حضرت شیخ فخر الدین زاہدی ثانی کی دوشہزادیوں میں سے بڑی شہزادی (بی بی مہر النساء) مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے حبالۂ عقد میں آئیں اور دوسری شہزادی سید ابراہیم ابن سید جمال الدین برادر خورد حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا سے منسوب ہوئیں۔(۲)

بی بی مہر النساء زوجۂ مخدوم العالم علیہ الرحمہ مطیع وفرماں بردار اورشب زندہ دار خاتون تھیں۔ شعبان کی کسی آخری تاریخ میں جنت کو سدھاریں، مزار مقدس روضۂ مخدوم العالم کے پائینتی میں زیارت گاہ عام وخاص ہے۔ سال وصال کی تحقیق نہیں ہو پائی۔

اولادواحفاد

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کو اللہ عزوجل نے اولاد کی نعمت سے بہرہ ور کیا تھا۔ کل کتنی اولاد تھیں؟ ابھی تک تشنۂ تحقیق ہے۔ سیرت نگاروں کی تحریروں میں پانچ اولاد کا ذکر ملتا ہے۔ چار صاحبزادے اور ایک دختر نیک اختر جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت شیخ محمد اعظم، آپ سلطان زمانہ کے وزیر تھے اور سکندر شاہ کے زمانہ میں آرمی چیف کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ تذکرہ کی کتابوں میں آپ کا یہی نام ملتا ہے۔ مگر لطائف اشرفی میں ایک جگہ آپ کو خان اعظم لکھا گیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ آپ کا نام نہیں بلکہ شاہی لقب ہے کہ اس دور کے سلاطین وامرا اس قسم کے القابات اپنے وزرا کو دیا کرتے تھے۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ:

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ بحضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۵۲، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ سید قیام الدین نظامی، شرفا کی نگری، ج:۱، ص:۱۳۲، ناشر نظامی اکیڈمی، کراچی، سن اشاعت بار دوم ۲۰۰۴۔ مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے سسرالی حالات اور مکمل شجرہ ہماری کتاب ''نور قطب عالم حیات وکارنامے''، تحت عنوان ''مادری نسب'' میں درج ہیں۔

''ایک دن اعظم خان، مخدوم زادۂ بزرگ (میرے مخدوم کے بڑے صاحب زادہ) جو حضرت شیخ نور الحق کے بھائی تھے اس وقت وزیر سلطنت تھے، حضرت مخدومی کی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی موجودگی میں مخدوم زادہ (شیخ نور قطب عالم) لکڑیوں کا گٹھر لاد کر لائے اور باورچی خانہ میں لا کر ڈال دیا۔ حضرت خان اعظم یہ منظر دیکھ کر تڑپ گئے اور کہنے لگے بھائی تم نے حضرت والد ماجد کی ساری نعمتوں کو غارت کر ڈالا۔''(۱)

''خان اعظم'' یا ''اعظم خان'' چاہے آپ کا نام ہو چاہے لقب، بہر حال آپ ولادت و سیاست ہر دو اعتبار سے اعظم تھے۔

(۲) حضرت شیخ احمد نور الحق والدین معروف بہ نور قطب عالم، خلفا کے بیان میں آپ کا ذکر تفصیلاً آچکا ہے۔

(۳) حضرت شیخ محمد اعلیٰ، کم سنی میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا۔

(۴) حضرت شیخ محمد قاضی، آپ خردسالی میں وصال فرما گئے تھے۔

(۵) ایک دختر، آپ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کے حقیقی بھتیجے سید شاہ ابراہیم ابن سید شاہ جلال الدین بدایونی علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند حضرت مخدوم سید شاہ فرید الدین طویلہ بخش علیہ الرحمہ کی زوجہ تھیں۔

اقوال وآثار

مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے علم و فضل کا ایک زمانہ معترف ہے۔ مگر آپ کے علمی آثار کتابی شکل میں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی تاریخ بتاتی ہے کہ آپ نے کوئی قلمی میراث چھوڑی ہے۔ البتہ آپ کے عظیم خلیفہ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی گوناگوں تصنیفات میں آپ کے اقوال و علمی آثار بکثرت ملتے ہیں۔ کاش تصنیفات غوث العالم سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ میں بکھرے ہوئے حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے موتی جیسے پند و نصائح اور اقوال و آثار کو یکجا کر لیا جاتا تو ایک

۱۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۵۱، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

بڑا علمی کام ہوتا، اس سے ان دونوں بزرگوں کی روحیں خوش ہوتیں ان کا فیضان کرم عام ہوتا اور ان کی عظمت ورفعت، علمی جلالت وشوکت اور نظریات وخیالات کو سمجھنے میں آسانی ہوتی۔ **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔**

حضرت مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ وجانشین نور قطب عالم شیخ احمد نور الحق والدین پنڈوی علیہ الرحمہ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی نادر کتاب ''**انیس الغربا**'' بزبان فارسی ایک شاہکار تصنیف ہے۔

اس دُرِّ نایاب کتاب مستطاب میں بھی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے بعض اقوال کو سیدی نور قطب عالم علیہ الرحمہ نے جگہ دی ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان اقوال وآثار کو یہاں یکجا کردیں تا کہ قارئین کرام کو مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی شخصیت ونظریات کو سمجھنے میں مدد ملے اور انھیں فائدۂ تام حاصل ہو۔

ملفوظات مخدوم العالم بزبان نور قطب عالم

نور قطب عالم شیخ احمد نور الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی اسی نادر کتاب سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات کو ہم نے یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ قارئین کرام کے ذوق مطالعہ کے سپرد ہیں۔ ان اقوال وآثار سے مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کی شخصیت مزید نکھر کر سامنے آتی ہے۔ خوف خدا، خوف آخرت اور انسانی فلاح وصلاح کے تعلق سے آپ کی قلبی کیفیات کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ دنیا اور اس کی عیش وعشرت کے تعلق سے آپ کی دلی نفرت وحقارت کو سمجھنے میں ذرہ برابر تاخیر نہیں ہوتی۔ مختصر یہ ہے کہ ہم ان ملفوظات کے آئینہ میں مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی پُروقار شخصیت کا چہرہ صاف صاف دیکھ سکتے ہیں اور اسی سانچے میں اپنی عملی زندگی کو ڈھال کر آخرت کی سرخروی حاصل کر سکتے ہیں۔

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں کہ:**

ملفوظ نمبر ا: ''اپنے پیر دستگیر (مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ) سے یہ رباعی میں نے سنی ہے۔

اے عمر تبہ کردی ببازی بازی — صد گونہ گنہ کردی ببازی بازی
ہم موئے سپید کردی آسان آسان — ہم نامہ سیہ کردی ببازی بازی

عمر کھیل کود میں ضائع کردی اور لہو ولعب میں سینکڑوں گناہ کر لیا، بہت آسانی سے تو نے بال سفید کر لیے اور کھیل کھیل میں نامۂ اعمال سیاہ کر ڈالا۔'' (۱)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

ملفوظ نمبر ۲: ''یہ دو شعر بھی پیر دست گیر سے سنا ہے۔

اگر فردا پرسند از نیکوئی — چہ آوردی چہاداری چہ گوئی
بغفلت می گذاری روزگارے — مگر در گور خواہی کردگارے

کل بروز حشر نیکیوں کے بارے میں اگر پوچھ لیا گیا کہ دنیا سے کون سی محبت تو لایا ہے؟ تو کیا جواب دو گے؟ غفلت میں پڑ کر وقت گزارتا ہے مگر قبر میں خدا کو یاد کرے گا۔'' (۲)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

ملفوظ نمبر ۳: ''حضرت پیر دست گیر سے یہ مثنوی میں نے خود سنی ہے۔

نکردی در جوانی کاربارے — بہ پیری کے توانی کرد کارے
بہ غفلت می گذاری روزگارے — مگر در گور خواہی کردگارے
اگر خواہی خلاصی از اسیری — بکن ہم در جوانی کار پیرے
جوانی کو بود برطرز پیراں — ازو گردد دل ابلیس بیراں

تو نے جوانی میں مشقت کا کام نہیں کیا تو بوڑھاپا میں کیا کام کر پائیگا۔ غفلت میں دن گزار دئے مگر قبر میں خدا کو یاد کریگا۔ اگر قید سے رہائی چاہتا ہے تو جوانی ہی میں بوڑھاپے

۱۔ شیخ نور قطب عالم، انیس الغربا، ص: ۱۸، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲ مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۹۔ اصل مرجع میں مصرع اول، دوم و چہارم میں ''کردی'' کی جگہ کرد'' ہے۔ اور مصرع سوم میں ''کرد کردہ'' ہے۔ ہم نے ڈاکٹر غلام سرور صاحب کی تحقیق کے مطابق کتابت درج کی ہے۔

۲۔ مرجع سابق، ص: ۱۸، ۱۹، ڈاکٹر غلام سرور نے ان اشعار میں کئی تحقیقات کی ہیں ہم یہاں ان کی تحقیق کے مطابق صرف چوتھا مصرع پیش کررہے ہیں جو مفہوماً الگ ہے۔ ''مگر در گور خواہی کردکارے''۔ مگر قبر میں تو کام کرنا چاہیے گا۔

کا کام کرلے۔اسی سے ابلیس کا دل رنجیدہ ہوتا ہے۔جوانی بوڑھاپا کی طرح کب ہوتی ہے!''(۱)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں کہ:**

ملفوظ نمبر ۴: ''میں نے اپنے پیر دست گیر سے سنا ہے:

برسرکار اے چراخفتۂ　　　کار چناں کن کہ پذیرفتۂ
کارکن کار بگذر از گفتار　　　کاندرین راہ کار دارد کار

کام کے وقت تو کیوں سویا ہوا ہے، ایسا کام کر کہ تیری تعریف ہو۔بات چھوڑ دے کام کر، اس راہ میں کام ہی کام آتا ہے۔

بغیر مشقت کسی کو خزانہ ہاتھ نہیں آتا، بغیر کانٹے کے پھول تک رسائی نہیں ہوتی اور بغیر محنت کسی کو آرام نہیں ملتا۔''(۲)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں کہ:**

ملفوظ نمبر ۵: ''پیر دستگیر سے میں نے سماعت کی ہے کہ:

از کف ایں خاک بافسوں گرے　　　چارہ آں کن کہ جان چوں برے
مرغ نئ پر توانے پرید　　　تا نکنی جاں نتوانے رسید

۱۔مرجع سابق، ص: ۴۳، ڈاکٹر غلام سرور نے دوسرا شعر درج نہیں کیا ہے۔آخری مصرع میں ''بیران'' کی ''ویران'' لکھا ہے۔دونوں ہم معنی ہیں۔

۲۔مرجع سابق، ص: ۴۳۔ ڈاکٹر غلام سرور نے دوسرا شعر درج نہیں کیا ہے۔اس کی جگہ اگلی عبارت کو انھوں نے حذف واضافہ کے ساتھ اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے۔جو اس طرح ہے:

بے رنج کس راگنج میسر نشود		وبے خارکس راگل دست ندارد
بے مشقت کسے راحت نیافت		نابردہ رنج گنج میسر نمی شود
	مرد آں گرفت جان برادر کہ کارکرد	

مشقت کے بغیر خزانہ نہیں ملتا، کانٹے سے الجھے بغیر پھول ہاتھ نہیں آتا۔ پریشانی کے بغیر آسانی نہیں ملتی اور غم اٹھائے بنا خزانہ حاصل نہیں ہوتا اس لیے جان برادر! کام کے آدمی کی صحبت اختیار کر۔دیکھئے انیس الغربا شائع شدہ مرکز تحقیقات فارسی اسلامی جمہوریہ ایران، سفارت خانہ دہلی۔

جب اس جادو بھری سرزمین (دنیا) سے تیری جان نکلے تو ایسی تدبیر اختیار کر کہ تو (جہنم سے) محفوظ ہو جائے۔ چڑیا پر کے بغیر اڑ نہیں سکتی جب تک تو جاں فشانی نہ کرے منزل تک پہنچ نہیں سکتا۔" (۱)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں کہ:**

ملفوظ نمبر ۶: "پیر دستگیر نے مجھ فقیر سے ارشاد فرمایا کہ:

چنان در اسم او کن جسم پنہاں کہ می گردد الف در بسم پنہاں

اس [اللہ عزوجل] کے نام میں جسم کو اس طرح چھپا دے جس طرح الف بسم اللہ میں چھپ گیا ہے۔" (۲)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں کہ:**

ملفوظ نمبر ۷: "حضرت پیر دست گیر نے مجھ سے فرمایا کہ: اگر تو خدا کے ساتھ رہ سکتا ہے تو خدا ہی کے ساتھ رہ ورنہ ہرگز ہرگز دنیا میں مت رہ، شیخ الاسلام شیخ نصیر الحق والدین محمود خلیفہ شیخ نظام الحق والدین نے فرمایا کہ: مجھے مخلوق پر تعجب ہی تعجب ہے کہ خدائے تعالی کے بغیر کیسے جی لیتی ہے۔ یعنی اسکی محبت وشوق، اسکے ذکر میں استغراق کے بغیر اور پروردگار عالم کے مشاہدہ کے بغیر کیوں کر جیتی ہے، ان کی روح کی غذا کیا ہے؟ اور ان کے دل کا مونس وغم خوار کون ہے؟

اے بے تو حرام زندگانی خود بے تو کدام زندگانی

تیرے بنا زندگی حرام ہے، تیرے بغیر زندگی ہی کہاں ہے۔" (۳)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں کہ:**

ملفوظ نمبر ۸: "اس فقیر کے پیر دست گیر کبھی کبھی اس شعر کو وجد میں گنگنایا کرتے تھے۔

۱۔ مرجع سابق، ص: ۳۵۔ ڈاکٹر غلام سرور نے پہلے شعر میں "جاں چوں بری" کی جگہ "جان تو بری" اور دوسرے شعر میں "تا کنی جاں" کی جگہ "تا نکنی جاں" لکھا ہے۔ جو صحیح تحقیق معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ مرجع سابق، ص: ۴۱۔

۳۔ مرجع سابق، ۴۴۔

رقص وقتے مسلم است ترا کاستین بردو عالم افشانے

تیرے لیے رقص وسرور اس وقت بجا ہے جب تو دونوں جہان سے دامن جھاڑ لے۔"(۱)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں کہ:**

ملفوظ نمبر ۹: "پیر دست گیر سے میں نے خود سنا ہے کہ: جب بندہ {اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ} (۲) پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آتی ہے؛ اے میرے بندے! تو نے جھوٹ کہا ہے، تو مخلوق کی بندگی کرتا ہے اور مخلوق سے مدد طلب کرتا ہے اور تو کہتا ہے کہ میں صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔ میں نے تجھ کو دوسری مخلوق پر برگزیدہ کیا ہے اور ساری مخلوقات سے زیادہ تجھ ہی کو عزیز رکھا ہے اور تیرے فائدے کے واسطے ساری چیزوں کو پیدا کیا ہے {خَلَقَ لَكُمْ مَّافِي الْاَرْضِ جَمِيْعاً} (۳) (میں نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں تخلیق کی ہیں) اپنی قدر و قیمت پہچان اور اپنے آپ کو ذلیل وخوار مت کر، تیری شان میں اللہ عزوجل کی یہ ندا آتی ہے:

یا مختار القدر! اعرف قدرک، انما خلقت الاکوان لاجلک، اقبل علی فانی علیک مقبل، متی تشاء تطلبنی فاطلب عندک ماھذا لاضرار ملحقنا فی معاصیک، انما المراد صیانک ولانفع لنا من طاعتک انما المقصود ریحک، تدبر امرک۔ (۴) اے میرے برگزیدہ بندہ! اپنی قدر پہچان! مخلوقات کو صرف تیرے نفع کے لیے پیدا کیا گیا ہے، میری طرف چلے آ، میں تیری طرف توجہ کروں گا، جب بھی تو مجھے پکارے گا مجھے اپنے پاس پائے گا، میرے قریب آنے پر تیرے گناہوں کا ضرر تجھ کو لاحق نہیں ہوگا، اس سے میری مراد صرف تیری نگاہ داشت ہے تیری اطاعت گزاری سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہے، تیرا ہی فائدہ ہے۔ لہذا تو اپنے کاموں میں خود ہی غور وفکر کر اور اپنی قدر کی

۱۔ مرجع سابق ۹۴۔ ڈاکٹر غلام سرور نے پہلا مصرع اس طرح لکھا ہے: رقص وقتے مسلمت گردد۔

۲۔ سورۂ فاتحہ، آیت: ۴۔

۳۔ سورۂ بقرہ، آیت: ۲۹۔

۴۔ یہ اثر ابن جوزی کی کتاب المنثور، ج: ۱ ص: ۸ میں مفہوماً درج ہے، الفاظ یکساں نہیں ہیں۔

خود ہی جستجو کر، میری طرف جلدی سے آ اور میری ساری مخلوقات سے کنارہ کش ہوجا۔ گداگروں کی طرح ہر در پہ اپنی آبرو تار تار مت کر۔''(۱)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

ملفوظ نمبر ۱۰: ''پیر دست گیر سے میں نے خود سنا ہے کہ: ''کیمیائے سعادت'' میں لکھا ہے کہ: میرے عزیز! تیرے اور بیل کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، کیوں کہ بیل بھی جب بھوکا ہوتا ہے تو چارہ کھاتا ہے، پیاسا ہوتا ہے تو پانی پیتا ہے اور جب اسکی شہوت غالب آجاتی ہے تو اپنے جوڑے کے پاس جاتا ہے۔''(۲)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

ملفوظ نمبر ۱۱: ''اور پیر دست گیر سے سنا ہے کہ:

اے کہ شدہ خشنود بیک بارگی　　　چوں خر و گاوے بعلف خوارگی

اے انسان! تو گدھا اور بیل کی طرح چارہ کھانے سے یکبارگی خوش ہوگیا!''(۳)

سیدی نور قطب عالم پنڈوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

ملفوظ نمبر ۱۲: ''پیر دست گیر سے سنا ہے کہ:

سیر آمدہ زخویشتن می باید　　　برخاستہ زجان وتن می باید

در ہر قدمے ہزار بند افزون است　　　زین گونہ روی بند شکن می باید

اپنے آپ کو بھول جانا چاہیے، اپنے جسم و جان سے ہاتھ دھولینا چاہیے۔ ہر قدم پر

۱۔ انیس الغربا، مرجع سابق، ص: ۱۵۱۔ ڈاکٹر غلام سرور نے اس طویل عبارت میں کئی ایک تحقیقات پیش کی ہیں، الفاظ میں تقدم و تاخر ہے، مفہوم ایک ہی ہے۔

۲۔ مرجع سابق، ص: ۵۳۔

۳۔ مرجع سابق، ص: ۵۴۔

ہزار پابندیوں سے زیادہ ہیں اس قسم کے خیالات کو توڑ دینا چاہیے۔''(۱)

انیس الغربا مصنفہ جانشین مخدوم العالم حضرت شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمہ میں تلاش و جستجو کے بعد مذکورہ بالا اقوال و آثار دستیاب ہوئے ہیں۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے ان میں سے بعض اقوال کی اس طرح تشریح فرمائی ہے جو دل کو چھو لیتی ہے۔ ہم نے ان تشریحات کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ملفوظات مخدوم العالم بزبان غوث العالم

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ صاحب تصانیف کثیرہ بزرگ تھے۔ ان کے ملفوظات کو ان کے خلیفہ اجل حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ نے جمع کیا ہے۔ جس کا نام انھوں نے لطائف اشرفی رکھا ہے۔ لطائف اشرفی کے تعلق سے شیخ عبد الرحمان چشتی صاحب مرأۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے خواجگان چشت کی تصانیف میں بفضلہٖ تعالی دو کتابیں ہیں جو قابل اقتدا ہیں۔ ایک سیر الاولیا اور دوسری لطائف اشرفی۔''

لطائف اشرفی کا علمی مقام جاننے کے لیے شیخ عبد الرحمان چشتی کا مذکورہ جملہ ہی کافی ہے۔ اسی کتاب لطیف سے چند منتخب ملفوظات کو ہم یہاں ذکر کر رہے ورنہ یہ کتاب سمندر ہے جو اس کوزہ میں نہیں سما سکتا۔

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۱: ''حضرت مخدومی پیر و مرشد نے فرمایا کہ: مقتدی کو دریائے استغراق اور بحر

۱۔ مرجع سابق، ص:۵۶۔ ڈاکٹر غلام سرور نے اس رباعی کا پہلا مصرع اس طرح لکھا ہے: سیر آمدہ ای از خویش وتن می باید۔ اور چوتھا مصرع یوں لکھا ہے: زین گرم روی بند شکن می باید۔

ڈاکٹر غلام سرور نے مزید دو شعر کا انتساب حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ کی طرف کیا ہے:

گر طالب مایی بے مطلب ہیچ مرادی　　　جز یافتن ما کہ ترا عین مرادست

گر مراد خویش خواہی ترک وصل ما کن　　　ور مرا خواہی رہا کن اختیار خویش را

اگر تو میرا ہی طالب ہے تو تیری عین مراد میں ہی ہوں، مجھے پانے کے سوال تیری کوئی مراد نہیں ہے۔ اگر اپنی مراد چاہتا ہے تو میرا وصل چھوڑ دے ورنہ اگر مجھے ہی چاہتا ہے تو اپنے سارے اختیارات چھوڑ دے۔

مشاہدۂ حق میں اس طرح مستغرق ہونا چاہیے کہ رنج والم کا اس پر اثر نہ ہو۔ اس لیے کہ جب یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ کافرہ عورتیں ایک مخلوق یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے نظارہ میں اس طرح مستغرق ہوجائیں کہ وہ انگلیاں کاٹ ڈالیں اوران کو خبر نہ ہوتو اس سے کہیں زیادہ یہ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ کے محب بندے مشاہدۂ مطلق کی لذت اور وجود محقق کے معائینہ میں اس طرح مستغرق ہوں کہ غیر حق کا احساس ہی باقی نہ رہے۔''(۱)

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۲: ''حضرت مخدومی فرماتے تھے کہ مرید اپنے پیر کو کامل اور نقصان وزوال سے پاک ومنزہ جانے اور مقصود کونین اور وجود دارین اسی سے حاصل کرے۔''(۲)

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۳: ''حضرت مخدومی نے بار بار فرمایا کہ: اس راہ (طریقت) میں جواں مرد کو تیار ہوکر آنا چاہیے جس طرح میرے فرزند اشرف نے ولایت کے تمام اسباب فراہم کر لیے تھے اور اپنی قابلیت کے چراغ کو روغن اور فیتہ (بتی) سے تیار رکھا تھا، بس اسے دیا سلائی دکھانے کی دیر تھی (آگ کی لو دکھانے سے وہ چراغ روشن ہوگیا) پس یہی ایک توجہ کرنا باقی رہ گیا تھا۔

مریدی کان چراغ خویش آورد   زشمع حال خود پیریش پر کرد
چراغ قابلیت گر نباشد   چہ کار آید ز پیرش گر خراشد
اگر نیساں ہمہ گوہر بریزد   صدف گر نیست لولو از چہ خیزد

ترجمہ

مرید اپنا چراغ دل جولایا   تو اسکے پیر نے اس کو جلایا
چراغ قابلیت گر نہ ہوئے   تو پھر کیا پیر اس کو تراشے

۱۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ششم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، ج:۱، ص:۲۰۸، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

۲۔ مرجع سابق، ص: ۲۳۴۔

اگر نیساں سے سب موتی ہی برسے　　　صدف ہی جب نہیں تو موتی ہے کیسے

دیکھئے:(۱)

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۴: ''حضرت پیر و مرشد سے روایت رکھتا ہوں کہ فرماتے تھے کہ منصور پر جنید کی دعا سے یہ افتاد آئی کہ ان کے ایک بھید کو ظاہر کیا تھا اور وہ یوں ہے کہ ایک دن منصور جنید کی خدمت میں گئے جب دوروازے پر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے جنید نے آواز دی: کون ہے؟ کہا: حق! جنید نے کہا: حق نہیں ہو بلکہ حق کی طرف سے ہو، اور کہا: کون سی لکڑی ہوگی جس کو تو خراب کرے گا اور کون سی لکڑی اور دار ہے کہ تجھ کو لوگ چرب کریں۔''(۲)

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۵: ''ایک روز حضرت مخدوم شیخ علاء الدین گنج نبات کے روبرو کشف کا ذکر ہوا حضرت مخدومی نے فرمایا کہ کشف محققین کی اصطلاح میں نسبت شہودیہ کا ملکہ بن جانا ہے اور وجود ذوقیہ کا وصف لازم بن جانا کشف ہے۔ اس طرح کہ ایک ذرا دیر کے لیے بھی سالک اس نسبت سے غافل نہ ہو اور اس شہود سے غفلت نہ برتے۔ بعض مشائخ کے نزدیک کشف سے مراد سالک کی چشم نگاہ سے حجاب گونی اور نقاب ظاہری کا اٹھ جانا اور دور ہو جانا ہے، اس طرح سے کہ سو کوس اور ہزار کوس کے واقعات بھی اس کے سامنے ہوں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہر زمانے کے معاملات اور واقعات روزگار کا وہ مشاہدہ کرے۔''(۳)

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۶: ''میرے مخدوم قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ یہ دو مقولے اور ہیں جو دوسرے اکابر سے منسوب ہیں جو بخلاف (ایک دوسری کی ضد) مذکور ہیں۔ اور وہ یہ ہیں: **الفقیر لا یحتاج الی اللہ**۔ اور دوسرا ہے یہ ہے: **الفقیر یحتاج الی کل شئی**۔ کلمہ اول سے مراد یہ

۱۔ مرجع سابق، ۲۵۳۔

۲۔ مرجع سابق، ص: ۲۳۴۔

۳۔ مرجع سابق، ص: ۲۳۴۔

ہے کہ فقیر وہ ہے جو فناء الفناء کا مالک بن چکا ہے۔ پس جب وہ خود فانی ہوگیا تو احتیاج اور ضرورت جو اس کی ایک صفت تھی بدرجہ اولی فنا ہوگئی۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر اس کو خدائے تعالی سے کیا حاجت باقی رہی جب کہ وہ خود ہی باقی نہیں رہا۔

چوں عارف را خود ہی مفقود باشد　　　چہ مقصودش کہ خود مقصود باشد

چوں دردریا فتادہ قطرۂ آب　　　نہ آں قطرہ کے بحر آمود باشد

جب عارف کی ''خود'' ہی فنا اور مفقود ہو جاتی ہے تو پھر اس کا کوئی مقصود نہیں رہتا وہ تو خود ہی مقصود بن گیا۔ جس طرح جب قطرہ دریا میں مل جاتا ہے تو پھر وہ قطرہ کہاں رہتا ہے وہ قطرہ تو دریا یا سمندر بن گیا۔

اب رہا کلمۂ ثانی **الفقیر یحتاج الی کل شئی** تو اس کی تاویل یہ ہے کہ یہاں فقیر سے مراد عارف ہے جس کی نگاہ بصیرت کے سامنے موجودات، اسمائے صفات کا آئینہ ہیں اور کائنات میں تجلّی ذات کا جلوہ آرا ہے تو جب عارف اس مرتبہ تک پہنچ گیا تو اب وہ جلوۂ ذات کے لیے ہر ایک چیز کا محتاج ہوا جس میں وہ مشاہدۂ جمال کر سکے۔

چوں جہاں آئینۂ صافی بود　　　ہر کجا بینم درآنجا روئے تست

ہر گلی کان بویم گلزار دہر　　　بوئے گل نبود کہ درگل بوئے تست

جب یہ جہاں اس کے جمال کا آئینۂ صاف اور شفاف ہے تو میں جس چیز کو بھی دیکھوں اس میں تیرا جلوۂ رخ موجود ہے۔ اس گلزار دہر میں جس پھول کو میں سونگھوں وہ پھول کی خوشبو نہیں ہوگی بلکہ وہ تیری خوشبو ہوگی۔''(۱)

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۷: ''مخدومی فرماتے تھے کہ معصیت سے توبہ ایک بار ہوتی ہے اور عبادت سے توبہ ہزار بار ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے شیخ الشیوخ (حضرت شہاب الدین سہروردی) کو تحریر کیا حضرت نے جواب میں فرمایا کہ: عمل کرتے رہو اور غرور سے توبہ کرتے رہو۔''(۲)

۱۔ مرجع سابق، لطیفہ ۱۶، ۶۶۱، ۶۶۲۔

۲۔ حضرت نظام یمنی، لطائف اشرفی، لطیفہ ۲۸، ج:۲، ص:۱۸۳، ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی، پاکستان، سن اشاعت ندارد۔

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ **نے کہا ہے کہ:**

ملفوظ نمبر ۸: ''ایک روز کھانے کے تعلق سے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا: ارشاد ہوا کہ اصحاب تحقیق کے لیے لطیف کھانا یا کھانے کی دیگر لطیف چیزیں نقصان دہ نہیں البتہ ان مبتدیوں کے لیے جو درجۂ کمال تک نہیں پہنچے ہیں اور مجاہدات میں مشغول ہیں سخت اور خشک قسم کا کھانا ہی مفید ہے۔''(۱)

تحفۂ علائیہ

کتاب کے اختتام پر ہم چاہتے ہیں کے وابستگان سلسلۂ علائیہ اشرفیہ کو خصوصاً اور عام مسلمین ومسلمات کو عموماً در مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کا ایک تحفہ پیش کر دیں ۔اس تحفۂ علائیہ کا نام ''مسبّعات عشر'' ہے، جس کا ورد حضرت مخدوم العالم علیہ الرحمہ ہر مرید سے کراتے تھے۔ اس کی فضلیت واہمیت اور پڑھنے کے تعلق سے غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''مسبّعات عشر آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے قبل پڑھے اور ہمیشہ بلاناغہ ورد کرے۔ اس کی فضیلت حدِ بیاں اور تقریر زبان سے باہر ہے۔ میں نے حالت سفر میں جو دیکھا اور سنا ہے وہ یہ ہے کہ گروہ صوفیا میں سے کوئی ایک بزرگ بھی مسبّعات عشر کے ورد سے خالی نہ تھا۔

حضرت مخدومی قدس سرہ طالب صادق اور سالک واثق کو سب سے پہلے جس ورد کی تلقین فرماتے تھے وہ مسبّعات عشر ہی کا ورد تھا اور اذکار میں بلند آواز سے نفی واثبات کا ذکر۔ اس کی ترتیب یہ ہے:

فاتحہ سات بار

چاروں قل سات سات بار، پہلے معوذتین پھر سورۂ اخلاص کیوں کہ جب تک کوئی شخص کسی کی پناہ میں نہیں آتا اسے چھٹکارا حاصل نہیں ہوتا۔

۱۔مرجع سابق،لطیفہ ۳۶،جلد:۲،ص:۲۶۲۔

قُل یَا أَیُّھَا الکَافِرُونَ اور آیة الکرسی ہر ایک سات سات بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ۔

پھر سات بار یہ پڑھے۔

سُبحَانَ اللہِ وَ الحَمدُ لِلہِ و لاالہ الااللہُ و اللہُ اکبرُ و لاحولَ و لاقوة الا باللہ العلی العظیم۔

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور اللہ کے لیے شکر ہے اور سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بزرگ تر ہے اور گناہوں سے باز آنا اور طاعت کی قوت پیدا کرنا سوائے اللہ بزرگ و برتر کی مدد کے ممکن نہیں ہے۔

ایک بار یہ کہے۔

عددَ مَا عَلِمَ اللہُ و زِنَةَ مَا عَلِمَ اللہُ و ملآءَ مَا عَلِمَ اللہُ۔

ترجمہ: اس اندازے کے ساتھ جو اللہ جانتا ہے، اس وزن کے ساتھ جو اللہ جانتا ہے اور اس پیمانے کے ساتھ جو اللہ جانتا ہے۔

سات بار کہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبدِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ حَبِیبِکَ وَ رَسُولِکَ الاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ بَارِک وَ سَلِّم۔

ترجمہ: اے اللہ تو رحمت فرما اپنے بندے، اپنے نبی، اپنے حبیب اور اپنے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو نبی اُمّی ہیں اور ان کی آل پر برکت اور سلامتی فرما۔

سات بار کہے۔

اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَن تَوَالَدَ وَارحَمھُمَا کَمَا رَبَّیَانِی صَغِیراً، اَللّٰھُمَّ اغفِر لِجَمِیعِ المُؤمِنِینَ وَ المُؤمِنَاتِ وَالمُسلِمِینَ وَ المُسلِمَاتِ الاَحیَاءِ مِنھُم وَالاَموَاتَ بِرَحمَتِکَ یَاارحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے، میرے باپ اور ماں کو بخش دے اور میری اولاد کو اور دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ اے اللہ بخشش فرما تمام مومن مردوں

اور عورتوں کی اور تمام مسلم مردوں اور عورتوں کی جو زندہ ہیں اور مر چکے ہیں اپنی رحمت سے، اے رحمت کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحمت کرنے والے۔

سات بار کہے۔

اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ! افعَل بِی وَبِھِم عَاجَلاً وَّ اٰجلاً فِی الدِّینِ وَالدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ، مَا أَنتَ لَہٗ أَھلٌ، وَلاتَفعَل بِنَا یَامَولٰینَا مَا نَحنُ لَہٗ أَھلٌ، اِنَّکَ غَفُورٌ حَلِیمٌ جَوَادٌ کَرِیمٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِیمٌ۔

ترجمہ: اے اللہ! اے پروردگار! وقت کی جلدی اور وقت کی تاخیر سے، میری اور ان کے ساتھ دین دنیا اور آخرت کی ایسی بات کر جو تیری لائق ہے اور ہمارے ساتھ ایسا عمل نہ فرما جس کے ہم سزاوار ہیں، بیشک تو ہی بخشنے والا، بردبار، عطا کرنے والا (بے سوال) کرم کرنے والا، بخشش کرنے والا اور مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

اکیس بار یا جبار کہے۔

ایک یا تین بار یہ کہے۔

سُبحَانَ اللہِ العَلِیِّ الدَّیَّانِ، سُبحَانَ اللہِ الحَنَّانِ المَنَّانِ، سُبحَانَ اللہِ الشَّدِیدِ الاَرکَانِ، سُبحَانَ اللہِ المَسِیحِ فِی کُلِّ مَکَانٍ، سُبحَانَ مَن لَا یَشغُلُہٗ شَانٌ عَن شَانٍ، سُبحَانَ مَن یَّذھَبُ بِاللَّیلِ وَیَاتِی بِالنَّھَارِ۔

ترجمہ: اللہ پاک ہے، بلندی اور اعمال کی جزا دینے والا، اللہ پاک ہے مہربان صاحب احسان، اللہ پاک ہے جس کو کوئی مشغول نہیں رکھتا ایک شان سے دوسری شان کی طرف، پاک ہے جو رات کو لے جاتا ہے اور دن کو (اس کے بجائے) لاتا ہے۔

اگر رات ہو تو یوں کہے:

سبحان من یذھب بالنھار و یاتی باللیل۔ پاک ہے جو دن کو لے جاتا ہے اور (اس کی بجائے) رات کو لے آتا ہے۔[1]

---

[1] یعنی یہ وظیفہ اگر صبح پڑھے تو ''سبحان من یذھب باللیل و یاتی بالنھار'' کہے اور شام کو پڑھے تو اس کی جگہ ہر پر ''سبحان من یذھب بالنھار و یاتی باللیل'' کہے۔

ایک یا تین بار یہ کہے۔

سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِکَ عَلٰی حِلمِکَ بَعدَ عِلمِکَ ، سُبحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمدِکَ عَلٰی عَفُوِکَ بَعدَ قُدرَتِکَ ، سُبحَانَ اللّٰہِ مَن لَّہ لُطفٌ خَفِیٌ فَسُبحَانَ اللّٰہِ حِینَ تُمسُونَ وَحِینَ تُصبِحُونَ وَلَہُ الحَمدُ فِی السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ وَ عَشِیَاً وَ حِینَ تُظھِرونَ یُخرِجُ الحَیَّ مِن المَیِّتِ وَیُخرِجُ المَیِّتَ مِنَ الحَیِّ وَ یُحیِ الاَرضَ بَعدَ مَوتِھَا وَ کَذالِکَ تُخرَجُونَ ، سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ۔

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور ہم تیری بردباری کا شکر ادا کرتے ہیں تیرے علم کے بعد، اللہ پاک ہے اور ہم تیری بخشش پر حمد کرتے ہیں تیری قدرت کے بعد، پاک ہے وہ، اس کی مہربانی پوشیدہ ہے، پس اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اس کے لیے ہیں تمام تعرفیں آسمانوں اور زمینوں میں اور (اس کی تسبیح کرو) پچھلے پہر اور جب دو پہر کرو۔ وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو نکالتا ہے زندہ سے، اور زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مردہ ہوجانے کے بعد اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ پاک ہے آپ کا رب عزت والا ہر اس عیب سے جو وہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے۔'' (۱)

❁❁❁

۱۔ مرجع سابق، لطیفہ ۳۸، جلد: ۲، ص: ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳۔

تعارف مصنف - ایک نظر میں

❁ **نام:** عبدالخبیر ابن مطیع الرحمان۔

❁ **پیدائش:** ضلع اتر دیناج پور کی ایک دیہات ''مہان خاں'' علاقہ اسلام پور میں ۴/اپریل ۱۹۷۹ء کو ہوئی۔

❁ **ابتدائی تعلیم:** ابتدائی تعلیم گھر ہی میں مولانا عبدالجلیل مظفر پوری سے حاصل کی۔ پھر قریبی گاؤں کے مدرسہ میں داخلہ ہوا۔ چند مہینوں کے بعد کشن گنج بہار کے ایک گاؤں ''دھولا باڑی'' میں تقریباً تین سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ابتدائی تعلیم کا دور ختم ہوا۔

❁ **متوسطات کی تعلیم:** ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۴ء مالیگاؤں، مہاراشٹر میں رہ کر حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے اتر پردیش کا رخ کیا۔ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں داخل ہوا۔

❁ **فضیلت:** جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں فضیلت کی تکمیل کے بعد، قبل دستار بندی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں داخلہ لیا اور یہاں سے دوبارہ فضیلت کا کورس مکمل کیا۔ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ کی سب بڑی وجہ بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ کی ذات تھی جن کا ذکر آپ کے ہمدرس اور رفیق خاص علاقۂ اسلام پور کے مرشد اعظم اشرف الاولیاء حضرت سید مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ اکثر کیا کرتے تھے۔ یہاں آ کر حضرت بحر العلوم سے روابط مضبوط ہوئے۔

❁ **تحقیق فی الافتاء:** اشرفیہ مبارک پور سے تکمیل فضیلت کے بعد دو سال مسلسل حضرت بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں گزارے۔ اس دوران مشق افتاء، تحقیق فتاوی نقل فتاوی اور دیگر علوم سے حضرت نے خوب مالا مال فرمایا اور حضرت نے ''تحقیق فی الافتاء'' کی دستار باندھی۔

❁ **مشاہیر اساتذہ:**

☆ بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ۔

☆ نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ [شرف تلمذ ختم بخاری]۔

☆ حضرت علامہ مفتی عبدالجلیل اشرفی علیہ الرحمہ۔

☆ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری۔

☆ صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی۔

☆ حضرت علامہ عبدالخالق اشرفی، صدر المدرسین جامع اشرف کچھوچھہ شریف۔

☆ حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی، سابق صدر المدرسین جامع اشرف۔

☆ حضرت علامہ محمد قاسم اشرفی۔خلیفۂ سرکارکلاں۔
☆ حضرت علامہ ممتاز عالم اشرفی، پرنسپل شمس العلوم گھوسی-وغیرہ مدظلہم العالی-

❁ **درس وتدریس**: تربیت فتاوی نویسی کے زمانے میں شمس العلوم گھوسی میں معین المدرسین کی حیثیت سے خدمت بھی انجام دی-باضابطہ فراغت کے بعد بنگال واتر پردیش کے مختلف اداروں میں اعلی عہدوں پر فائز رہے-دار العلوم جائس قصبہ جائس ضلع رائے بریلی میں بحیثیت مدرس و مفتی تقرری عمل میں آئی-جانشین حضرت اشرف الاولیاء شیخ طریقت حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کی دعوت واصرار پر ضلع مالدہ بنگال میں واقع ''مخدوم اشرف مشن'' میں بساط درس بچھایا-بحیثیت صدر المدرسین وسپروائزر کئی سالوں تک اس ادارہ کو اپنی خدمتیں پیش کیں پھراس ادارہ سے مستعفی ہوگئے-اب ضلع امبیڈکر نگر کی تحصیل ٹانڈہ میں واقع قصبہ التفات گنج میں دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہیں-

❁ **بیعت وخلافت**: بیعت کا شرف شیخ المشائخ سرکارکلاں حضرت علامہ مفتی محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے حاصل ہے-موجودہ سجادہ نشیں سرکارکلاں قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف الاشرفی جیلانی مدظلہ العالی؛ جانشین محدث اعظم ہند،حضرت شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی اور سرپرست دعوت اسلامی ہند،خلیفۂ قطب مدینہ وحضور مفتی اعظم ہند-حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الحلیم اشرفی رضوی ناگپوری مدظلہ العالی نے اپنی خلافت واجازت سے نوازا ہے-

❁ **تالیف وتصنیف**: خطابت اور عہدوں کی مصروفیت اس میدان میں زیادہ وقت دینے سے مانع رہی ہے پھربھی جوکچھ کرنے کی توفیق ملی اس کا اجمالی خاکہ یہ ہے-

[۱] شان اہل بیت،ترجمہ **علموا أولادکم محبة اهل بیت النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-زیرطبع۔
[۲] خاموشی کے محاسن وفوائد،ترجمہ: **الدر والیاقوت فی محاسن السکوت**-مطبوعہ-
[۳] جنتی والدین،ترجمہ **التعظیم والمنة فی أن ابوی رسول اللہ فی الجنة**-زیرطبع-
[۴] انیس الغرباء-فارسی،ترجمہ بزبان اردو-مطبوعہ بزبان اردو و بنگالی-
[۵] مختصر تذکرۂ امین شریعت،مطبوعہ بزبان ہندی-[۵] تذکرۂ امین شریعت اردو-غیر مطبوعہ
[۶] کھیل کود کے شرعی احکام-غیر مطبوعہ
[۷] **''حیات مخدوم العالم''** (تذکرۂ شیخ علاء الحق والدین گنج نبات پنڈوی)،مطبوعہ-
[۸] حیات آئینۂ ہند اخی سراج الدین،-غیر مطبوعہ

[۹] جنت کی کنجی، ترجمہ مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ۔غیر مطبوعہ
[۱۰] اہل شریعت وطریقت کی پہچان، ترجمہ کشف الکربۃ فی وصف اھل الغربۃ۔مطبوعہ
[۱۱] شیخ نور قطب عالم حیات وخدمات،۔زیر ترتیب۔
❁ اس کے علاوہ مختلف مضامین مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوئے اور سلسلہ جاری ہے۔

پروف ریڈر کے تأثرات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خیریت دارم وخواہم!

الحمدللہ! ''حیات مخدوم العالم'' کا مسودہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جو میرے لیے باعث فخر ہے۔ مخدوم العالم، قطب بنگال، مرشد برحق حضرت غوث العالم سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات پنڈوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اردو میں مکمل سوانح حیات تحریر فرما کر آپ نے ہم غلامان مخدوم پہ بہت بڑا احسان فرمایا ہے جس کا اجر بزرگان دین کے طفیل اللہ عزوجل آپ کو اور آپ کی ٹیم کو ضرور عطا فرمائے گا۔

چھ سو سال سے زیادہ کا عرصہ بیت گیا لیکن ہماری حرماں نصیبی کہ کسی بھی سنی مؤرخ نے حضور مخدوم العالم علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی یکتائے زمانہ بزرگ شخصیت کی مکمل سوانح حیات بزبان اردو تحریر نہیں فرمایا۔ آپ نے اس عظیم کام کو پورا کر کے ہم جیسے محبان اولیا کو ایک نادرونایاب تحفہ دیا ہے اس کے لیے ہم آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

یہ ایک ایسا قدم ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ آپ جیسے شہکار قلم کے قلم کا کمال ہی ہے کہ ایسی نادرونایاب کتاب ہمیں حاصل ہوئی۔

پوری کتاب کا بغور مطالعہ کیا، جوں جوں پڑھتا گیا شوق مطالعہ اور بڑھتا گیا اور اتنی زیادہ خوشی ہوئی کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اسے میں بیان کرسکوں۔

تواریخ کی بہت سی کتب کا میں نے مطالعہ کیا ہے لیکن جس ایمانداری اور خوش اسلوبی سے آپ نے اس میں حوالہ جات پیش کیا اور ان کا نچوڑ نکال کر تبصرہ کر کے حقیقت پیش کیا ہے، لاجواب ہے، میں نے اب تک دوسری کتب میں ایسا نہیں دیکھا۔ مکمل سوانح

حیات،خوارق عادت،کرامات ونوازشات،خلفاوخدام کے حالات الفاظ کےحسین موتیوں میں پرُوکربحسن وخوبی رقم کیا گیاہے۔اللہ رب العزت حضور مخدوم العالم علیہ الرحمہ کے صدقے وطفیل آپ کو ہر ہرحرف کے بدلے ہزاروں ہزاروں نیکیاں عطافرمائے، زورقلم میں مزیدجلا بخشے اورعمرخضربصحت وعافیت عطافرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !

اس وقت خوشی اور دوبالا ہوگئی جب اس کے حاشیہ میں آپ کےنوک قلم سے نکلنے والی آپ کی اگلی پیش کش ''شیخ نورقطب عالم حیات اورکارنامے'' کااعلان دیکھا۔اللہ رب العزت اپنے محبوب دانائےغیوب کےصدقے وطفیل آپ کوکامیاب وکامراں فرمائے اور آنے والی کتاب کوجلدازجلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔آمین یارب العالمین!

شہکارقلم حضرت مولانا محمد بشارت علی صدیقی اشرفی حیدرآبادی مدظلہ العالی کی کاوشیں بھی لاجواب ہیں ایسے متحرک وفعال اورتعمیری ذہن اسلامی اسکالرامت مسلمہ کے لیے ایک بے بہا سرمایہ ہیں۔ان کی صالح فکراوران کی نوک قلم کی جِلا کواللہ رب العزت مزیدقوت عطافرمائے اورانھیں سلامت رکھے۔آمین۔

امیدقوی ہے کہ آپ اسی طرح بزرگان دین کی سوانح حیات بشکل کتب تحریر فرماکرہم غلامان اولیائے کرام کی پیاس بجھاتے رہیں گے اورہمیں ممنون ومشکورفرماتے رہاکریں گے-اللہ رب العزت آپ کواورآپ کی ٹیم کو ہر ہرگام پہ کامیاب وکامراں فرمائے اوراجرعظیم عطافرمائے۔آمین بجاہ نبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !

طالب دعااسیراشرف الاولیا

محمدساجدحسین اشرفی

۱۹فروری۲۰۱۷

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

مصادرومراجع

(۱) شیخ نظام یمنی، لطائف اشرفی فارسی مطبوعہ مطبع نصرت المطابع دہلی، سن اشاعت ۱۲۵۷۔
(۲) شیخ نظام یمنی، لطائف اشرفی، ترجمہ علامہ شمس بریلوی ناشر شیخ محمد ہاشم اشرفی پاکستان، سن اشاعت ندارد۔
(۳) شیخ نظام یمنی، لطائف اشرفی، ترجمہ ایس۔ایم۔لطیف اللہ، ناشر شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی پاکستان، سال اشاعت ندارد۔
(۴) شیخ نظام یمنی، لطائف اشرفی ترجمہ سید عبدالحیٔ اشرف، مقدمہ، مضمون نگار مولانا عزیز یعقوب ضیائی، ناشر مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، سن اشاعت ندارد۔
(۵) ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۶؛ ذی قعدہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جون ۱۹۲۴۔
(۶) ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۷؛ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۲ھ/ جولائی ۱۹۲۴ء۔
(۷) ماہنامہ اشرفی، جلد ۲ /شمارہ نمبر ۸؛ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ/ اگست ۱۹۲۴ء۔
(۸) ماہنامہ اشرفی جلد 2 /شمارہ نمبر 12؛ جمادی الاول 1343ھ/ ڈسمبر 1924ء۔
(۹) شیخ عبدالرحمان چشتی، مرأۃ الاسرار مطبوعہ مکتبہ جام نور ۱۹۹۹ء/ ۱۴۱۸ھ۔
(۱۰) شیخ عبدالرحمان چشتی، مرأۃ الاسرار، ترجمہ کپتان واحد بخش سیال چشتی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور، سال اشاعت ۱۹۹۳۔
(۱۱) شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر ذخار، مرکز تحقیقات فارسی، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء۔
(۱۲) شیخ المشائخ علی حسین اشرفی میاں، صحائف اشرفی، حصہ اول مطبوعہ دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد ممبئی۔
(۱۳) محدث عبدالحق دہلوی، اخبار الاخیار، دانش بک ڈپو دیوبند، سن اشاعت ندارد۔
(۱۴) شاہ محمد حسن صابری، تواریخ آئینہ تصوف، مطبوعہ مطبع حسنی رامپور۔
(۱۵) مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیا، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۱۔
(۱۶) سید شاہ بجل رحمان کرمانی، گوڑ پنڈوارتین پیریر اتیہاس، ناشر خوشٹی گیری درگاہ شریف، باتیکار، ضلع بیر بھوم، سن اشاعت ۲۰۱۱۔
(۱۷) سید محمد بن مبارک کرمانی میر خورد، سیر الاولیا، ناشر مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور، سن اشاعت ندارد۔

(۱۸)خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، مطبوعہ مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازارلاہور،سال اشاعت ندارد۔
(۱۹) پروفیسر محمد ایوب قادری،حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت،ایچ۔ایم۔سعید کمپنی، پاکستان چوک کراچی، باردوم،سال اشاعت اپریل ۱۹۸۳۔
(۲۰) ندیم فرشتہ،تاریخ فرشتہ،ناشرایوب پبلی کیشنز دیوبند،سن اشاعت ۲۰۰۹،وغیرہ۔
(۲۱) سیدشاہ ابوالحسن، آئینۂ اودھ،مطبوعہ مطبع نامی کانپور،سن اشاعت ۱۳۰۳ھ۔
(۲۲)المواہب اللدنیۃ المقصد السابع، الفصل الاول علامات محبۃ الرسول،المکتب الاسلامی، بیروت۔
(۲۳)امام زرقانی،شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، الفصل الاول علامات محبۃ الرسول، دارالفکر بیروت۔
(۲۴) محمد غوثی شطاری ماندوی ترجمہ فضل احمد جیوری،اذکارابرارترجمہ گلزارابرار، ناشر دارالنفائس کریم پارک لاہور،سن اشاعت ۱۴۲۷۔
(۲۵) سید وحید اشرف ، حیات مخدوم اشرف سمنانی،ص:۵۷، ناشرمصنف خود،سن اشاعت ۱۹۷۵ء۔
(۲۶) عبدالحیٔ لکھنوی، نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، ج:۲،ص:۱۸۱،ناشر دارابن حزم بیروت،لبنان سن اشاعت ۱۹۹۹ / ۱۴۲۰۔
(۲۷) قاری عبدالرقیب،،سیرت آئینۂ ہند،مسلم بکڈ پور چاندنی مارکیٹ کلیا چک مالدہ۔
(۲۸) مرزا محمد اختر دہلوی، تذکرۂ اولیائے برصغیر، ناشر ملک اینڈ کمپنی اردو بازارلاہور،سن اشاعت ندارد۔
(۲۹) عبدالصمد،ضلع مالدار پیرفقیر دیر کتھا، ناشرابن آدم پرکاشنی حسین پورگوال پارہ مالدہ۔
(۳۰)ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی پاکستانی، سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کاتحقیقی جائزہ (پی۔ایچ۔ڈی مقالہ)،کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، ۲۰۰۳۔
(۳۱)ابوالحسن علی ندوی،تاریخ دعوت وعزیمت،مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو،سن اشاعت جولائی ۲۰۰۶ء۔
(۳۲)عابدعلی خان،Memoirs of Gaur and Pandua،ص:۱۰۸،۱۰۹، ناشر بنگال سیکریٹریت بکڈ پورائٹریس بلڈنگ کلکتہ سن اشاعت ۱۹۳۱۔

(۳۳)ڈاکٹر پرودت گھوش، مالدہ ضلعا راتیہاس، بنگلہ ص:۲۲۶ تا ۲۳۱، مطبوعہ مالدہ بک پیلس، بارسوم ۲۰۱۱۔
(۳۴) ایچ بلوچ مان، Journal of the Asiatic Society of Bengal ناشر G.H.Rouse Baptist Mission Press سن اشاعت ۱۸۷۳ء۔
(۳۵)بشارت علی صدیقی حیدرآبادی، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی حیات وخدمات ایک نظر میں، ناشر اشرفیہ اسلامک فاؤڈیشن حیدرآباد، سن اشاعت ۲۰۱۶ء۔
(۳۶) سید قیام الدین نظامی، شرفا کی نگری، ص:۹۲، ناشر نظامی اکیڈمی کراچی، سال اشاعت باردوم ۲۰۰۴۔
(۳۷)ڈاکٹر میاں محمد سعید، تذکرۂ مشائخ شیراز ہند ص:۱۲۶، ناشر اسلامی بک پبلشرز، فضل الٰہی مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، سال اشاعت باردوم مع ترمیم واضافہ ۱۴۰۵ / ۱۸۸۵۔
(۳۸)مفتی محمود احمد رفاقتی، سوانح رفاقتی، خانقاہ رفاقتیہ مظفر پور سن اشاعت ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰۔
(۳۹)میر سید عبدالواحد بلگرامی، سبع سنابل ناشر رضوی کتاب گھر دہلی، ایڈیشن ۲۰۱۱۔
(۴۰) شیخ نور قطب عالم، انیس الغربا، ترجمہ عبدالخبیر اشرفی مصباحی، مطبوعہ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ بنگال، سال اشاعت ۲۰۱۲۔
(۴۱) شیخ نور قطب عالم، انیس الغربا، مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مرادآباد، سال اشاعت جنوری ۱۸۹۲۔
(۴۲)ابن جوزی، کتاب المشور، بیروت لبنان۔
(۴۳)انیس الغربا شائع شدہ مرکز تحقیقات فارسی اسلامی جمہوریہ ایران، سفارت خانہ دہلی ۲۰۱۰۔
(۴۴)سید اشرف جہانگیر سمنانی، مکتوبات اشرفی، ترجمہ سید شاہ ممتاز اشرفی، ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی ٹاؤن، کراچی پاکستان، سال اشاعت ندارد۔

❁❁❁

❁❁❁❁❁❁❁❁

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

❁❁❁❁❁❁❁❁